اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی شبہات کے جوابات

جلد اوّل

ختم نبوت

ترتیب

مناظر ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تصحیح
تخریج

حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب	:	**قادیانی شبہات کے جوابات** (مکمل)
مرتب	:	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
تصحیح وتخریج (جلد اوّل)	:	حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب
تصحیح وتخریج (جلد دوم)	:	حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب
تصحیح وتخریج (جلد سوم)	:	حضرت مولانا محمد رضوان عزیز صاحب
صفحات	:	۶۸۸
قیمت	:	۴۵۰ روپے
مطبع	:	ناصر زین پریس لاہور
طبع اوّل	:	جنوری ۲۰۱۷ء
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

اجمالی فہرست

۱......	دیباچہ جدید ایڈیشن	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ				۳
۲......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد اوّل)	//	//	//		۵
۳......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد دوم)	//	//	//		۱۴۵
۴......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد سوم)	//	//	//		۴۴۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ جدید ایڈیشن

قادیانی شبہات کے جوابات جلداوّل (ختم نبوت) رجب ۱۴۲۰ھ

قادیانی شبہات کے جوابات جلددوم (حیات عیسیٰ علیہ السلام) جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

قادیانی شبہات کے جوابات جلدسوم (کذب مرزا قادیانی) جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

میں شائع ہوئیں۔ تینوں جلدیں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے نصاب میں شامل ہیں۔ تینوں جلدیں وقفہ، وقفہ سے شائع ہوئیں۔ اس لئے علیحدہ علیحدہ شائع ہوتی رہیں۔ تینوں کو ایک ساتھ ایک جلد میں شائع کرتے تو صفحات اتنے بڑھ جاتے کہ کتاب کو سنبھالنا دشوار ہو جاتا۔ لیکن علیحدہ علیحدہ شائع کرنے میں دشواری یہ پیش آئی کہ کبھی کوئی جلد شارٹ، کبھی کوئی۔ نیز یہ کہ رفقاء کرام کا خیال ہوا کہ اس کی لفظی اغلاط پر بھی نظر ڈالی جائے۔ چنانچہ نظر ثانی کا کام حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری اور حضرت مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے انجام دیا اور دوستوں کی رائے پر فیصلہ بھی یہ ہوا کہ ان تینوں کو ایک جلد میں شائع کیا جائے۔ البتہ سائز بڑا کر دیا جائے تاکہ صفحات کی تعداد بھی زیادہ نہ بڑھنے پائے اور علیحدہ علیحدہ اشاعت کی دشواری سے بھی بچ جائیں گے۔ چنانچہ اب یہ جدید ایڈیشن تینوں یکجا جلدوں پر مشتمل ہے۔ حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا ملتان

۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۳؍فروری ۲۰۱۷ء

(گرہنوں کا نقشہ برائے عبارت صفحہ نمبر:۶۱۶)

نمبر شمار	گرہن چاند کا یا سورج کا	کلی یا جزئی	عیسوی سن	ہجری سن	انگریزی مہینہ	انگریزی تاریخ	عربی مہینہ	عربی تاریخ	گرہن کی تاریخیں	
(۱)	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	ابتدائی تاریخ	یہ گہن ہندوستان میں مرزا قادیانی کے دعویٰ سے قبل ہوا۔ جب کہ اس کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔
	سورج		//	//	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	درمیانی تاریخ	
(۲)	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	ابتدائی تاریخ	یہ گہن ہندوستان میں ہوا ہی نہیں۔ بلکہ امریکہ میں ہوا۔ جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔
	سورج		//	//	اپریل	۲۶	رمضان	۲۸	درمیانی تاریخ	
(۳)	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	ابتدائی تاریخ	یہ گہن ہندوستان میں ہوا۔ لیکن یہ اس حدیث کا مصداق نہیں۔ کیونکہ اس سے قبل ایک ہی صدی میں اس گہن کی نظیر موجود ہے۔
	سورج		//	//	//	۲۶	رمضان	۲۸		

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی شبہات کے جوابات

جلد اوّل

ختم نبوت

ترتیب

مناظر ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تصحیح تخریج

حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

فہرست مضامین

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

اسلوب نمبر۱	۱۲	اسلوب نمبر۲	۱۳
اسلوب نمبر۳	۱۴	اسلوب نمبر۴	۱۶
عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۷	عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۸
عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹	عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹
حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹	درود شریف میں ختم نبوت کا تذکرہ	۲۰
شبِ معراج میں ختم نبوت کا تذکرہ	۲۰	کلمۂ شہادت کی طرح عقیدۂ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے	۲۱
مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت	۲۱	حفاظِ کرام اور ختم نبوت	۲۱
تبلیغِ اسلام اور ختم نبوت	۲۲	آیتِ خاتم النّبیین کی تفسیر	۲۲
شانِ نزول	۲۲	خاتم النّبیین کی قرآنی تفسیر	۲۴
خاتم النّبیین کی نبوی تفسیر	۲۵	خاتم النّبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے	۲۵
خاتم النّبیین اور اصحاب لغت	۲۶	خاتم النّبیین اور قادیانی جماعت	۳۰
مرزائیوں کو کھلا چیلنج	۳۱	قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال	۳۲
قایانیوں سے ایک سوال	۳۳		

ختم نبوت اور احادیثِ نبویہ متواترہ

حدیث نمبر۱	۳۴	حدیث نمبر۲	۳۵
حدیث نمبر۳	۳۵	حدیث نمبر۴ و حدیث نمبر۵	۳۶
حدیث نمبر۶	۳۶	حدیث نمبر۷	۳۷
حدیث نمبر۸	۳۸	حدیث نمبر۹	۳۸
حدیث نمبر۱۰	۳۹	اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت	۴۰
اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے	۴۱	صحابہ کرام کا پہلا اجماع	۴۲
اجماع امّت کے حوالہ جات	۴۳	خلاصہ بحث	۴۵

قادیانی شبہات اوران کے جوابات

خاتم النّبیین کون؟	۴۶	نبوت کی اقسام اور دعوئے نبوت میں قایانی مغالطہ	۴۸
ظلّی بروزی کی اصطلاح	۴۹	امکان کی بحث	۵۰

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

آیت خاتم النّبیین	۵۱	تاویل نمبر۱:اوراس کے جوابات	۵۱
تاویل نمبر۲:اوراس کا جواب	۵۱	تاویل نمبر۳:اوراس کے جوابات	۵۱
تاویل نمبر۴:اوراس کے جوابات	۵۲	تاویل نمبر۵:اوراس کے جوابات	۵۵
تاویل نمبر۶:اوراس کے جوابات	۵۸	لفظ خاتم کا مرزا کے یہاں استعمال	۵۹
ایک شبہ اوراس کا جواب	۵۹	مرزائی جماعت سے ایک سوال	۶۰
تاویل نمبر۷:اوراس کے جوابات	۶۰	آیت یابنی آدم امّایأتینّکم رسل منکم	۶۱
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۶۱	ضروری وضاحت	۶۲
مرزائی عذراوراس کا جواب	۶۴	شعر میں تاویل	۶۴
تاویل کا تجزیہ	۶۴	آیت من یطع اللہ والرسول	۶۵
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۶۵	حدیث نمبر-۱	۶۷
حدیث نمبر-۲	۶۷	حدیث نمبر-۳	۶۷
درجات کے ملنے کا تذکرہ	۶۸	نبوت وہبی چیز ہے	۶۹
مرزائی عذر نمبر۱:کے جوابات	۷۰	مرزائی عذر نمبر۲:کے جوابات	۷۳
مرزائی عذر نمبر۳:کے جوابات	۷۴	ڈھول کا پول	۷۵
مرزائی عذر نمبر۴ :اوراس کا جواب	۷۵	مرزائی عذر نمبر۵ :اوراس کا جواب	۷۶
آیت:یأ ایھا الرسل کلوا من الطیبات	۷۶	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۶
آیت:ان لن یبعث اللہ احدا	۷۸	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۸
آیت: وآخرین منھم	۷۸	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۸
آیت:واذ اخذ اللہ میثاق النبین	۸۱	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۱

آیت:وبالآخرۃ ھم یؤقنون	۸۲	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۲
تفسیرازمرزاقادیانی	۸۳	تفسیرازحکیم نورالدین	۸۳
آیت:وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ	۸۳	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۳
آیت:ظھرالفساد فی البر والبحر	۸۴	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۴
آیت:وما کنا معذبین	۸۴	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۴
آیت:ذلک باان اللّٰہ لم یک مغیرا	۸۶	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۶
نبوت ایک نعمت ہے	۸۶	قادیانی مغالطہ کے جوابات	۸۶
آیت: واذابتلیٰ ابراھیم	۸۷	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۷
آیت:لیستخلفنھم فی الارض	۸۸	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۸
آیت:الیوم اکملت لکم دینکم	۹۰	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۰
آیت:یتلوہ شاھد منہ	۹۰	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۰
آیت:حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب	۹۱	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۱
آیت: صراط الذین انعمت علیھم	۹۳	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۳
آیت:اللّٰہ یصطفی من الملائکۃ	۹۶	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۶
آیت:فلایظھر علی غیبہ احداً	۹۹	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۹۹
آیت:یلقی الروح من امرہ	۱۰۱	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۱
آیت:ولاتنکحوا ازواجہ	۱۰۱	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۱
آیت:ان رحمت اللّٰہ قریب	۱۰۲	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۲
آیت:ولقدضل قبلھم اکثر الاولین	۱۰۳	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۳
آیت:مبشراًبرسول یأتی	۱۰۴	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۴

احادیث میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

حدیث:لوعاش ابراھیم	۱۰۵	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۵
حدیث:ولاتقولوا لانبی بعدہ	۱۰۹	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۱۰۹

مرزائی مفسر کی شہادت ۱۱۲
حدیث:مسجدی آخر المساجد ۱۱۲
حدیث:انک خاتم المھاجرین ۱۱۳
حدیث:ابوبکر خیر الناس بعدی ۱۱۳
حدیث: انا مقفی ۱۱۴
حدیث:اذا ھلک کسریٰ ۱۱۴
حدیث:رؤیا المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ ۱۱۶
حدیث:انا العاقب ۱۱۶
قادیانی اعتراض اور اس کا جواب ۱۱۷
حدیث:قصر نبوت ۱۱۷
اعتراض نمبر۱ ۱۱۸
قادیانی اعتراض نمبر۲ ۱۱۸
قادیانی اعتراض نمبر۳ ۱۱۹
حدیث: ثلاثون کذابون ۱۱۹
مزیدار بات ۱۲۰
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۲۱
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۲۲
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۲۳
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۲۴
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۲۵
عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم نبوت اور قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۲۷
مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم ۱۲۹
خیر امت کا تقاضہ، قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۱
ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی ۱۳۲
ختم نبوت اور بزرگانِ امت ۱۳۸
قادیانیوں کا منہ بند ۱۴۳
قادیانی سوال اور اس کا جواب ۱۱۲
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۲
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۳
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۳
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۴
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۴
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۶
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۶
تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۷
جواب ۱۱۸
جواب ۱۱۸
جواب ۱۱۹
قادیانی استدلال اور اس کے جوابات ۱۱۹
حدیث:بنی اسرائیل ۱۲۱
حدیث:لو لم ابعث لبعثت یا عمر ۱۲۲
حدیث: لو کان بعدی نبی لکان عمر ۱۲۳
حدیث:لا نبی بعدی ۱۲۴
حدیث:الخلافۃ فیکم و النبوۃ ۱۲۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی اور قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۲۶
ایک ضمنی بات ۱۲۹
درود شریف اور قادیانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۰
دعا اور قادیانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۱
ظلی اور بروزی پر ایک اہم گزارش! ۱۳۷
تنقیح موضوع ۱۴۲
مرزائی جماعت سے چند سوال ۱۴۳

پیش لفظ

(طبع اوّل)

مسئلہ ختم نبوت، رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہ ﷺ کے علماء واہل قلم نے گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی خواہش تھی کہ ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آبدار مالا تیار کردی جائے۔ اس نئی ترتیب میں جدید وقدیم قادیانی اعتراضات کے جامع، مسکت، دندان شکن جوابات جمع کردئے جائیں۔ اکابر واصاغر کی خواہش کے احترام میں یہ کام مولانا اللہ وسایا صاحب کے سپرد کیا گیا۔

کام کرنے کے لئے یہ خطوط متعین کئے گئے کہ:

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وسنت اور اجماع امت کے دلائل ہوں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین وبددین افراد وجماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کردیا جائے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بھر کی ریاضت وفتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کردیا جائے۔

د...... مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغنی بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد مسلم دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا

محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ معمار رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا جائے۔

۵…… مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا۔ اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا، مطبوعہ یا مخطوطہ جو بھی میسر آئے موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کر دیا جائے۔ تاکہ یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو جائے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جاسکے۔

الحمدللہ! ان خطوط پر مولانا موصوف نے کام کیا۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز کیا گیا تھا۔ مگر احباب کی رائے یہ ہے کہ اب پاکٹ سائز کتب کا رواج نہیں رہا۔ اس لئے اب اس کا نام (قادیانی شبہات کے جوابات) تجویز ہوا ہے۔ سالانہ رد قادیانیت کورس چناب نگر پر سبقاً یہ پڑھائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی فوری اشاعت ضروری ہے۔ ورنہ بہت حد تک اس میں اصلاح کی گنجائش ہوگی۔ ہمارے مخدوم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا نام تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مجلس کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

طالب دعا، خاکپائے اکابرین

عزیز الرحمٰن جالندھری

۲۸ رجب ۱۴۲۰ھ

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم: امابعد

اسلوب نمبر۱

قرآن مجید نے جہاں خداتعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا۔ وہاں انبیاء ورسل علیہم السلام کی نبوت ورسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جزو قرار دیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو ماننا اوران پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خداتعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت و وحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو پہلے انبیاء کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا ازحد ضروری تھا۔ کیوں کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی وحییں تو گزر چکیں۔ امت مرحومہ کو تو سابقہ پڑنا تھا آنحضرت ﷺ کے بعد کی نبوتوں سے، مگر ان کا نام ونشان تک نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا صاف اور روشن دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائیگی۔

مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمایئے۔

۱۔ ”یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (بقرة:۴)“

﴿ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہو تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔﴾

۲۔ ”یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (المائدہ: ۵۹)“

﴿اے کتاب والو! کیا ضد ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے۔﴾

۳۔ ”لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (نساء: ۱۶۲)“

﴿لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں اور ایمان والے‘ سو مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔﴾

۴۔ ”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (نساء: ۱۳۶)“

﴿اے ایمان والو! یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی پہلے۔﴾

۵- ”اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (نساء:۶۰)“

﴿کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اتارا تیری طرف اور جو اتارا تجھ سے پہلے۔﴾

۶- ”وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (زمر:۶۵)“

﴿اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے شرک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے اعمال اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا۔ (یعنی یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے)﴾

۷- ”کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (شوریٰ:۳)“

﴿اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا ہے۔﴾

مندرجہ بالا تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف اُن کتابوں، الہاموں اور وحیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم سے صرف اُن ہی انبیاء کو ماننے کا تقاضہ کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ چند آیتیں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ مندرجہ بالا آیتوں میں ”من قبل، من قبلک“ کا صریح طور پر ذکر تھا۔

اسلوب-۲

اب چند وہ آیتیں بھی ملاحظ فرمایئے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں حاصل ہو چکا ہے اور انہی کا ماننا داخل ایمان ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کا جزو لازمی قرار دیا گیا ہو۔

۱- ”قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (بقرۃ:۱۳۶)“

﴿تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا ہم پر اور جو اتارا ابراہیم پر۔﴾

۲- ”قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (آل عمران:۸۴)“

﴿تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اتارا ہم پر اور جو کچھ اتارا ابراہیم پر۔﴾

۳- ”اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ (نساء:۱۶۳)“

﴿ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی

ابراہیم پراور اسماعیل پر۔﴾

ان تینوں آیتوں میں اور ان جیسی اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کی نبوت ورسالت کو کہیں بھی صراحۃً وکنایۃً ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت ورسالت سے نوازنا مقدر تھا، پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی اور بعد میں نبوت کی راہ کو ہمیشہ کے لئے مسدود کر دیا گیا ہے اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔

اسلوب-۳

قرآن مجید میں بیان کردہ نقشۂ نبوت حضرات ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی تو اس وقت حکم خداوندی حضرت آدم صفی اللہ کو ان الفاظ میں پہنچایا گیا۔

”قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعاً فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِنِّى هُدىً فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرة:۳۸)“

﴿ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب۔ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر، نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

”قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِنِّى هُدىً فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (طٰهٰ:۱۲۳)“

﴿فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے۔ رہو ایک دوسرے کے دشمن۔ پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔﴾

اسی مضمون کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ دوسری جگہ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کو آج کل مرزائی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری ثابت کرنے کے لئے بالکل بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اعراف:۳۵)“

﴿اے آدم کی اولاد اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو میری آیتیں۔ تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

ان دونوں آیتوں میں ابتداء آفرینش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور نوع انسان کو حکم دیا کہ میں آدم سے نبوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں اور آدم کے بعد انبیاء ورُسل بکثرت ہوں گے اور لوگوں کے لئے ان کا اتباع کرنا ضروری ہوگا۔ اس جگہ رُسل جمع کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے اور انبیاء کی تحدید وتعیین نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ آدم صفی اللہ کے بعد کافی تعداد میں انبیاء کرام مبعوث ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت نوح وابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو اس میں بھی یہی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بھی بکثرت انبیاء کرام ہوں گے۔

”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً وَّاِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَافِيْ ذُرِّيَّتِهِمَاالنُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ. وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا (حدید:۲۶،۲۷)“

﴿اور ہم نے بھیجا نوح اور ابراہیم کو اور ٹھہرادی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب۔ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔ پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول۔﴾

اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نبوت کا دروازا بند نہیں ہوگیا تھا۔ بلکہ ان کے بعد بھی کافی تعداد میں انبیاء کرام تشریف لائے اور یہاں بھی ”رسل“ کا لفظ فرمایا کوئی تحدید و تعین نہیں فرمائی۔ علی ہذا القیاس یہی سنت اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی رہی اور بعینہٖ یہی مضمون ذیل کی آیت میں صادر ہوا۔

”وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ (بقرة:۸۷)“

﴿اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول۔﴾

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی نبوت کا باب بند نہیں ہوا تھا اور ان کے بعد بھی انبیاء کرام بکثرت آتے رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بالرسل کہہ کر بیان فرمایا ہے

یہ صرف تین آیتیں اس لئے ذکر کی گئیں تا کہ ان سے معلوم ہو جائے کہ اولوالعزم انبیاء کے بعد کیا سنت خداوندی رہی ہے؟

لیکن جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کی باری آئی تو اس مبشر احمد نے آ کر دنیا کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اب میرے بعد سلسلہ نبوت اس کثرت سے اور غیر محدود نہیں جیسے پہلے انبیاء کرام کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ بلکہ میرے زمانہ میں نبوت میں ایک نوع کا انقلاب ہوگیا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ”الرُسُل“ کے لفظ سے انبیاء کرام کی آمد کو بیان کیا جاتا تھا اب واحد کا لفظ ”بِرَسُوْل“ کہہ کر ارشاد کیا اور بجائے اس کے کہ حسب سابق غیر محدود اور غیر معین رسولوں کے آنے کا ذکر کیا جاتا۔ طریقہ بیان کو بدل کر صرف ایک رسول کے آنے کی اطلاع دی اور اس کے اسم مبارک (احمد ﷺ) کی بھی تعیین فرمادی کہ کوئی شقی ازلی یہ دعویٰ نہ کرنے لگے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ (جیسے خاص کر مرزا قادیانی کی امت یہ ہانک دیا کرتی ہے کہ بشارت احمد کا مصداق مرزا قادیانی ہے)

ارشاد ہوا ہے:

”وَاِذْقَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (صف:۶)“

﴿اور جب کہا مریم کے بیٹے عیسیٰ نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس۔ یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت، اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔﴾

آنے والے نبی کا نام بتا کر تعیین بھی کردی اور کہا کہ اب میرے بعد ایک اور صرف ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام گرامی احمد ہوگا۔ انبیاء سابقین نے تو اپنے بعد کے زمانہ میں بصیغۂ جمع کئی رسولوں کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ مگر حضرت مسیح نے صرف ایک رسول احمد ﷺ کی ہی بشارت و خوشخبری دی اور جب وہ رسول خاتم الانبیاء والمرسلین، آخر آمد بود فخر

الاوّلین تشریف فرما ہوئے تو خدا نے ساری دنیا کے سامنے اعلان فرما دیا کہ اب وہ رسول کریم ﷺ جس کی طرف نگاہیں تاک رہی تھیں وہ تشریف فرما ہو گیا ہے۔ وہ خاتم النّبیین ہے اور اس کے بعد کوئی نیا شخص نبوت کے اعزاز سے نہیں نوازا جائے گا۔ بلکہ وہ نبوت کی ایسی اینٹ ہے جس کے بعد نبوت کے دروازہ کو بند فرما دیا گیا ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو:

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب: ۴۰)“

یعنی آنحضرت ﷺ، جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح نے دی تھی وہ آچکے اور آکر نبوت پر مہر کردی۔ اب آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انبیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریقۂ بیان نبوت کے سلسلہ کی اُن کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا کہ جو حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔

اسلوب-۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں آپ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ (آل عمران: ۸۱)“

﴿اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔﴾

اس جگہ متعین کر دیا گیا کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے بعد آئیں گے۔ اسی آیت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے اس کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں ”ثُمَّ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ“ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں۔[۱]

قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع کیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا خود مرزا قادیانی بھی اس کا اقراری ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ملاحظہ ہو جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت کو ہی اٹھا دیتی ہے اور وہ ایسی فلاسفی بتاتی ہے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ: ۳)“

---

۱ مرزا نے لکھا ہے ”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ (حقیقت الوحی خزائن ج۲۲ ص۱۳۳)

﴿آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر میں نے اپنا احسان، اور پسند کیا تمہارے واسطے اسلام کو دین۔﴾

اس ارشاد خداوندی نے بتلا دیا کہ دین کے تمام محاسن پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی پورا کرنے والے، مکمل کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب کسی پورا کرنے والے کی ضرورت نہیں رہی تو آج کے بعد کسی کو نبی ماننے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں کتاب تحریر فرمائی تھی، ہدیۃ المھدیین اس کا اردو ترجمہ ''ختم نبوت کامل'' کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس میں آپ نے قرآن مجید کی ننانوے آیات سے مسئلہ ختم نبوت پر استدلال فرمایا ہے۔

عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ

''وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (آل عمران: ۸۱)''

اس آیت میں اللہ رب العزت نے عہد و میثاق کا ذکر فرمایا ہے۔ جو ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں لیا گیا۔ جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد ﷺ تشریف لائیں تو آپ اس پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ یہ عہد خاص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا۔ تاہم اس سے تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی امتیازی جلالت شان واضح ہوگئی۔

جملہ شرطیہ کا وقوع ضابطہ میں ضروری نہیں تاہم مختلف مواقع میں خاص شان کی جلالت واضح بھی ہوئی۔

۱...... لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء کا آپ ﷺ کی اقتدا کرنا۔

۲...... یوم آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ کے جھنڈا تلے جمع ہونا۔

۳...... حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا اپنے اپنے ادوار میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر دینا۔

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابتک زندہ رکھا گیا۔ وہ تشریف لاکر آپ ﷺ کی امت اور آپ کے دین کی مدد فرمائیں گے وغیرہ۔

اس آیت میں ''ثُمَّ'' کا لفظ ''النَّبِيِّينَ'' کے بعد قابل توجہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے اخیر میں وہ نبی تشریف لائیں گے۔ سبحان اللہ! ختم نبوت کی شان دیکھئے کہ عالم ارواح میں اس کا تذکرہ اللہ رب العزت انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے فرمارہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ'' تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں تمام انبیاء کے بعد ہوں۔ (مسند الشامیین للطبرانی رقم الحدیث: ۲۶۰۰، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۳، عیون الاثر لابن سید الناس رقم الحدیث: ۱۶، ابن کثیر ص ۴۸ ج ۸، کنز العمال ص ۴۱۸ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۲۶)

واضح رہے کہ یہ حدیث کثرت طرق اور تلقی بالقبول کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی ہوتی ہے۔ محدثین کا اصول ہے۔ ''یحکم للحدیث بالصحۃ اذا تلقاہ الناس بالقبول وان لم یکن لہ اسناد صحیح''

(تدریب الراوی ج ۲ ص ۳۰، صفوۃ الاصول ص ۱۲۷)

عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ

۱...... اللہ رب العزت نے عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔حضور پاک ﷺ کی حدیث ہے۔

”اِنّی عِندَ اللّٰہ مَکتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ “

تحقیق کہ میں اللہ کے نزدیک (لوح محفوظ میں) خاتم النّبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، کنز حدیث نمبر ۳۱۹۶۰، اتحاف المھرہ لابن حجر عسقلانی رقم الحدیث: ۱۳۱۴۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۵۴۰، معجم کبیر طبرانی رقم الحدیث: ۱۵۰۵۲، تاریخ اوسط للبخاری رقم الحدیث: ۲۷)

نیز اس حدیث کی کم وبیش ۴۹ محدثین نے تخریج کی ہے اور ڈیڑھ صد کے لگ بھگ اس کے شواہد ہیں جو اس کی صحت پر دلالت کر رہے ہیں۔

۲...... عالم دنیا میں اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھیجا تو ان کے سامنے آپ ﷺ کی خاتمیت کا یوں تذکرہ فرمایا۔

”لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًا آدَمَ وَمَنْ بَعْدَہٗ اِلَّا اَخَذَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْعَھْدَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ“

﴿حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد اُن سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔﴾

(ابن جریر ص ۲۳۲ ج ۳، ابن کثیر، تاریخ ابن عساکر، فتح الباری باب کتاب الانبیاء، شرح مواہب زرقانی ص ۲۴۳ ج ۵)

۳...... تخلیق باری کا پہلا شاہکار سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔مگر اللہ رب العزت کی کرم فرمائیوں کے قربان جائیں پہلے شاہکار قدرت (آدم) پر بھی اللہ رب العزت نے رحمت دوعالم ﷺ کی ختم نبوت کا علم یوں ثبت فرمادیا۔
حضور ﷺ نے فرمایا:

”بَیْنَ کَتِفَیْ آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین“

﴿آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا۔﴾

(خصائص الکبریٰ ص ۱۹ ج ۱، بحوالہ ابن عساکر، جزمن حدیث ابی بکر النہروانی رقم: ۹، جزفیہ من حدیث ابی اکبر اسامامی رقم الحدیث: ۹)

۴...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَخَاتَمُ النَّبِیّیْنَ“

﴿آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾ (شمائل ترمذی ص ۲)

اللہ! اللہ! سب سے پہلے نبی آدم آئے تو بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان ونشان لے کر آئے اور آپ ﷺ تشریف لائے تو سراپا ختم نبوت بن کر۔

۵...... ”عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لما نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبرائیل فنادی بالاذان اللہ اکبر. مرتین. اشھد ان لاالٰہ الا اللہ مرتین. اشھد ان محمد ارسول اللہ

مرتین. قال آدم: من محمد؟ فقال هو آخر ولدک من الانبیاء"

(ابن عساکر وکنزص ۴۵۵ ج۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رقم الحدیث:۶۶۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے (تو بوجہ تنہائی) ان کو وحشت ہوئی تو جبرائیل نازل ہوئے اور اذان پڑھی اللّٰہ اکبر دوبار، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ دوبار، اشھد ان محمد رسول اللّٰہ دوبار، حضرت آدم علیہ السلام نے جبرائیل سے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی جماعت میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ

ابن ابی الدنیا وابو یعلی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کی ہے کہ جب فرشتے منکر نکیر قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:

"رَبِّیَ اللّٰهُ وَحده لا شریک له، الاسلامُ دینی، ومحمدٌ نبیی وَهو خاتمُ النبیینَ فیقولانِ له صدقتَ"

﴿میرا پروردگار وحدہ لاشریک ہے اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں اور وہ آخری نبی ہیں۔ یہ سنکر فرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔﴾ (تفسیر در منثور ج۶ ص۱۶۵)

عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ

"عن ابی هریره رضی اللہ عنہ فی حدیث الشفاعة فیقول لهم عیسیٰ علیه السلام ......اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَیَقُوْلُوْن یَا مُحَمَّد اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاء"

﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔﴾ (بخاری ج۲ ص۶۸۵، مسلم ج۱ ص۱۱۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج محمد خاتم النّبیین تشریف فرما ہیں ان کے ہوتے ہوئے کون شفاعت میں پہل کرسکتا ہے۔ بہر کیف معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہوگا۔

حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ

"عن ابی امامة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ فی خطبته یوم حجة الوداع ایها الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوٰة اموالکم طیبة بها انفسکم واطیعوا ولاة امورکم تدخلوا جنة ربکم"

﴿حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔﴾ (منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند احمد ص۳۹۱ ج۲)

خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مالوں کی خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے رہو اور اپنے خلفاء کی اطاعت کرتے رہو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

درود شریف اور ختم نبوت کا تذکرہ

”عن علی رضی اللہ عنہ فی صیغ صلوۃ النبی ﷺ اللّٰھم صل علٰی محمدٍ خاتمُ النبیین وامام المرسلین. الحدیث. رواہ عیاض فی الشفاء“

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درور شریف کے صیغے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں اللّٰھم صلی علی محمد خاتم النبیین وامام المرسلین بھی آیا ہے۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں اس کو نقل کیا ہے۔﴾

شب معراج اور ختم نبوت کا تذکرہ

”فی حدیث طویل فی باب الاسراء عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً قالوا یا جبرائیل من ھذا معک قال ھذا محمد رسول اللّٰہ ﷺ خاتم النبیین (الی ان قال) فقال لہ ربہ تبارک وتعالیٰ قداخذ تک حبیباً وھو مکتوب فی التوراۃ محمد حبیب الرحمٰن وارسلناک للناس کافۃ وجعلت امتک ھم الاوّلون وھم الآخرون وجعلت امتک لا تجوز لھم خطبۃ حتیٰ یشھدوا انک عبدی ورسولی وجعلتک اول النبیین خلقاً وآخرھم بعثاً واعطیتک سبعاً من المثانی ولم اعطھا نبیاً قبلک واعطیتک خواتیم سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم اعطھا قبلک وجعلتک فاتحاً وخاتماً“

(رواہ البزار کذا فی مجمع الزوائد ص ۲۷، بحوالہ ختم نبوت کامل ص ۳۲۲ حدیث نمبر: ۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شب اسراء کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں مرفوعاً بیان کیا ہے (جس کے چند جملے حسب ضرورت ذکر کئے جاتے ہیں) فرشتوں نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمد ﷺ ہیں (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ تعالی کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں نے تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی امت کو اوّلین اور آخرین بنایا، اور آپ ﷺ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے۔ الخ!

کلمہ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے

حضرت زید بن حارث ﷜ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ ﷺ کے پاس دیکھ کر کہا کہ اے زید اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سے اموال دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ ﷺ چاہیں طلب فرمائیں ہم ادا کر دیں گے (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا ’’**اسئلکم ان تشهدوا ان لا اله الا اللّٰه وانی خاتم الانبياء ورسله وارسله معكم** ‘‘میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء و رسل کا ختم کرنے والا ہوں۔(اس اقرار و ایمان کے بدلہ میں) زید کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ (مستدرک حاکم ج۳ص۲۱۴)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمۂ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔اس لئے (الاشباہ والنظائر ص۲۹۶) میں ہے:

’’**اذالم يعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات** ‘‘

﴿جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔غرض ایمان کے لئے کلمہ کی طرح ختم نبوت کا اقرار بھی ضروری ہے۔﴾

مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت

رحمت دو عالم ﷺ کی امت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت عیسائی لوگ ہیں۔جن کی عبادت گاہوں گرجا گھروں میں صبح و شام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔گرجا گھر بناتے ہیں اور جب عبادت کے لئے مسیحی وہاں نہیں آتے تو گرجا گھر سے پلازہ، حمام، سبزی کی دکان، شراب خانہ جوا گھر، ناچ ڈانس غرض اس (گرجا گھر، چرچ) کو کسی بھی مصرف میں لے آئیں ان کی شریعت اُن کو اس امر سے منع نہیں کرتی۔بخلاف اہل اسلام کے کہ اگر وہ کہیں مسجد بنا دیں تو قیامت کی صبح تک اس مسجد کی جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتے۔کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کیوں ہے؟ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت محدود وقت کے لئے تھی۔اس لئے ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اس لئے جہاں کہیں آپ کی امت کا کوئی فرد مسجد بنائے گا وہ اس جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتا۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل ہے۔

حفاظ کرام اور ختم نبوت

پہلی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب جوں کی توں محفوظ نہیں۔اُن کتب میں سے کسی ایک کا بھی حافظ دنیا میں موجود نہیں۔جبکہ قرآن مجید جیسے نازل ہوا تھا ویسا ہی قرن اول سے اس وقت تک محفوظ اور موجود ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں قرآن مجید کے حافظ و قاری نہ ہوں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ایک

ایک شہر میں ہزاروں حفاظ کا موجود ہونا کسی پر مخفی نہیں۔آپ نے توجہ فرمائی کہ یہ کیوں ہے؟اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام سابقہ کتب اوروحی محدود وقت کے لئے تھیں۔اس لئے قدرت نے ان کے محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں فرمایا۔مگر قرآن مجید آخری وحی اور آخری کتاب ہے تو قدرت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔لاکھوں علماء اور مفسرین، اُس کے ترجمہ اور معانی کی حفاظت کے لئے ، لاکھوں قراء اس کے تلفظ اور لہجہ کی حفاظت کے لئے ، لاکھوں حفاظ اس کے متن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیدا فرمائے اور قیامت تک یوں حفاظت قرآن کا سلسلہ چلتا رہے گا۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسجد نبوی کے اصحاب صفہ سے لیکر دنیا بھر کا ہر مدرسہ اور ہر حافظ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

تبلیغ اسلام اور ختم نبوت

پہلے ادیان کی نشرواشاعت ترویج وتشریح کے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔تبلیغ دین کا کام انبیاء کے ذمہ تھا۔آپ ﷺ کی ذات پر اللہ رب العزت نے نبوت کا سلسلۂ ختم فرمادیا تو اب دین کی اشاعت کا جو کام انبیاء کو کرنا تھا وہ امت کے ذمہ لگا دیا۔ختم نبوت کے صدقہ میں امت کو تبلیغ دین اور اشاعت کا کام ملا اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو دنیا میں ہر تبلیغی بھائی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

قارئین کرام! عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، سیدنا آدم علیہ السلام کی خلقت یا آپ ﷺ کی بعثت، معراج مبارک کا سفر ہو یا حجۃ الوداع، مساجد ہوں یا مدارس، تبلیغ دین ہو یا تعلیم قرآن، غرض اوّل سے اخیر تک خاک سے افلاک تک ہر دور میں ختم نبوت کی صداقتیں اور بہاریں نظر آتی ہیں۔

آئیے! اب ختم نبوت کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے قرآن وسنت کے حوالہ سے اگلے سفر کو شروع کریں۔

آیت خاتم النّبیین کی تفسیر

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً (احزاب: ۴۰)“

﴿محمد ﷺ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔﴾

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن مضحکہ خیز اور تباہ کن رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد وراثت، رشتہ ناطہ، حلت وحرمت وغیرہ تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی نکاح کو حرام قرار دیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کرے۔اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر کرتا۔چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ایک قولی اور دوسرا عملی۔ایک

طرف تو یہ اعلان فرما دیا۔

”وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَ کُمْ اَبْنَاءَ کُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِیْ السَّبِیْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب:۴،۵)“

﴿اور نہیں کیا تمہارے لیپالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی، اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لیپالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔﴾

اصل مدعا یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنیٰ یعنی لیپالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لیپالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو (جو کہ آپ ﷺ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنی بیٹا بنا لیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قبیح کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ لیکن چونکہ کسی رسم ورواج کے خلاف کرنے میں اعزاء واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں۔ تاکہ اس رسم وعقیدہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

”فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَراً زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَائِهِمْ (الاحزاب:۳۷)“

﴿پس جب کہ زید رضی اللہ عنہ زینب رضی اللہ عنہا سے طلاق دے کر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔﴾

آپ ﷺ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب نے شور مچایا کہ لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی۔ ”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“

جس میں یہ بتا دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کسی بھی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی نسبی باپ نہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بیوی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے اور اس بارے میں آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔

ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں۔لیکن خداوند عالم نے ان مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو کسی بھی مرد کے باپ نہیں۔پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ کے چار فرزند ہوئے ہیں۔قاسم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے۔پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں؟

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے۔کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ ﷺ کے چار فرزند بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔آیت میں ''رِجَالِکُمْ'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہیں۔بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین''لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔

خاتم النّبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ''ختم'' کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱...... ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (بقرة:۷)''مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

۲...... ''خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (انعام:۴۶)''اور مہر کر دی تمہارے دلوں پر۔

۳...... ''خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (الجاثیه:۲۳)''مہر کر دی اس کے کان پر اور دل پر۔

۴...... ''اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ (یٰس:۶۵)''آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔

۵...... ''فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ (الشوریٰ:۲۴)''سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔

۶...... ''رَحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین:۲۵)''مہر لگی ہوئی۔

۷...... ''خِتَامُهٗ مِسْكٌ (مطففین:۲۶)''جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اوّل و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جا سکے۔وہاں پر''ختم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔تو فرمایا:''ختم اللہ علی قلوبهم''

اب زیر بحث آیت خاتم النّبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کر دی، مہر لگا دی کہ اب کسی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلۂ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔فهو المقصود!

خاتم النّبیین کی نبوی تفسیر

آنحضرت ﷺ نے خاتم النّبیین کی تفسیر ''لا نبی بعدی '' کے ساتھ وضاحت سے فرمادی۔ آپ ﷺ کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ''اس کا حوالہ اوراس کی وضاحت آگے آرہی ہے سردست یہاں فریق مخالف کے سامنے اس کے گرو مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

''قال اللّٰہ عز وجل مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُم وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّنَ، الا تعلمُ ان الربَ الرحیمَ المتفضل سَمّیٰ نبیَّنَا ﷺ خاتمَ الانبیاء بغیر استثناء ،وفسَّرَہ نبیُنا فی قولہ لا نبیَّ بعدی ببیان واضح للطالبین'' (حمامۃ البشریٰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

دیکھئے کس طرح مرزا قادیانی صراحت اور وضاحت کررہا ہے کہ خاتم النّبیین کی تفسیر حضور ﷺ نے واضح بیان کے ساتھ لا نبی بعدی سے کردی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ قادیانی گروہ نہ اپنے گرو گھنٹال مرزا کا ترجمہ مانتا ہے اور نہ رحمت دوعالم ﷺ کے ترجمہ وتفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ ہے۔ فیا للعجب !

خاتم النّبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم النّبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ختم نبوت کامل کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو صحابہ کرام کی آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم الشان تفسیر ص ۱۱ ج ۲۲'' میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے خاتم النّبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

''عن قتادۃَ ولکن رسولَ اللّٰہِ وخاتمَ النبیین ایْ آخِرُھُمْ ''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر در منثور میں عبدالرزاق اور عبد ابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کرچکے ہیں کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہی اس آیت میں ''ولٰکن نبیاً ختم النبیین '' ہے جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

''عن الحسن فی قولہ وخاتم النبیین قال خَتَمَ اللّٰہُ النبیینَ بِمُحمد ﷺ وکانَ آخرُ مَنْ بُعِثْ'' (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیت خاتم النّبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محمد ﷺ پر ختم کردیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے آخری ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

کیا اس جیسی وضاحتوں، صراحتوں کے بعد بھی آیت میں کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ یا ظلی، بروزی وغیرہ کی تاویل چل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

خاتم النّبیین اور اصحاب لغت

خاتم النّبیین (''ت'' کی زبر یا زیر) کے معنی کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین اور ائمۂ سلف کی شہادتوں سے بھی صرفِ نظر کرلی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النّبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہوسکتے ہیں یعنی آخر النّبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بلحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بتصریح موجود ہے۔

''والخَاتَمُ اسمُ آلة لما يُختَمُ به كا لطابع لما يُطْبَعُ به فمعنىٰ خاتمُ النبيين الذى ختم النبييون به ومآله آخر النبيين'' (روح المعانی ج۷ص۵۹)

اور خاتم بالفتح اسم آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النّبیین کا معنی یہ ہوں گے ''وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے'' اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النّبیین ہے۔

اور علامہ احمد معروف بہ ملاجیون نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''والمالُ علىٰ كُلِّ توجيه هو المعنىَ الآخر ولذالك فسَّرَ صاحبُ المد ارك قرأة عاصم بالآخر و صاحبُ البيضاوى كلَّ القرأتينِ بالآخر''

اور نتیجہ دونوں صورتوں میں بالفتح وبالکسر صرف آخر ہی کے معنی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخر النّبیین اور اسی بنا پر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں قرأتوں سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النّبیین تفسیر کی ہے۔

خداوند عالم ائمۂ لغت کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہے اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے''

ہدیۂ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی میں سے ائمۂ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

۱-مفردات القرآن

یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"وخاتمُ النبیین لانه خَتَمَ النبوةَ اَیُ تَمَّمَها بِمَجِیئه" (مفردات راغب ص۱۴۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النّبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرما دیا۔

۲-المحکم لابن سیدہ

لغت عرب کی وہ معتمد کتاب ہے جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان معتبرات میں شمار کیا ہے جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جا سکے۔

"وَخاتَمُ کُلِّ شَیء وَخاتِمَته عاقِبَته و آخِرُه" (از:لسان العرب)

اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

۳- تہذیب الازہری

اس کو بھی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے معتبر لغات میں شمار کیا ہے۔اس میں لکھا ہے۔

"والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ای آخرهم" (از:لسان العرب)

خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالی کے رسول اور خاتم النّبیین یعنی سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلایا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہیں اور قرآن مجید میں خاتم النّبیین سے آخر النّبیین مراد ہے۔کیا ائمۂ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا اور کوئی معنی تجویز کر سکتا ہے؟

۴-لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب، عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے۔اس کی عبارت یہ ہے:

"خاتِمهم وخاتَمُهم آخِرُهُم عن اللحیانی ومحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام"

خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہیں معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد ﷺ خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء ہیں۔

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النّبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النّبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا نہیں۔ بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت ''نبیین'' کی طرف ہے۔ اسی لئے اس کے معنی آخر النّبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اس قاعدہ کی تائید ''تاج العروس شرح قاموس'' سے بھی ہوتی ہے۔ وھو ھذا!

۵-تاج العروس

تاج العروس شرح قاموس (للعلامہ الزبیدی) نے لحیانی سے نقل کیا ہے:

''ومن اسمائِہ علیہ السلام الخاتِمُ والخَاتَمُ وَھو الذی خَتَمَ النبوۃَ بمجیئہ''

اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے خاتِم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔

۶-مجمع البحار

جس میں لغات حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت درج ذیل ہے۔

'' الخاتَمُ وَالخَاتِمُ من اسماِئہ ﷺ بالفتح اسمٌ ای آخرُھم وبالکسر اسمُ فاعل''

(مجمع البحار ص۱۵ ج۲)

خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔

''خاتم النبوۃ بکسر التاء ای فاعل الختم وھو الاتمام وبفتحھا بمعنی الطابع ای شئٌ یدُلُ عَلٰی انہ لا نَبی بعدَہ'' (مجمع البحار ج۳ ص۱۵)

خاتم النبوۃ ''تا'' کے کسرہ کیساتھ بمعنی تمام کرنے والا اور ''ت'' کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۷-قاموس میں ہے

”والخاتم آخر القوم کا لخاتم ومنه قوله تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرهم“

اورخاتم بالکسر اور بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالی کا ارشاد خاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین۔

اس میں لفظ قوم بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

۸-کلیات ابی البقاء

لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے۔ (ص۳۱۹) پر ملاحظہ ہو:

”وتسمیة نبیناﷺ خاتم الانبیاء لان الخاتم آخر القوم قال اللّٰه تعالی ما کان محمدا با احد من رجالکم ولکن رسو ل اللّٰه وخاتم النبیین“

اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم (قوم کے آخری فرد) کو کہتے ہیں۔ (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے:''**ماکان محمدالآ یة**''

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم النّبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ:''خاتم'' خاتم القوم کو کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ نیز ابوالبقاء نے اس کے بعد کہا ہے کہ:

''**و نفی الاعم یستلزم نفی الاخص** ''اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ۔رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے اور آیت میں جبکہ عام یعنی نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقاء نے پہلے ہی سے ان کے لئے رد تیار کر رکھا ہے۔

۹-صحاح العربیة للجوهری

جس کی شہرت محتاج بیان نہیں۔ اس کی عبارت یہ ہے:

”والخاتِم والخاتَم بکسر التاء وفتحها الخَیتَامُ والخٰتام کله بمعنی والجمع الخواتیم وخاتمة الشیء آخره ومحمدﷺ خاتم الانبیاء علیهم السلام“

اور خاتم اور خاتم ''ت'' کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی ''ختیام'' اور ''خاتام'' سب کے معنی ایک ہیں اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔

اس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر و بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں۔ یعنی آخر قوم۔

۱۰-منتہی الارب

میں خاتم کے متعلق لکھا ہے:

”خاتم کصاحب، مهر و انگشتری، و آخر هر چیزے و پایانآن، و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاءﷺ“

۱۱-صراح

میں لکھا ہے:

”خاتمةُ الشیءِ آخِرُہ ومحمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللّٰہ علیه وعلیهم اجمعین“

خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ ائمۂ لغت کے چند اقوال بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہوگیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب، آیت مذکورہ میں خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔[۱]

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہوسکتے ہیں اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اگر چہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے۔ اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے اور اس وقت آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ ﷺ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں۔

خاتم النّبیین اور قادیانی جماعت

قرآن وسنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اصحاب لغت کی لفظ خاتم النّبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے موقف کو دیکھیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خاتم النّبیین کا معنی ”نبیوں کی مہر“ کے ہیں یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کا دخل نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اتباع کا دخل ہے اب آنحضرت کی اتباع سے نبوت ملا کرے گی، جو شخص حضور ﷺ کی کامل اتباع کرے گا۔ آپ ﷺ اس پر مہر لگا دیں گے۔ تو وہ نبی بن جائے گا۔

(خلاصہ بیان مرزا قادیانی مندرجہ حقیقت الوحی در خزائن ص ۱۰۰، در حاشیہ)

---

[۱] قادیانی اس موقع پر مغالطہ دیتے ہیں کہ خاتم ”ت“ کے فتحہ کے ساتھ کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ اسم فاعل نہیں ہے۔ چونکہ فتحہ کے ساتھ ہے اس لئے اس کے معنی ”افضل“ کے ہوں گے۔ الجواب۔ زبان عرب کے جملہ محققین میں سے کسی ایک نے بھی لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں لکھا۔ خواہ ”ت“ کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ چونکہ قادیانی اپنی نادانی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے بعض عبارتوں اور روایتوں میں لفظ خاتم کا ترجمہ ”افضل“ بیان کر کے مغالطہ دیتے ہیں، اس لئے محققین زبان نے زیر بحث آیت میں بوضاحت زیر اور زبر دونوں کا معنی ”آخر“ اور ”ختم کرنے والا“ بیان کر کے، مرزائیوں کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ رسید کیا ہے۔

ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ موقف سراسر فاسد، باطل، بے دینی، تحریف دجل وافترا، کذب وجعل سازی پرمبنی ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس موقع پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

’’اگر مرزا صاحب اوران کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلادیں اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھا سکیں گے۔‘‘

(ختم نبوت کامل)

خود مرزا صاحب نے (اپنی کتاب برکات الدعا، درروحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸، ج ۶ میں) جو تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو اور دوسرے پر احادیث نبی کریم اور تیسرے پر اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھانے کے دانت نہیں تو اور کیا ہے؟ خدارا خاتم النّبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں۔ پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلادو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النّبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہوسکے گا) تو کم از کم کسی صحابی کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النّبیین کے یہ معنی بیان کیے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزائیوں کو کھلا چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو۔ اس کی کوئی نظیر پیش کرو![1] اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کسی ایک حدیث میں اگر چہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلادے کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کرسکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اوران کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے، تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کرسکیں گے۔ ’’وَلَوْ کَانَ بَعْضُھم لِبَعْضٍ ظَھِیْراً‘‘ بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے صاف صاف آثار سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا

---

[1] یاد رکھئے مرزا کا اصول ہے ’’سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ (خزائن ج ۱۷ ص ۹۵) لہٰذا مرزا کا من گھڑت معنی اس کے اصول کے مطابق غلط ہے تا آنکہ کوئی نظیر پیش کرے۔

واضح فیصلہ، سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت خاتم النّبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔

قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال

نمبرا: اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

نمبر۲: خود مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النّبیین کا معنی کیا ہے۔

''اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

نمبر۳: مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے ملاحظہ فرمائیے اس کی ایک مثال۔

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔[1]''

(تریاق القلوب خ ص۴۷۹ ج۱۵)

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ولد تھا مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے یہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، ظلی، بروزی کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا تو خاتم النّبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کے بعد کوئی ظلی بروزی مستقل غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النّبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں مرزا کے بعد مرزا کا باپ فارغ۔ اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نمبر۴: پھر قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ سے لیکر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا خود مرزا نے لکھا (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) پر ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اِس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔''

---

[1] مرزائی امت کے بعض جہلا چیلنج دیا کرتے ہیں کہ ''عربی زبان کا کوئی مستعمل محاورہ پیش کیا جائے جس میں ''خاتم'' کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہوا ہو اور پھر اس کے معنی بند کرنے والے کے ہوں۔ انھیں چاہئے کہ مرزا کی تحریروں کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور پہلے اپنی اصلاح کریں یا پھر اپنے جھوٹے نبی کی! لغویین، محدثین اور مفسرین سے قطع نظر خود مرزا سے خدائے کارساز نے آیت اور محاورہ دونوں طور پر لفظ خاتم کا استعمال کرا دیا ہے، جس کے معنی آخر کے ہی بنتے ہیں۔ فلہ الحمد

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت نام نہاد ہے نبوت نہیں اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا تو گویا حضور ﷺ خاتم النبی ہوئے خاتم النّبیین نہ ہوئے، چنانچہ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا''

(ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۸)

نمبر ۵: خاتم النّبیین کے معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ ﷺ خاتم النّبیین نہ ہوئے اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشاء کے صاف صاف خلاف ہے۔

نمبر ۶: مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گیا، یہ ہے خاتم النّبیین کا قادیانی معنی۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیۃ کریمہ ''وامّا بنعمة ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''

(حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

لیجئے! خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر۔ وہ لگے گی اتباع کرنے سے۔ وہ صرف مرزا پر لگی۔ اس لئے آپ ﷺ خاتم النبی ہوئے۔ اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النّبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

قادیانیوں سے ایک سوال

ایک دفعہ مناظرہ میں فقیر نے ایک قادیانی سے سوال کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ قادیانی نے کہا ہوسکتی ہے۔ تو میں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات ہوسکتی ہے تو پھر مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ چکرا گیا اور کہنے لگا نہیں ہوسکتی، تو میں نے کہا مرزا اگر حضور کی اتباع کرے تو اسے نبوت مل جائے اور امت محمدیہ اگر حضور کی اتباع کرے تو نجات بھی نہ ہو۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ!

ختم نبوت اور احادیث نبویہ متواترہ

آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النّبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

''وقد صح عن رسول اللّٰہ ﷺ بنقل الكواف التی نقلت نبوته واعلامه و کتابه انه اخبرانه لا نبی بعده''

وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت، آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی کتاب (قرآن مجید) کو نقل کیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (کتاب الفصل ج ۱ ص ۷۷، الموسوعۃ العقدیہ ج ۶ ص ۴۴۴، الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج ۱ ص ۶۸)

حافظ ابن کثیر آیت خاتم النّبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ ﷺ من حدیث جماعۃ من الصحابۃ"

اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳)

اور علامہ سید محمود آلوسی، زیر آیت خاتم النّبیین لکھتے ہیں:

"وکونہ ﷺ خاتم النّبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر"

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے، اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو، اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی ج ۲۲ ص ۴۱)

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے پیش نظر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اِنَّ مَثَلِیُ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ"

(بخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی۔ (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں[۱]۔

---

[۱] یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے بھی مروی ہے (۱) حضرت جابر بن عبد اللہ کے الفاظ صحیح مسلم میں اس طرح ہیں: "قال رسول اللہ ﷺ فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء" (مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۱، بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، ترمذی ج ۱ ص ۱۰۹) (۲) حضرت ابی ابن کعب کے الفاظ یہ ہیں: "مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنھا واکملھا واجملھا وترک منھا موضع لبنۃ فجعل الناس یطوفون بالبناء ویعجبون منہ و یقولون لو تم موضع تلک اللبنۃ، وانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ" (قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح غریب ج ۲ ص ۲۰۱، مسند احمد ج ۵ ص ۱۳۷) (۳) حضرت ابو سعید خدری سے مسند احمد میں حدیث کے یہ الفاظ منقول ہیں: "مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمھا الا لبنۃ واحدۃ، فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ" (مسند احمد ج ۳ ص ۹ واللفظ لہ، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، جامع الاصول ج ۸ ص ۵۳۹)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرمادی ہے اور اہل عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر۲

”عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال فُضِّلْتُ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ بِستٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الارضُ مسجدا وطھورا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ“ (صحیح مسلم ج۱ص۱۹۹، مشکوٰة ص۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیا کرام پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اس کے آخر میں ہے ”وکان النبی یبعث الی قومہ خاصة وبعثت الی الناس عامة“ (مشکوٰة ص۵۱۲) پہلے انبیا کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر۳

”عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لِعَلِیٍّ انتَ مِنی بِمنزلةِ ھارونَ مِن موسٰی اِلاَّ اَنَّہٗ لانبیَ بعدِی، وفی روایة، انہ لانبوة بعدی“ (مسلم ج۲ص۲۷۸)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔

واضح رہے کہ جو حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرام سے مروی ہو حضرات محدثین اسے احادیث متواترہ میں شمار کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اس لئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث متواتر میں شمار کیا ہے۔[1]

---

[1] چند صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص ۳۳۸ ج ۳، ترمذی ص ۲۱۴ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۲) (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کنزل العمال ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۴) (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۵۸ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۴۸۸ مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۹) (۴) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (مسند احمد ص ۴۳۸ ج ۶ مجمع ص ۱۰۹ ج ۹، کنز ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۷) (۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (کنز ص ۶۰۳ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۹۱۵ مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹) (۶) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص ۱۱۱ ج ۹) (۷) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹) (۸) ام سلمہ رضی اللہ عنہا (ایضا ص ۱۰۹ ج ۹) (۹) براء بن عازب رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹، خصائص کبریٰ سیوطی ص ۲۴۹ ج ۲) (۱۲) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۹۲ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۵۷۲ مجمع ص ۱۰۹ ج ۹) (۱۳) مالک بن حسن بن حویرث رضی اللہ عنہ (کنز ص ۶۰۶ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۲) (۱۴) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۰۵ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۳۴۵)

حضرت شاہ صاحب ''ازالۃ الخفا'' میں ''مآثر علی رضی اللہ عنہ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''فمن التواترِ انتَ منی بمنزلۃِ ھارونَ من موسیٰ'' (ج۴ص۴۴۴مترجم)

متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔''

حدیث نمبر۴

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانتْ بنو اسرائیلَ تَسُوسُھُم الانبیاءُ کُلَّما ھلکَ نبیٌّ خَلَفہ نبیٌّ وانہ لانبی بعدِی وسیکون خلفاء فیکثرون'' (بخاری ج۱ص۴۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیا کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو دوسرا نبی اس کی جگہ آ جاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیا آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیا کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث نمبر۵

''عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنہُ سَیکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذّٰابُوْنَ ثَلاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ انہ نبیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' (ابوداؤد ج۲ص۵۹۵،ترمذی ج۲ص۴۵)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں یعنی میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث بھی متواتر ہے اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے۔[1]

حدیث نمبر۶

''عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن النبوۃَ والرسالۃَ قد انقطعتْ فلا رسولَ بعدِیْ وَلَا نبی'' (ترمذی ج۲ص۵۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

---

[1] حضرت ثوبان کے علاوہ بقیہ صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ج۱ص۵۰۹، مسلم ج۲ص۳۹۷) (۲) حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ (کنز العمال ج۱۴ص۱۹۸، حدیث نمبر:۳۸۳۷۲) (۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ (مشکل الآثار ج۴ص۱۰۴) (۴) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (فتح الباری ج۶ص۶۱۷، حدیث نمبر:۳۶۰۹) (۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (فتح الباری ج۱۳ص۸۷، حدیث نمبر:۷۱۲۱) (۶) عبداللہ بن مسعود (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ (۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ج۷ص۳۳۴) ان تمام احادیث کا متن (مجمع الزوائد ج۷ص۳۳۲تا۳۳۴) میں درج ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمد نے مسند میں بھی روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بروایت ابویعلی اتنا اضافہ نقل کیا ہے:

”ولٰکن بقیت المبشرات قالو اما المبشرات قال رو یا المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ“ (فتح الباری ج۱۲ص۳۷۵)

لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا مومن کا خواب جو نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔

اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے[1]۔

حدیث نمبر۷

”عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُول اللّٰہ ﷺ یقول نحنُ الآخرونَ السابقونَ یومَ الْقِیَامَۃِ بید انھم اُوْتُوْ الکِتَابَ مِنْ قبلنا“ (بخاری ۱۲۰ج۱،صحیح مسلم ج۲ص۵۸۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے[2]۔

---

[1] مثلاً: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ص۱۰۳۵ج۲) (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کنز العمال ص۳۷۰ج۱۵،حدیث نمبر:۴۱۴۱۹،مجمع الزوائد ص۱۷۲ج۷) (۳) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ (مجمع) (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (مسلم ص۱۹۱ج۱،سنن نسائی ص۱۷۸،ابوداؤد ص۱۲۷ج۱، ابن ماجہ ص۲۷۸) (۵) حضرت ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا (ابن ماجہ ۲۷۸،مسند احمد ص۳۸۱ج۶، فتح الباری ص۳۷۵ج۱۲) (۶) حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص۴۵۴ج۵،مجمع الزوائد ص۱۷۳ج۷)

[2] مثلاً: (۱)”عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ......ونحن الآخرون من اہل الدنیا والاولون یوم القیامۃالمقضی لھم قبل الخلائق“ (مسلم ص۲۸۲ج۱،نسائی ص۲۰۲ج۱) (۲)”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ (فذکر حدیث الشفاعۃوفیہ) نحن الآخرون الاولون نحن آخرالامم واول من یحاسب“ (مسند احمد ص۲۸۲ج۱) (۳)”عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ قال انا خاتم الانبیا ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء“ (کنز العمال ص۲۸۰ج۱۲،حدیث نمبر:۳۴۹۹۹) (۴)”عن ابی ہریرۃ مرفوعا لما خلق اللّٰہ عزوجل آدم خبرہ ببنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض فرأی نورا ساطعا فی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنک احمد ھوالاول ھوالأخر وھو اول شافع اول مشفع“ (کنز ص۴۳۸ج۱۱،حدیث نمبر:۳۲۰۵۶) (۵)”عن ابی ا سید رضی اللہ عنہ (فی حدیث الاسراء)ثم سار حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسہ الی صخرۃ ثم دخل فصلی مع الملائکۃ فلما قضیت الصلوۃقالوا یا جبرئیل من ھذا معک قال ھذا محمد خاتم النبیین“ (المواھب الدنیہ ص۱۷ج۲) (۶)”عن ابی اما مۃ الباھلی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ......قال انا آخر الانبیا وانتم آخر الامم“ (ابن ماجہ ص۲۹۷) (۷) حضرت ابوقتیلہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:”لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم“ (مجمع الزوائد ص۲۷۳ج۳، کنز العمال ص۹۴۷ج۱۰حدیث نمبر:۴۳۶۳۸) (۸)”عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ابا ذر اول الرسل آدم وآخرھم محمد ﷺ“ (کنز العمال ص۴۸۰ج۱۱،حدیث نمبر:۳۲۲۶۹)

حدیث نمبر ۸

”عن عقبة بن عامر قال قال رسو ل اللّٰہ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الخطابِ“ (ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲)

حضرت عقبۃ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔[۱]

”لو“ کالفظ فرض محال کے لئے آتا ہے اور فرض محال اپنے واقع ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ جیسا کہ مشہور محدث ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ”مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح“ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ”والحاصل ان قضیة الشرطية لاتستلزم الوقوع“ (مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۲۴۶)

حاصل کلام یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ مستلزم وقوع نہیں، مفروضہ کے عدم وقوع والے اس اصول کو علامہ ابن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بھی بیان فرمایا ہے۔ انظر!

(فتح الباری ج ۸ ص ۱۶۷، جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۲ ص ۱۲۴، ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ ج ۳۹ ص ۲۷۹)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نبوت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی تھی مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی نہیں بن سکے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”درشان حضرت فاروق فرموده است علیه وعلی آله الصلوٰة و السلام لو كان بعدی نبی لكان عمر رضی اللہ عنہ یعنی لوازم و کمالاتیکه در نبوت در کار است همه را عمر دارد اما چو ںمنصب نبوت بخاتم رسل ﷺ ختم شده است علیه وعلی آله الصلواة و السلام بدولت منصب نبوت مشرف نگشت“ (مکتوب ۲۴ ص ۲۳ دفتر سوم)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے“ یعنی وہ تمام لوازم و کمالات جو نبوت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں، لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہ ہوئے۔“

حدیث نمبر ۹

”عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قا ل سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء، اَنَا محمدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ ، وَاَنَا المَاحِی الذی یَمْحُوْ اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ، وَاَنَا الحَاشِرُ الذی يُحْشَرُ الناسُ عَلٰى قَدَمَیَّ ، وانا العاقبُ الذی لَیْسَ بَعْدَهٗ نبیٌّ“ (مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

---

[۱] یہ حدیث حضرت عقبۃ بن عامر کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہے: (۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (فتح الباری ص ۵۱ ج ۷، مجمع الزوائد ص ۶۸ ج ۹) (۲) حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص ۶۸ ج ۹)

میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر یعنی جمع کرنے والا ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں، اور میں عاقب یعنی سب کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں دو اسماء گرامی آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اوّل ''الحاشر'' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اشارۃ الی انہ لیس بعدہ نبی ولا شریعۃ فلما کان لا امۃ بعد امتہ لانہ لانبی بعدہ نسب الحشر الیہ لانہ یقع عقبہ'' (فتح الباری ص۵۵۷ ج۶)

یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی شریعت نہیں...... چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔

دوسرا اسم گرامی ''العاقب'' جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ ''**الذی لیس بعدہ نبی**'' آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے[1]۔

حدیث نمبر ۱۰

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''**بعثت انا والساعۃ کھاتین**'' (مشکوٰۃ ص۴۸۰، عن انس رضی اللہ عنہ) مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے[2]۔

---

[1] مثلاً: (۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''**کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا نفسہ اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التو بہ ونبی الرحمۃ**'' (مسلم ص۲۶۱ ج۲) (۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''**قال انا محمد وانا احمدوانا الرحمۃ ونبی التوبہ وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم**'' (شمائل ترمذی ص۲۶، مجمع الزوائد ص۸۴ ج۸) (۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''**انا احمد وانامحمد وانا الحاشر الذی یُحشر الناس علی قدمی**'' (مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۸) (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے: ''**وانا احمد ومحمد والحاشر والمقفی والخاتم**'' (مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۸) (۵) مرسل مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''**انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ، انا رسول الملحمۃ، انا المقفی والحاشر بعثت بالجھاد ولم ابعث بالزراع**'' (طبقات ابن سعد ص۱۰۵ ج۱) (۶) حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے بھی (فتح الباری ص۵۵۵ ج۶) میں یہی روایت منقول ہے۔

[2] اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہیں: (۱) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۹، مسلم ص۴۰۶ ج۲) (۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۲) (۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۲) (۴) حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ (ترمذی ص۴۴ ج۲) (۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (مسلم ص۲۸۴ ج۱، نسائی ص۲۳۴ ج۱) (۶) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ (جامع الاصول ص۸۵ ج۱۰) (۷) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص۳۴۸ ج۵) (۸) حضرت ابی جبیرۃ رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص۳۱۲ ج۱۰) (۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص۱۰۳ ج۵) (۱۰) حضرت وہب السوائی رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص۳۱۱ ج۱۰) (۱۱) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ (کنز ص۱۹۵ ج۱۴، مسند احمد ص۳۰۹ ج۴)

اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے۔ جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

”التشبیہ فی المقارنة بینهما ای لیس بینهما اصبع اخری کما انه لا نبی بینه ﷺ وبین الساعة“ (حاشیہ سندھی برنسائی ص ۲۳۴ ج ۱)

تشبیہ دونوں انگلیوں کے درمیان اتصال میں ہے یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت اور قیامت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں:

”واما قوله بعثت انا والساعة کھاتین فمعناه انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیامة کما تلی السبابة الوسطی ولیس بینها اصبع آخر ولیس بینی وبین القیامة نبی“ (التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ۷۱۱)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”ختم نبوت کامل“ کے حصہ دوم میں دو سو دس احادیث مبارکہ رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت پر نقل فرمائی ہیں حضرت مفتی صاحب کے زمانہ میں بہت کم احادیث شریف کے انڈکس تیار ہوئے تھے آج کل بہت زیادہ انڈکس احادیث پر مشتمل کئی کئی جلدوں کے مل جاتے ہیں ان سے اس موضوع ”ختم نبوت“ کا کام لیا جائے تو دو سو دس احادیث سے کہیں زیادہ ذخیرہ احادیث ختم نبوت کے موضوع پر تیار ہو سکتا ہے۔

کم ترک الاولون لاٰخرون!

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خدا تعالیٰ کے ہزاروں درود اس ذات مقدس پر جسکے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور، بھی خیر الامم، امت وسطی، امت مرحومہ، شہداء خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں:

کہ دار دزیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

”وہ بے شمار خداوندی انعام و اکرام جو ہمارے آقاء نامدار ﷺ کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علماء مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن وحدیث کے شرعی احکام۔ جس کی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ ﷺ کے بعد کوئی ہستی معصوم

باقی نہیں رہتی جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جا سکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دیدیا کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالی کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔“

اسی بات کو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ”**لن تجتمع امتی علی الضلالة**“ یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط ولوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے اور احکام شرعیہ کی حجتوں میں قرآن وحدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے۔

اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے

درحقیقت اجماع کا شرعی حجتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:

”وما اتفق علیه المجتهدون من امة محمد ﷺ فی عصر علی امر فهذا من خواص امة محمد علیه الصلوٰة والسلام فانه خاتم النبیین لا وحی بعده وقد قال الله تعالی الیوم اکملت لکم دینکم ولاشک ان احکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبة الی الحوادث الواقعة قلیلة غایة القلة فلو لم تعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامها مهملة لایکون الدین کاملا فلابد ان یکون للمجتهدین ولایة استنباط احکامها من الوحی“ (توضیح مصری ص ۴۹ ج ۱)

اور وہ حکم جس پر محمد ﷺ کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب التعمیل ہونا اس امت کے خصوصیات میں سے ہے۔ کیوں کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی اور ادھر یہ ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بنسبت روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے نہایت قلیل ہیں۔ پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے اور شریعت میں ان واقعات سے متعلق احکام نہ ہوں تو دین کامل نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت کے مجتہدین کو وحی سے ان احکام کے استنباط کرنے کا حق حاصل ہو۔

الغرض جس طرح قرآن واحادیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح بتصریح قرآن واحادیث، اور باتفاق علماء امت، اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ جس کے متعلق علماء اصول کا اتفاق ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام صحابہ کی آراء بالتصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے اور

اس سے جو حکم ثابت ہو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلۂ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے اور بعض حیثیات سے تمام حجج شرعیہ پر مقدم ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے معنی ومفہوم متعین کرنے میں آراء مختلف ہوسکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”وَاِجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ اِتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ اَوْكَدُ الْحِجَجِ وَهِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلٰى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هٰذَا مَوْضِعُ تَقْرِيْرِ ذَالِكَ فَاِنَّ هٰذَاالْاَصْل مُقَرَّرٌ فِيْ مَوْضِعِهِ وَلَيْسَ فِيْهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا بَيْنَ سَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الذين هُمُ الْمومنون خِلَافٌ“ (اقامة الدليل ص ۱۳۰ ج ۳)

اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے بلکہ اس کا اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں میں سب سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے۔ یہ موقع اس بحث کا نہیں۔ کیونکہ ایسے موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے اور اس میں تمام فقہا اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا اختلاف نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعویٰ نبوت کیا، اور ایک بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں روانہ کی وہ اسی کی جماعت کی سرکوبی کے لئے تھی۔ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے، اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا قادیانی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر ”اشھد ان محمد ارسول اللّٰہ“ پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

”كان يوء ذن للنبى صلی اللہ علیہ وسلم وشهد فى الاذان ان محمدا رسول الله وكان الذى يُوءَ ذِّنُ له عبدُ اللّٰهِ بن النواحه وكان الذى يُقيمُ له حُجير بن عُمير ويَشْهَدُ له وكان مسيلمةُ اِذا دَنىٰ حجيرُ مِن الشَّهادةِ قَال صرح حجير فَيَزِيْدُ فِى صوت وَيُبالغُ التصديقَ فى نفسِه“

وہ (مسیلمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تو مسیلمہ بآواز بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

الغرض نبوت وقرآن پر ایمان، نماز روزہ سب ہی کچھ تھا۔ مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوی نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرام کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین، انصار، اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

تمام صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز روزہ، حج زکواۃ، ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے حضرت فاروق اعظم کا ابتداءً خلاف کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا بلکہ مانعین زکواۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد زکواۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت وضعف کا عذر پیش کر کے ابتداءً ان کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہوگئی۔

الغرض حضرت فاروق اعظم کا ابتداء میں اختلاف کرنا بھی مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ثابت نہیں۔ اس طرح حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کے مسئلہ پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا مگر مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد کرنے کے مسئلہ پر کسی ایک صحابی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ امت کو اجماع ختم نبوت کے صدقے ملا۔ امت نے بھی سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر کیا۔ بارہ سو صحابہ کرام اسی جگہ میں شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کا سب سے قیمتی اثاثہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلہ پر شہید ہوئے جس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ختم نبوت کی صحابہ کرام کے نزدیک کتنی اہمیت تھی۔

نیز "مسک الختام فی ختم نبوۃ سید الانام" کے (ص۱۰) پر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے کہ "امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت قتل کیا جائے"

(احتساب قادیانیت ج ۲ مجموعہ رسائل مولانا ادریس کاندھلوی ص ۱۰)

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعوی نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ (خاتم النّبیین مترجم ص ۱۹۷)

اجماع امت کے حوالہ جات

۱...... ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"دَعوَی النبوۃِ بعدَ نبیّنا ﷺ کفرٌ بالاجماعِ" (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

۲...... حجۃ الاسلام امام غزالی "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں۔

" ان الامة فهمت بالاجماع من هذ اللفظ و من قرائن احواله انه افهم عدم نبی بعده ابدا.... وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون الا منكر الاجماع"

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۲۳)

بیشک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النّبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے

بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔

۳...... حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شفاء'' میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو خلیفہ نے وقت کے علماء (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ تھے) کے فتویٰ سے اسے قتل کر دیا اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

''وفَعَلَ ذالک غیرُ واحد مِن الخُلَفاءِ والملوکِ باشباھھم واَجْمَعَ علماءُ وقْتِھِم علٰی صواب فِعلھم والمخالفُ فی ذالک مِنْ کُفرِ ھم کافرٌ'' (شفاء ص ۲۵۷، ۲۵۸ ج ۲)

اور بہت سے خلفاء، سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے ان سے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔

۴...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''لانہ اخبرَ ﷺ اَنَّہ خاتَم النبیین لانبی بعدَہ واخبر عن اللّٰہِ تعالٰی اَنَّہ خاتَم النبیین وانہ اُرسِل کافۃً للناسِ واَجمعت الامۃُ علٰی حملِ ھذاالکلامِ علی ظاھِرِہ وانہ مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعاً وسمعاً'' (شفاء ص ۲۴۷ ج ۲)

اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کرے اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

۵...... اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲ میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں۔

''ویکون ﷺ خاتم النبیین مما نطقت بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافِہ ویُقْتلُ اِنْ اَصرَّ''

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر کتاب (بلکہ تمام آسمانی کتابیں) ناطق ہے اور احادیث نبوی ﷺ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

۶...... اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔
”ومن اعتقد وحیاً بعدَ محمد ﷺ کَفرَ باِجماعِ المُسلِمین“
اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع المسلمین کافر ہے۔
۷...... کتاب الفصل فی الملل والنحل میں ہے۔
”صحّ الاجماعُ علٰی اَنَّ کلَّ مَنْ جَحد شیئاًصَحَّ عندنا باالاجماع اَنّ رسول اللہِ ﷺ اتٰی بِہٖ فقد کفرَ“
رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے اجماعی طور پر ثابت ہو جانے سے اس کا انکار کرنے والا بھی بالاجماع کافر ہے۔

خلاصہ بحث

۱- مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کے ننانوے آیات وبینات سے ثابت ہے۔
۲- مسئلہ ختم نبوت دوسودس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔
۳- مسئلہ ختم نبوت تواتر سے ثابت ہے۔
۴- مسئلہ ختم نبوت اجماع امت سے ثابت ہے۔
۵- مسئلہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا۔
۶- مسئلہ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا، جس میں سات سو حافظ وقاری اور بدری صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔
۷- مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت کو اجماع کی نعمت سے نوازا۔
۸- مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے رحمت دوعالم ﷺ پر نازل شدہ وحی قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔
۹- ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ کے بعد قرآن مجید کو جمع کرنے کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امت نے اہتمام کیا۔
۱۰- ختم نبوت کے منکر یعنی جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعوی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔ نیز یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی شرعی سزا قتل ہے۔
۱۱- دنیا میں کہیں کسی آسمانی کتاب کے حافظ موجود نہیں جب کہ قرآن مجید کے حافظ وقاری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہیں، یہ اس لئے کہ پہلی کتب عارضی اور محدود دور کے لئے تھیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہے اس اعتبار سے تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم سے لیکر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حافظ وقاری ختم نبوت کی دلیل ہیں۔
۱۲- مسیحی قوم اپنی عبادت گاہوں کو فروخت کر کے دوسرے مقاصد، دکان ومکان، کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ جہاں مسجد بن جائے امت محمدیہ ﷺ اس جگہ کو شرعاً دوسرے مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔ پہلے انبیاء کی شریعت محدود وقت کے لئے تھیں ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے تھیں۔ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے تو مساجد بھی قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھئے تو مسجد نبوی ﷺ سے لیکر کائنات کے ہر خطہ کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل نظر آتی ہے۔

ان تمام امور پر نظر کریں تو گویا پورا دین ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

قادیانی شبہات اور ان کے جوابات

ختم نبوت کے موضوع پر مرزائی شبہات اور ان کے جوابات ملاحظہ کرنے سے پہلے اس سلسلہ میں تنقیح موضوع کے طور پر چند اصولی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں، جن سے موضوع کی تفہیم کے ساتھ ساتھ قادیانی دجل وفریب بھی خوب خوب آشکارا ہو جائیگا۔

۱- خاتم النّبیین کون؟

ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت یا اجراء نبوت نزاع کا سبب نہیں۔ کیونکہ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں اور مرزائی بھی۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ مسلمان رحمت دو عالم ﷺ پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا غلام احمد پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا جبکہ مرزائیوں کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد نبی بنا اور مرزا کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ مسلمانوں کے نزدیک نبوت کی عمارت میں لگنے والی آخری اینٹ محمد ﷺ ہیں جبکہ مرزائیوں کے نزدیک آخری اینٹ مرزا غلام احمد ہے۔

اب فرق واضح ہو جانے کے بعد معلوم ہوا کہ مرزائیوں سے ختم نبوت، اجراء نبوت پر بحث کرنا ہی سخت غلطی ہے۔ لہٰذا اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے ہمیشہ یہ مطالبہ ہونا چاہئے کہ سارے قرآن وحدیث میں سے ایک آیت یا ایک بھی ایسی حدیث مرزائی دکھا دیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبوت حضور ﷺ پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی پر ختم ہوئی ہے اور قیامت تک مرزا قادیانی کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا؟

قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث بھی اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے:

"هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ"

مرزا قادیانی کی امت جتنی آیات واحادیث وغیرہ سے ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لئے تحریفات کیا کرتے ہیں ان تحریفات کو صحیح اگر تسلیم کر لیا جائے تو ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے نبی آیا کریں گے۔ گویا نبیوں کا ایک پھاٹک کھول دیا کرتے ہیں۔

لیکن ان کا چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت صرف اپنے لئے ہی محفوظ اور مخصوص رکھتا ہے۔ اس سے تو امت اور نبی کے درمیان ایک زبردست اختلاف ثابت ہوتا ہے کہ نبی نبوت کو بس اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے جبکہ امت، نبوت کی کہیں حد بندی ہی نہیں کرتی۔

اور صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اس کا بیٹا مرزا محمود اور تا حال اس کی ذریت یہی ثابت کر رہی ہے کہ بس حضور ﷺ کے بعد میرا ابا ہی نبوت سے سرفراز ہوا ہے۔ تو گویا مرزا کی ذریت اور اس کے نام نہاد خلفاء بھی قادیانی امت کے خلاف ہیں! فیا للعجب!!!

مرزا قادیانی نبوت کو صرف اپنے لئے مخصوص کرتا ہے اس کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اِس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۲...... ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وُہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اِس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیوں کہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالاتِ محمدیہ ﷺ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سوؤہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اِس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵، ضمیمہ حقیقت النبوۃ ۲۶۸)

۳...... ''اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۳۱۸)

۴...... ''ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

5...... ''فارادَ اللّٰہُ اَنْ یُتِم البناء ویکمل البناء باللبنۃِ الاخیرَۃِ فانَا تِلْکَ اللبنۃُ'' پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ (خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۱۷۸)

۶...... ''مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔'' (چشمہ معرفت، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۳)

۷...... ''امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آسکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے۔ بلکہ ''لا نبی بعدی'' فرما کر اوروں کی نفی کردی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان، ماہ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہی آخری نبی اور خاتم النّبیین قرار دیتا ہے۔ مرزا کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ مرزائی نبوت پر ایمان لانے والوں کے نزدیک نبوت مرزا پر ختم ہوئی اور آخری نبی مرزا ٹھہرا، پھر اجراء نبوت یا ختم نبوت پر بحث کرنے سے کیا حاصل؟

لہٰذا اب ہمیشہ بحث اس پر ہونی چاہئے کہ آخری نبی کون ہے؟ آیا حضور محمد عربی ﷺ ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ اپنے من گھڑت عقائد ونظریات کی صداقت کے لئے نہ مرزا قادیانی کوئی ایک آیت یا ایک حدیث پیش کر سکا ہے اور نہ آج تک اس کی امت پیش کر سکی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتی ہے۔ قیامت آ سکتی ہے لیکن قادیانی ہمارا چیلنج قبول نہیں کر سکتے۔

نبوت کی اقسام اور دعوی نبوت میں قادیانی مغالطہ

ایک عام قاعدہ ہے کہ دعوی اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے۔ دلیل اگر دعوی کے مطابق نہ ہو تو وہ دلیل نہیں بلکہ ہفوات کہلائے گی۔

قادیانی جس قسم کی نبوت جاری ہونے کے قائل ہیں وہ ایک خاص قسم کی نبوت ہے، جس کو ظلی، بروزی نبوت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ نبوت رسول کی اطاعت ومحبت اور رسول میں فنائیت سے حاصل ہوتی ہے گویا وہ کسبی ہے وہبی نہیں۔

اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں سے ان کے خاص دعویٰ کے مطابق خاص دلیل طلب کریں۔ عموماً قادیانی دھوکہ دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں خاص قسم کی نبوت کے جاری ہونے کا اور جب دلیل دینے کی باری آتی ہے تو عام دلیل پیش کر دیتے ہیں جس میں ان کے خاص دعوے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں قادیانیوں کے خاص دعوی کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت والے ہوں۔ دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن نبوت ان کو بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امتوں کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان و یحیٰ اور زکریا علیہم السلام اور تیسرے وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے، لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔'' (قول فیصل، مرزا بشیر الدین ص ۱۴)

۲...... ''اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے نمبر ۱۔ تشریعی نبوت، ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔ نمبر ۲۔ وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ایسی نبوت حضرت موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔ نمبر ۳۔ ظلی اور امتی نبی ہے حضور ﷺ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازا کھولا گیا۔''

(مسئلہ کفر واسلام کی حقیقت، مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۱۳۱۔ کلمۃ الفصل ص ۱۱۹)

۳...... ''انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریعی۔ (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) براہ راست نبوت پانے والے، (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے، آنحضرت ﷺ سے پیشتر صرف پہلے دو قسم کے نبی آتے تھے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

ان حوالوں سے قادیانیوں کا یہ دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں جن میں دو بند ہیں اور ایک خاص قسم یعنی ''ظلی بروزی'' نبوت جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے جاری ہے۔ نیز نبوت کی یہ خاص قسم آنحضرت ﷺ سے پہلے نہیں پائی جاتی تھی آپ ﷺ کے بعد ظہور میں آئی اور یہ وہبی نہیں بلکہ کسبی ہے۔ کیونکہ اس میں اتباع کا دخل ہے۔

تو گویا دعویٰ کے تین جز ہوئے۔(۱)ظلی بروزی نبوت۔(۲)یہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوئی۔(۳)یہ نبوت کسبی ہے وہبی نہیں۔اب تینوں اجزاء کی تنقیح ،وضاحت کے بعد دیکھنا یہ چاہئے کہ مرزائی اپنے عقیدہ کے ثبوت میں جو دلیل پیش کریں وہ ان کے خاص دعویٰ سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں۔یعنی اس پیش کردہ آیت میں ظلی بروزی کی قید لگی ہوئی ہے؟اوراس میں کسب سے حاصل ہونے اور حضور ﷺ کی اتباع سے ملنے کا ذکر ہے؟اگر یہ تینوں شرطیں اس دلیل میں پائی جارہی ہوں تو ٹھیک!ورنہ اسے رد کردیا جائے کیوں کہ وہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ قیام قیامت تک سارے مرزائی مل کر بھی اپنے من گھڑت دعویٰ کے مطابق دلیل نہیں پیش کرسکتے۔ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین!

ظلی بروزی کی اصطلاح

قادیانی ظلی ،بروزی کی اصطلاح استعمال کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مرزاغلام احمد کا دعوی عین محمد ہونے کا ہےاور رتبہ اور درجہ کے اعتبار سے تو محمد ﷺ سے بھی بڑھا ہوا ہونے کا ہے۔ظل،اور بروز کا نام لیکر تو ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اس کی آڑ میں قادیانی نبوت کو فریب کا چولا پہنایا جائے اور آسانی سے اس فریب کاری کے ذریعہ مسلمانوں کا شکار کیا جاسکے۔چنانچہ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی......جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو۔اگر چہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔“ (کشتی نوح خ ص۱۶ ج۱۹)

قارئین محترم!مرزا قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے۔اس کا یہ کہنا کہ میں ظلی بروزی ہوں ،کیا مطلب؟ جب آئینہ میں حضور ﷺ کی شکل دیکھو تو وہ غلام احمد ہے،اور جو غلام احمد آئینہ میں دکھائی دے رہا ہے وہ غلام احمد نہیں محمد ہی ہے۔دونوں ایک ہیں پھر ظل اور بروز کی ڈھکوسلہ بازی کیسی؟یہ تو صرف عوام کو مغالطہ دینا ہے اور بس!

قطع نظر اس خبث وبدباطنی کے مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی بروزی کہہ کر مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں وہ بھی اصولی طور پر غلط ہے۔کیونکہ مرزا لکھتا ہے:

”نقطہ محمد یہ ایسا ہی ظل الوہیت کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات،علم،ارادہ،قدرت،سمع،بصر،کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم واکمل طور پر اس (آنحضرت ﷺ) میں انعکاس پذیر ہیں۔“ (سرمہ چشم آریہ،خزائن ص۲۲۴ ج۲ درحاشیہ)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔“
(ایام الصلح ،خزائن ص۲۶۵ ج۱۴)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔“ (شہادت القرآن،خزائن ص۳۵۳ ج۶)

تو اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ مرزا قادیانی کے فلسفہ کے مطابق حضور ﷺ کو خدا کہہ دے؟اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفا کو نبی اور رسول کہہ دے؟قادیانی اس موقع پر قیامت تک مرزا قادیانی کا فلسفہ نہ قبول

کریں گے۔معاملہ یہ ہے کہ ظل اور بروز کا جو معنی، مطلب اور جو فلسفہ محمد ﷺ اور مرزا کے درمیان ہے جس کی بنیاد پر اسے نبوت مل جاتی ہے۔وہی معنی، مطلب اور وہی فلسفہ بقول مرزا حضور ﷺ اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہے تو پھر حضور ﷺ کو خدائی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کو نبی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

معلوم یہ ہوا کہ ظل و بروز کا فلسفہ محض ڈھکوسلہ بازی اور مرزا کی جھوٹی نبوت کو فریب کا چولا پہنانے کی خاطر ہے۔اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں ہے۔

دیکھنے والے ہوش میں رہنا سب دھوکہ ہی دھوکہ ہے
ملبوس بڑے بد صورت ہیں لباس بڑے بھڑکیلے ہیں

امکان کی بحث

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔یہاں امکان کی بحث نہیں ہے، وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں۔

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دووقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پائخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا۔لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔“ (تریاق القلوب خ ص ۲۸۰ ج ۱۵)

جب یہ عبارت پڑھیں تو ساری پڑھ دیں کیوں کہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد قادیانی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو اور مجمع پر برا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب حضرت ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انھیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے جن میں سے ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں تھا۔جس کا انھوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ص ۴ ج ۱)

معلوم ہوا کہ نبی کا عالی نسب ہونا یہ ایسا امر ہے جس پر کافروں کو بھی اتفاق تھا مگر غلام احمد قادیانی ایسا بدترین کافر تھا کہ وہ اپنے جیسے ہر ذلیل و کمینہ و بدکار کے لئے نبوت کی گنجائش اور امکان پیدا کر رہا ہے۔دراصل وہ اپنے ذلیل خاندان کے لئے منصب نبوت کی گنجائش نکالنے کے چکر میں ہے۔

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

آیت خاتم النّبیین

تاویل نمبر۱: خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی مہر کہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔'' (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

جواب ۱: مرزا قادیانی کا بیان کردہ یہ معنی اس کے دجل وکذب کا شاہکار، اور قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہے۔ محض اپنی جھوٹی نبوت کو سیدھی کرنے کی غرض سے مرزا نے جو معنی بیان کئے ہیں، لغت عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں۔ قادیانیوں میں غیرت وحمیت نام کی اگر کوئی چیز ہے، تو اپنے معنی کی تائید میں قرآن وحدیث یا لغت عرب سے کوئی ایک نظیر پیش کردیں؟

جواب ۲: اگر مرزا کا من گھڑت ترجمہ مان لیا جائے تو ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ'' کے معنی مہمل ہوں گے، اور پھر تو خاتم الاولاد کے معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے اولاد بنتے ہیں اور خاتم القوم کے معنی ہوں گے اس کی مہر سے قوم بنتی ہے۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو اس ترجمہ کے ماننے کا اعلان کریں؟

جواب ۳: مرزا نے حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ نبوت کا نام پانے کے لئے صرف مرزا ہی مخصوص کیا گیا اور چودہ سوسال میں اور کوئی نبی نہیں بنا کیونکہ نبوت کی مہر ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہے (خلاصہ خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲) تو اگر خاتم النّبیین کا یہی معنی ہے کہ آپ ﷺ کی مہر سے نبی بنتے ہیں، تو کسی کے نبی بننے سے مہر کے ٹوٹنے کا خطرہ کیوں لاحق ہے؟ بلکہ پھر تو جتنے زیادہ نبی بنیں گے اسی میں اس مہر کا کمال ہے۔ یہ کیسی مہر ہے کہ بنتے بنتے بنا بھی تو ایک نبی اور وہ بھی ناقص ظلی، بروزی اور ایک آنکھ کا کانا؟

تاویل نمبر۲: خاتم النّبیین کا ترجمہ آخر النّبیین ہے لیکن آپ ﷺ اپنے سے پہلوں کے خاتم اور آخری ہیں۔

جواب: اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی آدم علیہ السلام کے علاوہ اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے پھر خاتم النّبیین ہونے میں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت کیا رہی؟ جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے چھ چیزوں کے ساتھ تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں سے ایک ''اُرْسِلتُ اِلى الخلقِ كافةً وخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوْن'' آپ ﷺ کا وصف خاصہ ہے اور قاعدہ ہے۔ ''خاصَّةُ الشَّئَ يُوجدُ فيه ولا يوجد فى غيره'' لہٰذا مرزا قادیانی کا من گھڑت معنی بے سود اور باطل ہے۔

تاویل نمبر۳: خاتم النّبیین کا معنی آخر النّبیین ہے لیکن الف لام اس میں عہد کا ہے نہ کہ استغراق کا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ انبیاء شریعت جدیدہ کے خاتم ہیں نہ کہ کل نبیوں کے۔

جواب ۱: اگر الف لام عہد کا ہوتا تو معہود کلام میں مذکور ہونا چاہئے تھا اور کلام سابق میں انبیاء تشریعی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر ذکر آیا ہے تو مطلق انبیاء کا جو اس امر کی دلیل ہے تمام انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔

جواب۲: قادیانی اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے ’’خدا نے اپنے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔‘‘ سوال یہ ہے کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا ’’تمام نبوتوں‘‘ میں تشریعی اور غیر تشریعی شامل نہیں؟

جواب۳: مرزا غلام احمد نے لکھا ہے ’’هست او خیر الرسل خیر الانام...... هر نبوت را برو شد اختتام‘‘ (سراج منیر ص۹۵ ج۱۲) قادیانی دنیا میں اگر انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو خود غور کریں کہ ’’ہر نبوت‘‘ میں کیا تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل نہیں؟

معلوم ہوا کہ آیت بالا میں الف لام عہد کا بتلانا قادیانی لاف زنی اور مرزا کے بیان کردہ تفسیری معیار کی روشنی میں قرآن مجید میں کھلی تحریف معنوی ہے۔

تاویل نمبر۴: خاتم النّبیین میں الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے استغراق حقیقی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ‘‘ میں استغراق عرفی ہے، حقیقی نہیں۔

جواب۱: پہلے تو استغراق عرفی اور حقیقی کی تعریف دیکھیں کیا ہے؟ الف لام استغراق حقیقی، اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد بے کم وکاست مراد لئے جاسکیں۔ مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے اس سے اس کے تمام افراد مراد ہیں، یعنی تمام غائبات کا عالم اور استغراق عرفی میں تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ’’جمع الامیرُ الصاغۃَ‘‘ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا۔ یہاں صاغہ جس پر الف لام داخل ہے اس کے تمام افراد مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شہر یا قلمرو کے تمام سناروں کو جمع کیا۔ کیوں کہ پوری دنیا کے سناروں کو جمع کرنا مراد بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں۔

باتفاق علماء عربیت واصول استغراق عرفی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب استغراق حقیقی نہ بن سکتا ہو، یا عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ لئے جاسکتے ہوں۔ اس اصول کے اعتبار سے خاتم النّبیین میں جب استغراق حقیقی مراد لیا جاسکتا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ استغراق عرفی مراد لینا جائز نہ ہوگا۔ خاتم النّبیین کے بلاتکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی کو چھوڑ کر بلادلیل وقرینہ اور بلاکسی وجہ کے استغراق عرفی مراد لیا جائے!!

باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیت کریمہ ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ‘‘ کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرنا، تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہ بن سکے گا تو استغراق عرفی کی طرف ہم جائیں گے اور اس آیت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ ’’یَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ‘‘ کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ ورنہ آیت کے یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ کذب محض ہوگی۔ کیوں کہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان میں سے پہلے گذر چکے تھے اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا مطلب رکھتا ہے؟

دوسرے یہ کہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ قرآن عزیز ناطق ہے کہ ’’فَفَرِیْقاً کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقاً تَقْتُلُوْنَ‘‘ جس سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل نہیں کیا۔ اس اعلان کے بعد بھی اگر ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ‘‘ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے

رکھا جاوے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم بھی اس کو غلط ٹھہرائے گا۔ اس لئے یہاں استغراق عرفی ہی مراد لیا جائے گا، حقیقی نہیں۔

بخلاف آیت خاتم النّبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اس میں معنی حقیقی لینا بلا تامل درست ہیں۔ یعنی حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قادیانی اگر یوں ہی نفس پرستی اور خودغرضی کی بنیاد پر جہاں چاہیں استغراق عرفی مراد لے سکتے ہیں تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی الف لام ''النبیین'' پر داخل ہے، کیا اس جگہ بھی استغراق عرفی مراد لیں گے؟ اگر ہمت ہے تو اس کا اعلان کریں؟

''وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ''

لیکن نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور ملائکہ پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔ (بقرۃ ۱۷۷)

کیا یہاں استغراق عرفی مراد لیکر قادیانی یہ معنی مطلب بیان کریں گے کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

اسی طرح آیت ''فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ'' میں کیا استغراق عرفی مراد لیکر یہ معنی و مطلب بیان کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا ہے اور بعض کو نہیں[1]؟

اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کی امثال میں استغراق عرفی مراد نہیں لیا جا سکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النّبیین میں استغراق عرفی مراد لیا جائے۔ یا للعجب!! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النّبیین کے نظائر سے بھرا ہوا ہے ان میں سے کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر ان کو قیاس نہ کیا گیا۔ قیاس کے لئے ملی تو آیت ''وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ'' جس میں بداہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے اور پھر قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

جواب ۲: سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں اور آیت میں کسی طرح استغراق عرفی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النّبیین کے معنی ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النّبیین ہونا آنحضرت ﷺ کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النّبیین ہونا آپ ﷺ کی مخصوص فضیلت ہے علاوہ بریں خود آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کو اپنے ان فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں اور آپ ﷺ سے

---

[1] اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بے شمار ہیں جہاں الف و لام النّبیین پر داخل ہے، لیکن وہاں استغراق عرفی کسی طرح مراد نہیں لیا جا سکتا مثلاً: ''وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِکَةَ وَالنَّبِیِّیْنَ اَرْبَابًا'' (آل عمران: ۸۰) (۲) ''مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ'' (۳) ''وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَاءِ'' (۴) ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ'' (۵) ''وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ''

پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گذر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے: ’’وارسلتُ اِلی الخلق کافة وخُتِمَ بی النبیون‘‘

اور منجملہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے۔ (رواہ مسلم)

جواب۳: اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کرلیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط۔ بفرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب بھی مرزا قادیانی اور ان کے اذناب کا مقصد ’’ہنوز دلی دور است‘‘ کا مصداق ہے۔ کیوں کہ ہم اوپر عرض کرچکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہوسکتی جب تک کے مذکورہ سابقہ اصول تفسیر سے اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت ملکر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں یہ نہیں دکھلا سکتے (اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے، ’’وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا‘‘ کہ آیت خاتم النّبیین میں فقط انبیاء تشریعی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں؟

اسی طرح ان کی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع دفتر میں کسی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النّبیین کی یہ تفسیر نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خَاتَم النبیین التشریعین مراد ہیں۔

اسی طرح مرزا قادیانی اور ان کے تمام اذناب، آثار صحابہ اور تابعین کے وسیع ترمیدان میں سے کوئی ایک بھی اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش نہیں کرسکتے ہیں اور ہرگز نہیں۔

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو ائمہ تفسیر کی مستند اور معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النّبیین کی مراد بیان کی گئی ہو۔ کہ ختم کرنے والے تشریعی انبیاء کے۔ مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر، بلکہ تحریف کی شہادت میں پیش نہ کرسکیں گے۔

جواب۴: ہم علاوہ تفسیر اور اصول کے خود اسی آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النّبیین میں نبیین سے تمام انبیاء مراد ہیں۔ جمہور عربیت واصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص۔ یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے کہ جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے، صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین کہا گیا ہے، خاتم المرسلین نہیں فرمایا۔ کیوں کہ اس سے پہلے آپ ﷺ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے’’ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ ‘‘لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت خاتم النّبیین کے زیادہ چسپاں ہے۔ مگر سبحان اللہ! خداء علیم وخبیر کا کلام ہے وہ جانتا ہے کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کردیا۔ چنانچہ امام المفسرین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔

”وقوله تعالی وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا. فھذہ الآیة.
نص فی انہ لانبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بعدہ با لطریق الا وُلیٰ
والاُخریٰ لانّ مقامَ الرسالةِاخصُّ من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولاینعکس وبذا
لک وردت الا حادیثُ المتواتُرعن رسول اللّٰہ ﷺ من حدیث جماعةمن الصحابة“
(تفسیر ابن کثیر ج۸ص۸۹)

اورفرمان اللہ تعالیٰ آیت ”ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیئ علیماً “اس بارہ میں صاف وصریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں اور اسی پر وارد ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث، جن کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

اسی طرح سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے:
”والمرادُ بالنبی ما ھُوَ اَعم مِن الرسولِ فیلزَمُ من کونہ ﷺ خاتمُ النبیین خاتمُ المرسلین“
اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے عام ہے اور اس لئے آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم آتا ہے۔ (روح المعانی ج۸ص۶۰)

یہ بات فریقین کے ہاں مسلمہ ہے کہ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے اور کلیات ابوالبقاء میں یہ اصول لکھا ہے:”ونفی الاعم یستلزم نفی الاخص“ (کلیات ص۳۶۷،طبع قاہرہ)
کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی خود بخود ہو جاتی ہے۔ اس لئے خاتم النّبیین سے بسلسلہ نبوت کے ساتھ ساتھ سلسلہ رسالت کی بھی نفی ہوگئی۔

تاویل نمبر۵: قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاتم المحدثین بعض حضرات کے لئے خاتم المفسرین کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ سب مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ لہٰذا اسی محاورہ کی طرح یہاں بھی خاتم النّبیین کا معنی ومطلب ہوگا۔

جواب۱: خاتم المحدثین، خاتم المحققین، خاتم المفسرین وغیرہ انسان کا کلام ہے جس کو کل کی کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ کتنے آدمی پیدا ہوں گے، کتنے مریں گے، کتنے عالم ہوں گے، کتنے جاہل ہوں گے، کتنے محدث ومفسر ہوں گے، اور کتنے آوارہ پھریں گے۔ اس لئے اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی کو خاتم المحدثین کہے۔ اگر کہیں کسی کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسے مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ ورنہ یہ کلام لغو اور بے معنی ہو جائے گا۔ لیکن کیا عالم الغیب ذات کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا؟ جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں اور جو اپنے علم اور اختیار کے ساتھ انبیاء کرام کو مبعوث فرماتا ہے۔ پس علیم وخبیر اور حکیم ذات کے کلام میں اگر کسی کی ذات کے متعلق خاتم النّبیین کا لفظ جو ارشاد کیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف مراد لئے جا سکتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر مجاز

ومبالغہ پر حمل کرنا صریحاً ناجائز ہے۔ الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں۔ مگر خداوند قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلم کے خلاف ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”لیس فیہ تاویلٌ ولا تخصیصٌ ومن اولہ بتخصیص فکلامُہ من انواع الھذیانِ لایمنع الحکمَ بتکفیرِہ لانہ مُکذبٌ لِھذاالنص الذی اَجتمعت الامۃُعلی انہ غیرُ ماؤل ولا مخصوص“ (الاقتصادص)

آیت خاتم النّبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے اس کا کلام ہذیان کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے کے حکم سے روک نہیں سکتی کیوں کہ وہ اس آیت (خاتم النّبیین) کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ ماؤل یا مخصوص نہیں

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ خاتم النّبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے۔ نہ اس میں مجاز ہے نہ کوئی مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص۔ اب اسے کسی مجازی معنی پر محمول کرنے کیلئے قیاس کے اٹکل پچو چلانا جائز نہیں۔

مخفی نہیں رہے کہ حق تعالی کے ارشاد ”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ کو عوام الناس کے قول پر قیاس کرنا انتہائی جہالت و نادانی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ اوّل تو یہ مقولہ ایک عامی محاورہ ہے جو تحقیق پر مبنی نہیں۔ بہت سے محاورات مقامات خطابیہ میں استعمال ہوتے ہیں جن کا مدار تحقیق پر نہیں ہوتا۔ بخلاف ارشاد خداوندی کے کہ وہ سراسر تحقیق ہے اور حقیقت واقعہ سے سر مو متجاوز نہیں بلکہ قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ایک کلمہ کی جگہ مخلوق دوسرا کلمہ نہیں لاسکتی۔ کیونکہ اس مقام کے حق اور حقیقت غرض کی گہرائی کا احاطہ انسانی طاقت سے خارج ہے۔

جواب۲: اس فقرہ کے قائل نے خود بھی تحقیق کا ارادہ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو اسے غیب کا علم ہے اور نہ وہ غیب کے پردہ میں چھپی ہوئی چیزوں سے باخبر ہے کہ دوام کی رعایت رکھ کر بات کہتا۔ بخلاف باری تعالی کے کہ اس کے لئے ماضی اور مستقبل یکساں ہیں۔

جواب۳: یہ فقرہ ہر شخص اپنے گمان کے موافق کہتا ہے اور ایک ہی زمانہ میں متعدد لوگ کہتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے قول کی خبر نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک شخص اس اطلاع کے باوجود کہ اس زمانہ میں دیگر اصحاب کمال بھی موجود ہیں، اس لفظ کا اطلاق کرتا اور قطعی قرینہ پر اعتماد کرتا ہے کہ دوسرے لوگ خود مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے میرے سامعین ایک ایسی چیز کے بارے میں جسے وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنی کانوں سے سنتے ہیں، میرے کلام کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

جواب۴: ہر شخص کی مراد اپنے زمانہ کے لوگوں تک محدود ہوتی ہے، مستقبل سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

جواب۵: اس قادیانی دجال کے خیال کے مطابق نعوذ باللہ آئندہ آنے والے ہر نبی پر ایک اعتبار سے خاتم کا اطلاق کر سکتے ہیں اندریں حالت آیت کے مضمون کا کوئی حاصل اور نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

جواب ۶: جس صورت میں کہ (دجال قادیان کے بقول) خاتم کے معنی مہر لگانے والے کے لئے جائیں تو اس صورت میں اگر خاتم الانبیاء کا زمانہ تمام انبیاء کرام سے مقدم ہوتا، جب بھی آپ ﷺ خاتم بالمعنی المذکور ہوتے۔ حالانکہ یہ قطعاً بے معنی بات ہے۔ ایسی حالت میں مقدام النبیین بولتے ہیں نہ کہ خاتم النّبیین۔

جواب ۷: اس تقدیر پر اگر خاتم النّبیین ﷺ کو امت مرحومہ کے ساتھ کوئی زائد خصوصی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ حالانکہ آیت کا سیاق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امت کیساتھ ابوت کے بجائے خاتم نبوت کا علاقہ ہے اور شاید آنحضرت ﷺ کی نرینہ اولاد اسی واسطے نہیں رہی تاکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کی طمع کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے علاقہ ابوت مت تلاش کرو بلکہ اس کی جگہ علاقہ نبوت ڈھونڈو اور وہ بھی ختم نبوت کا علاقہ اور آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کے زندہ نہ رہنے میں یہ ارشارہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ بعض صحابہ مثلاً عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے۔ دیکھئے ''شرح مواہب'' جلد ثالث۔ ذکر ابراہیم اور وراثت نبوت کے لئے ''جامع البیان'' اوائل سورۃ مریم مع حاشیہ اور مواہب لدنیہ میں خصائص کی بحث دیکھئے۔

غرض یہ کہ محاورہ عامیہ، تحقیقی کلام نہیں ہے بلکہ تساہل اور تسامح پر مبنی ہے اور اس کے نظائر احیاء العلوم (مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) کے ''باب آفات لسان'' میں ملاحظہ کئے جائیں۔ نیز جو کلام انہوں نے فخریہ القاب۔ مثلاً شہنشاہ پر کیا ہے اسے بھی ملاحظہ کئے جائیں اور ممدوحین کے روبروان کی تعریف وتوصیف کی ممانعت معلوم ہی ہے۔ پس یہ محاورات تو تحقیقی ہیں اور نہ شرعی ہیں۔ (اس نوعیت کے غیر ذمہ دارانہ القاب ومحاورات تو کیا شرعی ہوتے ہیں) چہ جائیکہ شارع علیہ السلام نے برہ نام کو بھی پسند نہیں فرمایا (کہ اس میں تزکیہ وتوصیف کی جھلک تھی)

جواب ۸: لفظ ختم کا مدلول یہ ہے کہ خاتم کا حکم وتعلق اس کے ماقبل پر جاری ہوتا ہے اور سابقین اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ بادشاہ موجودین کا قائد ہوتا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا جو ہنوز پردہ عدم میں ہوں اور اس کی سیادت کا ظہور اور اس کے عمل کا آغاز رعایا کے جمع ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے۔ گویا اجتماع کے بعد کسی قوم کا کسی کی آمد کے لئے منتظر اور چشم براہ ہونا اس امر کا اظہار ہے کہ معاملہ اس کی ذات پر موقوف ہے۔ بخلاف اس کی برعکس صورت کے کہ (قائد آئے اور چلا جائے اور ماتحت عملہ اس کے بعد آئے۔ اس صورت میں کسی قرینے سے اس امر کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پیشرو کی برتری اور سیادت کا تصور) محض ایک معنوی اور ذہنی چیز ہے۔ (جس کا خارج میں کوئی اثر ونشان نہیں ہوتا۔ نہ اس پر کوئی دلیل وبرہان ہے) یہی وجہ ہے کہ عاقب، حاشر اور مقفی جو سب آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی ہیں مابعد کے لحاظ سے نہیں (بلکہ ماقبل کے لحاظ سے ہیں۔ جیسا کہ ان کے معانی پر غور کرنے سے بادنیٰ تامل معلوم ہو سکتا ہے) اور خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپ ﷺ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی نبوت بالعرض۔

لہٰذا آپ ﷺ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے۔ خاتمیت کا یہ مفہوم غلط ہے کیونکہ مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ فلسفہ کی اصطلاح ہے۔ نہ تو یہ قرآن کریم کا عرف ہے۔ نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے اور نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے۔ پس اس آیت میں ''استفادہ نبوت'' کا

اضافی مضمون داخل کرنا محض خود غرضی اور مطلب براری کے لئے قرآن پر زیادتی ہے۔ البتہ سنت اللہ یہی واقع ہوئی ہے کہ ختم زمانی کا منصب عالی اسی شخصیت کے لئے تجویز فرمایا گیا جو قطعی طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق تھی اور تمام سابقین کو اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت رکھا گیا اور انبیاء کرام کو نبوت پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا جاتا (کہ مہر لگا لگا کر نبی پیدا کریں) بلکہ سیادت وقیادت اور سیاست درسیاست کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ قوم نماز کے لئے پہلے جمع ہو تو اس کے بعد امام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہی محمل ہے حق تعالیٰ کے ارشاد: ''یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل: ۷۱)'' کا پہلی امتوں میں انبیاء کرام تکمیل کار کے لئے رسولوں کے ماتحت ہوتے تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے: ''اُشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْهُ فِیْ اَمْرِیْ (طٰہٰ: ۳۰)'' نیز موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے: ''سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ'' اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے مقام میں کمال کا کوئی جزء باقی نہیں چھوڑا گیا (بلکہ کار نبوت کی تکمیل من کل الوجوہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے کرادی گئی لہٰذا اب کوئی منصب باقی نہ رہا جس کے لئے کسی نئے نبی کو مبعوث کیا جاتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

تاویل نمبر۶: خاتم کا معنی انگشتری ہے۔ قادیانی کہتے ہیں خاتم النّبیین میں خاتم بمعنی نگینہ ہے اگر یہاں نگینہ مراد لیکر زینت کا معنی مراد لیا جائے اور کلام کا معنی یہ ہوں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کی زینت ہیں تو اس صورت میں آیت کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب ۱: لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قرآن پر افترا ہے۔ اس کی ہرگز وہ مراد نہیں، جو قادیانی لینا چاہتے ہیں۔

اوّل تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی ہیں اور جبکہ اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت وبلاغت واصول، معنی مجازی کی طرف جانیکی کوئی وجہ نہیں۔ دوسرے احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے یہ اس کے خلاف ہے۔

جواب ۲: یہ تفسیر اجماع اور آثار سلف کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

جواب ۳: ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔ پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کرسکتا ہے؟ جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی۔ احادیث متواترہ اور آثار سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

جواب ۴: اور اگر اسی طرح ہر کس وناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں ''اقیموا الصلوٰۃ'' وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود بھیجنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیت کریمہ ''فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (البقرہ: ۱۸۵)'' وغیرہ جس میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے۔ اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہیکہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رک جاؤ کیوں کہ لغت عرب میں صوم کے لغوی معنی صرف رک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکواۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا قادیانی اور ان کے اذناب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی۔ بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

لیکن آیات مذکورہ میں صوم وصلواۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے ان کے معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ قرآن عزیز کی دوسری آیت اور احادیث متواترہ اور آثار سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے اور اگر آج کوئی ان آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل وعالم یہی جواب دے گا ’’اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً (الفرقان:۶۳)‘‘

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہوسکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر چہ خاتم بمعنی زینت مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال نصوص قرآن وحدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے۔ اس لئے اسی طرح مردود اور ناقابل قبول ہوگا، جس طرح صوم، صلواۃ، حج، زکواۃ، وغیرہ ارکان دین کے مشہور لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

لفظ خاتم کا مرزا قادیانی کے یہاں استعمال

مرزا قادیانی نے سینکڑوں مرتبہ لفظ خاتم استعمال کیا اور ان مقامات کے بغیر جہاں خاتم النّبیین کی تفسیر ’’نبی ساز‘‘ کرتے ہیں باقی ہر مقام پر اس لفظ کو ’’آخری‘‘ کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً

۱...... خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔

(تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص۱۲۳)

۲...... ’’یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ (خود مرزا قادیانی) اس امت کا خاتم الاولیاء ہے۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص۱۲۷)

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کو باقی ہر مقام پر آخری کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن جب خاتم النّبیین کی تفسیر کرنے لگا تو کہا ’’اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ص۱۰۰)

اور اس سے عجب تر یہ ہے کہ جب اپنے آپ کو خاتم الخلفاء والانبیاء قرار دیتا ہے تو لفظ خاتم کو پھر ’’آخری‘‘ کے مفہوم میں استعمال کرتا ہے۔

ایک شبہ

مرزائیوں کی جانب سے شبہ یہ ڈالا جاتا ہے کہ یہ تحریرات نومبر ۱۹۰۱ء سے پیشتر کی ہیں۔ کہ جس وقت مرزا قادیانی کو نبوت نہیں ملی تھی، لہٰذا یہ تمام تحریریں منسوخ کہی جائیں گی۔

جواب: نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ دعوی نبوت کا تعلق عقائد سے ہے اور نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا، احکام میں ہوتا ہے۔ ایوب بن موسیٰ ابوالبقاء نے نسخ کے بارے میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ نسخ کا تعلق احکام شرعیہ سے ہوتا

ہے۔موجبات عقلیہ اور عقائد سے نہیں ہوتا۔’’واعلم ان النسخ انما یجری فی الاحکام الشرعیة التی لها جواز ان لا تکون مشروعة دون الاحکام‘‘(کلیات ص۷۶۴)یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی ایسے ہی پاک ہوتے ہیں جیسے بعد از نبوت۔نیز بدعقل اور بدفہم کبھی نبی نہیں ہوسکتا جبکہ مرزا بدعقل اور بدفہم تھا۔

مرزائی جماعت سے ایک سوال؟

مرزا قادیانی کی ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعوی نبوت سے پہلے مرزا قادیانی بھی خاتم النّبیین کے معنی وہی سمجھتا تھا جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے اور اب دعوی نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النّبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے جس کی بناء پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہوگیا اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔(براہین احمدیہ حصہ پنجم،خزائن ج۲۱ص۳۰۶)’’جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے۔‘‘(براہین احمدیہ حصہ پنجم خ ص۳۰۶ ج۲۱)

اب سوال یہ ہے کہ خاتم النّبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النّبیین کے جدید معنی صحیح ہیں،تو یہ لازم آئے گا کہ تیرہ سو سال میں جس قدر بھی مسلمان گزر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔گویا کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعوی نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے، کافر رہے اور پچاس برس تک جملہ آیات واحادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتے رہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر وتضلیل کرتا،اور احمق وجاہل قرار دیتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے۔لہٰذا مرزا قادیانی بالاجماع کافر اور گمراہ ٹھہرا۔

اور اگر خاتم النّبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعوی نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا صاحب دعوی نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہوجائیں۔

غرض یہ کہ خاتم النّبیین کے جو بھی معنی مراد لئے جائیں مرزا صاحب بہرصورت کافر ہیں اور غباوت اور بدفہمی بھی بہر دوصورت ان کے ساتھ ہے جو نبوت کے منافی ہے۔

تاویل نمبر۷: مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں (حاشیہ حقیقت الوحی،خزائن ج۲۲ص۱۰۰) میں تو آیت خاتم النّبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے تھے کہ آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے،لیکن اس سے بھی جب کام بنتا نظر نہ آیا تو ایک اور تاویل گھڑی اور (حقیقت الوحی،خزائن ج۲۲ص۳۰) پر لکھا کہ’’اور ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔‘‘

جواب ۱: ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی لغت اور عربی زبان کے اعتبار سے بھی ہوسکتے ہیں یا نہیں!اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نوایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا اللہ کے رسول کے ہاتھ میں ہے جس پر آپ ﷺ چاہیں نبوت کی مہر لگادیں،اللہ کے ہاتھ میں نہیں!مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رو سے نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے!کہ جو کوئی آنحضرت ﷺ

کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے۔

ہاں ہم اس جگہ اس نوایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور ﷺ کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن تحقیق سے پتہ چلا کہ مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں۔ تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ''نبی تراش'' ہو۔ اس کی توجہ روحانی ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ ﷺ نے خیر القرون فرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ ﷺ کی پیروی کر کے آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔

تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا نے جنم لیا۔ تو اِس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا۔ معاذ اللہ، یہ قرآن کی تحریف کے ساتھ خود حضور پاک ﷺ کی کس قدر توہین ہے۔ نعوذ باللہ اور مرزا قادیانی کے بعد پھر آپ ﷺ کی توجہ روحانی معطل! (جیسا کہ گزشتہ حوالوں سے معلوم ہوئے) نعوذ باللہ!

جواب۲: خاتم النّبیین دو الفاظ سے مرکب ہیں۔ خاتم اور النّبیین۔ النّبیین جمع ہے نبی کی۔ عربی میں جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مثلاً کتب، کم از تین کتابیں۔ مساجد کم از کم تین مسجدیں۔ اگر خاتم سے مراد نبی تراش مہر لی جائے تو خاتم النّبیین کی تفسیر ہوگی کہ کم از کم تین نبی بنانے والے مہر۔ لیکن مرزا صاحب اپنی آخری کتابوں میں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ امت کے پہلا اور آخری نبی ہیں تو پھر اس جدید اور من گھڑت معنی کا فائدہ ہی کیا نکلا؟

آیت: ''یٰبَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ''

قادیانی: ''یٰبَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ (اعراف:۳۵)''

یہ آیت آنخضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہٰذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہٰذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں، اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

جواب۱: اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار ''یابنی آدم'' آیا ہے اور اول ''یابنی آدم'' کا تعلق ''اِهْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (البقرۃ:۳۶)'' سے ہے۔ ''اِهْبِطُوْا'' کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حواء ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کے اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰، سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو دور کوع سے پہلے جو مضمون چلا آرہا ہے اس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم وحواء کو اپنے اصلی مسکن (جنت) سے عارضی طور پر جدا کیا گیا تو ان کی مخلصانہ توبہ وانابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی میراث آبائی واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات دی

جائیں۔ چنانچہ ھبوط آدم کا قصہ ختم ہونے کے بعد ’’یٰبَنِیْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاساً (اعراف:۲۶)‘‘ سے خطاب شروع کر کے تین چار رکوع تک انہیں ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کی صراحۃً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت کیا گیا ہے۔

جواب۲: قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت اجابت کو ’’یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا‘‘ سے مخاطب کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی امت دعوت کو ’’یَآ اَیُّھَا النَّاسُ‘‘ سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کی امت اجابت کو یابنی آدم سے خطاب نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت

ہاں البتہ ’’یَا بَنِیْ اٰدَمَ‘‘ کی عمومیت کے حکم میں آپ ﷺ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہوگئے ہوں اور اگر وہ منسوخ ہوگئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ ﷺ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ ﷺ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب۳: کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ، سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے؟ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات و واقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہجڑے بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے۔ تو اس میں ہجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب۴: اگر ’’یٰبَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ‘‘ سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو ’’اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ ھُدیً‘‘ میں وہی یاتینکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آسکتی ہے۔ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا۔ کیوں کہ تمہارے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ خود مرزا نے کہا ’’رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں‘‘ (آئینہ کمالات، خزائن ج۵ص۳۲۲) اگر کہا جائے کہ ’’قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعاً‘‘ قرینہ ہے کہ ھبوط آدم کے وقت کے لئے یہ آیت مخصوص ہے تو ہم عرض کریں گے کہ ’’یابنی آدم‘‘ قرینہ ہے کہ یہ حکم اولین اولاد آدم کو تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ حکایت حال ماضیہ کی کی گئی ہے۔

جواب۵: اما حرف شرط ہے۔ جس کا تحقیق ضروری نہیں۔ ’’یاتینکم‘‘ مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں۔ جیسا کے فرمایا ’’اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً (مریم:۲۶)‘‘ کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے مگر استمرار کے لئے قیامت

تک رہنا ضروری نہیں۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے اس کی ایک مثال گزر چکی[1]۔

جواب ۶: آیت زیر بحث میں ہے۔ ”یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ“ تو معلوم ہوا کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے اور بالخصوص امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے[2] اور جیسا کہ ”نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ“ سے ثابت ہے۔ تو یہ آیت مرزائیوں کے دعویٰ کے خلاف ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک تو اب صاحب شریعت نبی نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی شریعت کے اجراء کا قائل نہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ: ”میں حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء حقیقی معنوں کی رو سے سمجھتا ہوں اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہوں۔“ (سراج منیر، خزائن ج ۱۲ ص ۶)

جواب ۷: (درمنثور ج ۳ ص ۸۲) میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے: ”یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ[3] (الآیۃ) اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ جَعَلَ آدم وذریتہ فی کفہ فقال یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ ثم نظر الی الرسل فقال یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا“

---

[1] اس کی مزید چند مثالیں یہ ہیں: (۱) ”اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ (مائدہ: ۴۴)“ ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی کو حتی کے صاحب توراۃ کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔ (۲) ”وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ (الانبیاء: ۷۹)“ تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہوگئی۔ مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔ (۳) ”وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (انعام: ۱۹)“ چنانچہ حضور ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بلاواسطہ آپ کی انذار وتبشیر مسدود ہے۔

[2] بعض مرزائی جہلاء بحوالہ تفسیر کبیر مغالطہ دیتے ہیں کہ یہاں آیا تیسے مراد صرف قرآن ہے یعنی اب جو نبی آئیں گے وہ غیر تشریعی ہوں گے جن کا کام قرآن پڑھ پڑھ کر سنانا ہوگا۔ تو واضح رہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تین اقوال ذکر کئے ہیں: ”فَقِیْلَ تِلْکَ الآیاتُ هِیَ القرآن وَقِیْلَ الدلائلُ وَقِیْلَ الاحکامُ و الشرائعُ والاَوْلیٰ دخولُ الکلِّ فِیْهِ لِاَنَّ جمیعَ هٰذه الاشیاءِ الآیاتُ“ معلوم ہوا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں کی یہ قادیانی دیانت داری کے دیوالیہ ہونے کی شہادت اور قادیانیوں کا نرا مغالطہ ہے اور بس۔

[3] دھوکے باز مرزائی یہاں پر مضارع اور نون تاکید کے بحث میں الجھا کر بیضاوی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں: ”اتیان الرسل امر جائز غیر واجب“ اور ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”رسولوں کا آنا جائز ہے اگرچہ ضروری نہیں۔“ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا آنا ممکن ہے لیکن اسی کے آگے جملہ ”کما ظنہ اھل التعلیم“ کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے صاحب بیضاوی کا مقصد اور مراد واضح ہوتا ہے۔ بہر کیف شہاب علی البیضاوی نے کیا خوب قادیانیوں پر چپت رسید کیا ہے ملاحظہ ہو: ”ذکرہ بحرف الشرط. ارسال الرسل لهدایة البشر واقع ولیس بواجب عندنا وقالت الفلاسفة انه واجب علی اللّٰہ لانه یجب علیه تعالی ان یفعل الاصلح وهم یُسمون اهل التعلیم ......ولیس المراد بالرسل نبینا ﷺ وبنی آدم امته کما قیل فانه خلاف الظاهر“

(شہاب علی البیضاوی ص ۱۶۶)

ابی یسار سلمٰی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا: ''یٰبَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ'' پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا: ''یاایھا الرسل''

غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔

مرزائی عذر

اس آیت میں حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بنی آدم کو ہی خطاب ہے جیسے ''یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ'' میں کیونکہ اس میں مسجد کا لفظ ہے اور یہ لفظ محض امت محمدیہ ہی کی عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

جواب: امم سابقہ کے لئے بھی مسجد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں ہے ''قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا (کہف: ۲۱)''

بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ مرزا نے اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ہمارا اس کے بارے میں ابھی تک خیال ہے تو پھر اس نے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا آدمی نبی نہیں ہوسکتا اور اگر وہ واقعی دائرہ آدمیت سے خارج تھا تو پھر یا بنی آدم والی آیت سے اس کی نبوت نہیں ثابت کی جاسکتی۔ اس لئے مرزائیوں کا اس آیت سے اجراء نبوت کی دلیل پیش کرنا سراسر لاحاصل کوشش ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت ہی منکسر المزاج تھے۔ اس کسر نفسی کی بناء پر انھوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہٰذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہئے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے ہی کا انکار کردے، اور ساتھ میں اپنے کو بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) قرار دے۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص متواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسر نفسی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کردے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتبت انسان قرار دینے لگے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزا جی ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک ان کی نام نہاد تواضع کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مرزائیوں کی تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے!

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے[۱]

(دافع البلاء، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

روضہء آدم کے جو تھا نامکمل اب تلک میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۱۴۴)

کربلائے ست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم
آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

خود ہی سوچئے! کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکسر المزاج کہہ سکتا ہے؟ مرزا نے کہا، کربلائے ست سیر ہر آنم، تو مرزا کے بیٹے مرزا محمود نے اس پر یہ رنگ چڑھایا:

"حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔" (خطبہ محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا یہ منکسر المزاجی تھی؟

۲...... کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں اگر یہ عاجزی ہے تو تمام مرزائی اجتماعی طور پر مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کر کے عاجزی کریں اور اعلان کریں کہ وہ آدم زاد نہیں۔

۳...... ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار، تو انسان کی جائے نفرت دو مقام ہیں۔ مرزائی وضاحت کریں کہ وہ کون سی جگہ تھا۔ (**لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**)

آیت: "مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ"

قادیانی: "مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقاً (نساء: ۶۹)"

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے، صالح ہوں گے۔ اس آیت میں چار درجات ملنے کا ذکر ہے اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو

۱؎ استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاتح قادیان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔
ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بدتر غلام احمد ہے (اللہ وسایا)

نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری مانا اور ایک کو بند ماننا تحریف نہیں تو اور کیا ہے اور اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے، بذات خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب ۱: آیت مبارکہ میں نبوت ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی کوئی اور درجہ ملنے کا یہاں ذکر ہے یہاں تو محض معیت اور رفاقت کا ذکر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے مذکورہ بالا چار لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ''حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقاً'' سے ظاہر ہے۔

جواب ۲: آیت میں معیت مراد ہے عینیت نہیں، معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی مراد ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

''قال بعضُ الصحابةِ لِلنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیفَ نراکَ فی الجنة وانت فی الدرجات العلی. ونحن اسفل منک فنز ل ومن یطع اللّٰہ والرسول فیما امر به فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیهم من النبیین والصدیقین. افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتهم فی الصدق والتصدیق. والشهداء القتلی فی سبیل اللّٰہ والصالحین غیر من ذکر وحسن اولئک رفیقاً. رفقاء فی الجنة بان یستمتع فیها برؤیتهم وزیارتهم والحضور معهم وان کان مقرهم فی درجات عالیة'' (جلالین ص ۸۰)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہوں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہوگی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی ''من یطع اللّٰہ والرسول'' یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے اگرچہ ان (انبیاء) کا قیام بلند و بالا مقام پر ہوگا۔

اسی طرح امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''من یطع اللّٰہ والرسول ذکروا فی سبب النزول وجوهاً الاول روی جمع من المفسرین ان ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب لرسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنه فاتاه یوماوقد تغیر وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن فی وجهه فسئله رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حاله فقال یا رسول اللّٰہ ما بی وجع غیر انی اذا لم ارا ک اشتقت الیک واستوحشت وحش شدیدحتی القاک فذکرت الآخرة فخفت ان لا ارا ک هناک لانی ان ادخلت الجنة فانت تکون فی الدرجات النبیین وانا فی الدرجة العبید فلا اراک وان انا لم ادخل الجنة فحینئذ لا ارا ک ابدا فنزلت هذه الآیة: من یطع اللّٰہ''

اس آیت کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی) پر صبر نہ کر سکتے تھے ایک دن غمگین صورت بنائے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے چہرے پر حزن و ملال کے اثر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ بس اتنا ہے کہ

آپ ﷺ کو اگر نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے قیامت کا تذکرہ کیا تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی۔اس لئے کہ آپ ﷺ تو انبیاء کے درجات میں ہوں گے اور ہم آپ ﷺ کے غلاموں کے درجہ میں اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ابن کثیر،تنویر المقیاس،روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

حدیث نمبر۱: ”عن معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء الف آیۃ فی سبیل اللہ کتب یوم القیامۃ مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً“

”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک ہزار آیت اللہ (کی رضا) کے لئے تلاوت کرے۔طے شدہ ہے کہ وہ قیامت کے دن نبیوں،صدیقوں،شہداء وصالحین کے ساتھ بہترین رفاقت میں ہوگا۔“ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج۱ص ۳۶۳،ابن کثیر ج۱ص۲۳)

حدیث نمبر۲: ”قَالَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ التاجرُ الصدُوقُ الامینُ مَعَ النبیین والصدیقین والشھداءِ“

”آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار(قیامت کے دن) نبیوں،صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

(منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص۲۰۹ ج۲،ابن کثیر ص۵۲۳ ج۱طبع مصر)

مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق،تاجر نبی ہوئے ہیں؟

حدیث نمبر۳: ”عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من نبی یمرض اِلّاخُیِّرَ بین الدنیا والآخرۃِ وکان فی شکواہُ الذی قُبِضَ اَخذتہ مجۃ شدیدٌ سمعتُہ یقولُ مع الذین انعمتَ علیھم مِن النبیین فعلمتُہ اَنَّہ خُیِّرَ“

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرۃ میں۔جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے ”مع الذین انعمت علیھم من النّبیین“ اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی (دنیا وآخرۃ میں سے ایک کا) اختیار دیا جارہا ہے۔“

(مشکوٰۃ ص۵۴۷ ج۲۔ابن کثیر ص۵۲۲ ج۱)

کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے:”مع الرفیق الاعلی فی الجنۃ مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین“ (البدایہ والنہایہ ص۲۴۱ ج۵) رفیق اعلیٰ کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں۔(یعنی انبیا،صدیقین،شہداء اور صالحین کے ساتھ)

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں چونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ ﷺ کی تمنا آخرۃ کی معیت کے متعلق تھی۔

ان تمام احادیث میں مع کا لفظ ہے۔ جو معیت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ان کو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں۔ محض اختصار[1] سے یہ روایات درج کی گئی ہیں۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر چہ باقی تمام درجات مذکور ہیں جیسے دیکھو!

۱...... ’’وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ (الحدید:۱۹)‘‘ ﴿اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔﴾

۲...... ’’وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ (عنکبوت:۹)‘‘ ﴿اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔﴾

۳...... سورۂ حجرات کے آخر میں محاربین فی سبیل اللہ کو فرمایا: ’’اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصَّادِقُوْنَ‘‘

۴...... ’’من یطع اللّٰہ‘‘ میں من عام ہے۔ جس میں عورتیں بچے ہجڑے سب شامل ہیں۔ کیا یہ سب نبی ہو سکتے ہیں؟ اگر نبوت اطاعت کاملہ کا نتیجہ ہے تو عورت کو بھی نبوت ملنی چاہیئے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے نتائج میں مرد وعورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے جیسے فرمایا:

’’مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النحل:۹۷)‘‘ ﴿کہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد یا عورت، اور وہ مومن ہے تو یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے اور ہم یقیناً ان کے بہترین اعمال کے جو وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔﴾

کیا اس میں آنحضرت ﷺ کا کمال فیضان ثابت نہ ہوگا کہ عورت جسے کبھی نبوت حاصل نہ ہوئی وہ بھی آپ ﷺ کے طفیل نبوت حاصل کرتی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت ورسالت اطاعت کاملہ کا نتیجہ نہیں۔

۵...... کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت وپیروی نہیں کی تو آپ ﷺ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شرّ امت ہوگی

[1] مزید چند روایتیں حسب ذیل ہیں: (۱)’’عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احبنی کان معی فی الجنۃ‘‘ (ابن عساکرج۳ص۱۴۵) (۲)’’عن عمر ابن مرۃ الجھنی رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ ﷺ اشھدت ان لاالٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ وصلیت الخمس وادیت زکواۃ مالی وصمت رمضان فقال ﷺ من مات علی ھذا مع النبیین والصدیقین والشھداء یوم القیامۃ ھٰکذاونصب اصبعیہ‘‘ (مسند احمد، ابن کثیرج۱ص۵۲۳) (۳)’’قال علیہ السلام المرء مع من احب‘‘ (مسند احمدج۳ص۱۰۴)

(نعوذ باللہ) جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق خود شہادت دیدی ہے: ''کھیطیعون اللہ ورسولہ (توبہ: ۷۱) '' یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں ''رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْعَنْہُ'' کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے چنانچہ فرمایا: ''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللہِ اَکْبَرُ (توبہ: ۷۲)''

۶...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔ (ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۲۶۵) (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے دست وبازو تھے۔ (سر الخلافہ ج۸ ص۳۴۱) (۳) صدیق اکبر من بقیۃ طینۃ النبی تھے۔ (سر الخلافہ ج۸ ص۳۵۵) (۴) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیت استخلاف کا مصداق تھے۔ (سر الخلافہ، خزائن ج۸ ص۳۵۲) (۵) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔
(فتح اسلام، خزائن ج۳ ص۲۱)

سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور کامل اتباع کا نمونہ تھے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۷...... اگر بفرض محال ایک منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو بھی اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں۔ تم غیر تشریعی کی کیوں تخصیص کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النّبیین ہے المرسلین نہیں اور نبی تشریعی ہوتا ہے جیسا کہ نبی ورسول کے فرق سے واضح ہے۔ تو اس لحاظ سے تشریعی نبی آنے چاہئیں۔ یہ تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا۔ مرزا کہتا ہے:
''اب میں بموجب آیت کریمہ ''وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''
(حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی ہے۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

۸...... اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ'' لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے

۱...... علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ''الیواقیت والجواہر'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''فَاِنْ قُلْتَ فَھَلِ النُّبوۃ مکتسبۃ اوموھوبۃ فالجواب لیست النبوۃ مکتسبۃ حتی یتوصل الیھا بالنسک و الریاضات کما ظنہ جماعۃ من الحمقاء......وقد افتی المالکیۃ وغیرھم بکفر من قال ان النبوۃ مکتسبۃ'' (الیواقیت ج۱ ص۱۶۴، ۱۶۵) اگر تو کہے کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت وکاوش،

سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ، از مترجم) کا خیال ہے۔ مالکی وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

۲...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء میں لکھتے ہیں:

”من ادعی النبوة احد مع نبینا ﷺ او بعده...... او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها او البلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها...... وکذا من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة...... فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانه اخبر علیه السلام انه خاتم النبیین لانبی بعدی“ (شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسی اور کی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا۔ یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعویٰ ”انا خاتم النّبیین“ کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے اور ایسا عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ نبوت وہبی چیز ہے کسبی نہیں۔ اس نے لکھا ہے:

۱...... ”اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔“ (حمامۃ البشریٰ، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱)

۲...... ”صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیهِمْ“ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔ (چشمہ مسیحی، خزائن ج ۲۰ ص ۳۶۵)

مرزائی عذر:۱

وہبی چیز میں بھی انسان کا دخل ہوتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ہے ”یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثاً وَّیَهَبُ لِمَنْ یَشَاءُ الذُّکُوْرَ (شوریٰ: ۴۹)“ بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے۔ اس میں اگر مرد عورت اکٹھے نہ ہوں تو کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ وہبی چیز میں بھی کسب کو دخل ہے۔

جواب: ہاں ٹھیک ہے کہ انسان کا اس عمل میں دخل ہے مگر لڑکا یا لڑکی عطا کرنے میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات اس اختلاط سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ پڑھئے ”وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْماً (شوریٰ: ۵۰)“

۹...... اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت و تابعداری شرط ہے تو پھر بھی غلام احمد نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا۔ (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی۔ (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا۔ (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔ (۵) ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا بلکہ اس کے اور اس کے خاندان کے اس فعل قبیح میں ملوث ہونے کے پختہ ثبوت خود قادیانیوں نے ہی جمع کئے ہیں۔

(۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔ بلکہ خود مرزا جی ہی پانچ اور پچاس کا فلسفہ پڑھاتے رہے۔اس عقدہ کو آج تک کوئی مرزائی حل نہیں کر سکا!

۱۰...... مرزا نے لکھا کہ: ’’تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو کہ **اھدنا الصراط المستقیم**......یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا، وہ کون ہے! نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء۔اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آ جاؤ۔‘‘

(آئینہ کمالات، خزائن ج۵ ص۶۱۲)

نیز مرزا قادیانی خود تحریر کرتا ہے:

’’الا تریٰ الی قول رسو ل اللہ ﷺ اذقال ان فی الجنۃ مکاناً لا ینالہ الا رجل واحد وارجو ان اکون انا ھو فبکی رجل من سماع ھذاالکلام وقال یا رسو ل اللہ ﷺ لا اصبر علی فراقک ولا استطیع ان تکون فی مکان وانا فی مکان بعیدعنک محجوباً عن رؤیۃ وجھک وقال لہ رسول اللہ ﷺ انت تکون معی و فی مکانی‘‘

(حمامۃ البشریٰ، خزائن ج۷ ص۲۹۴)

اب صراحۃً مرزا کے کلام سے ثابت ہوا کہ معیت سے مراد معیت فی الجنۃ ہے اور معیت فی المرتبہ مراد نہیں تا کہ اجراء نبوت کا سوال پیدا ہو۔

۱۱...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کے لئے دعاء کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء ورسل وصدیقین وشہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے۔ جیسے (حمامۃ البشریٰ، خزائن ج۷ ص۳۲۵) میں لکھا ہے: ’’**نسئلہ ان یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء والرسل والصدیقین والشھداء والصالحین**‘‘ تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعا مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء ورسول بن جاویں؟ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کے لئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مرزا کو خدا نے الہام میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ: ’’**اجیب کل دعائک الافی شر کائک**‘‘ میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ (تذکرہ ص۲۶ طبع سوم) تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے؟

(عسل مصفّٰی ج۱ ص۲۷۰) میں خدا بخش قادیانی نے کتاب (ماثبت بالسنۃ ص۴۶ مؤلفہ شیخ عبدالحق دہلوی) سے یہ عبارت نقل کی ہے: ’’**ماوقع فی مرضہ انہ ﷺ خیر عند موتہ یقول فی آخر مرضہ مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین**‘‘ جب حضور ﷺ مریض ہوگئے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو موت کے وقت، حیات دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو آپ ﷺ نے آخری مرض میں یہ آیت پڑھی۔’’**مع اللذین انعم اللہ...... الخ**‘‘

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو کامل نبوت کے حاصل ہونے کے بعد بھی اپنی مرض موت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا، کہ دنیا کے ساتھیوں کی رفاقت پسند کرتے ہیں یا جنت والے ساتھیوں کی۔اس سے ثابت ہوا کہ ہر دو مقام سے رفاقت مکانی مقصود ہے نہ کہ رفاقت مرتبی۔ کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کو پہلے ہی سے حاصل تھی۔

۱۲...... نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں۔ جیسے: ’’**اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا، مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ**‘‘

نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ!

۱۳...... یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے۔اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں۔ بغیر اس تائید کے اس کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن،خزائن ج۶ص ۳۴۴)

۱۴...... اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی، بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی، بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق،شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں۔حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی، بروزی ہونے کا قائل نہیں اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعوی کے مطابق نہ ہوئی۔

۱۵...... اس آیت سے چار آیت پہلے انبیاء ورسل کے متعلق فرمایا ہے: ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (نساء:۶۴) ''یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو اور آیت: ''وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ'' میں مطیعون کا ذکر ہے اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔خلاصہ یہ کہ نبی اور رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں (فافہم)

۱۶...... مرزائی ایک طرف تو دلیل بالا سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ اطاعت رسول کے ذریعہ سے آدمی درجۂ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔دوسری طرف خود ان کے حضرت صاحب نے اس بات کا اقرار واعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرتے حتی کہ فنافی الرسول ہوجانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے۔اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش ہیں:

حوالہ۱: ''جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الورا ہوجاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پا لیتا ہے۔جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء ورسل کا نائب اور وارث ہوجاتا ہے۔وہ حقیقت جو انبیا میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہی حقیقت انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔حقیقت ایک ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے،ان کے نام مختلف رکھے جاتے ہیں۔اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ محدث، نبی بالقوۃ ہوتا ہے اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔یعنی کہہ سکتے ہیں کہ ''المحدث نبیّ'' جیسا کہ کہہ سکتے ہیں ''العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل ہذا الحمل شائع متعارف'' (ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز ج۳، ماہ اپریل ۱۹۰۴ء بعنوان اسلام کی برکات)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے اور یہاں جو محدث پر نبی کا حمل کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنا پر ہے۔یعنی اگر دروازۂ نبوت بند نہ

ہوتا تو وہ بھی نبی بن جاتا۔جیسا کہ عنب پر خمر کا اطلاق قوت اور استعداد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو خمر کا حکم ہے وہ عنب کا بھی حکم ہو۔ بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں۔اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بلحاظ استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ نبی کا انکار کفر ہوگا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہوگا۔حالانکہ مرزائی اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکا کافر گردانتے ہیں۔یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔مرزائی کچھ کہیں اور آج کل کے جاہل کچھ کہیں! اسی سے اس لچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حوالہ۲: مرزا قادیانی لکھتا ہے:''حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''

(ایام الصلح،خزائن ج۱۴ص ۲۶۵)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظلی وجود تھے۔پھر بھی وہ نبی نہ بن سکے۔معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہوسکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔ورنہ قادیانی لوگ حضرت عمرؓ کو بھی ظلی نبی تسلیم کریں!''لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ'' حدیث نے عمرؓ کے نبی نہ ہونے کی صراحت کردی۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں:''قال علیؓ الا وانی لست نبی ولا یوحی الی ''(ازالۃ الخفاء ص۱۳۳)حضرت علیؓ فرماتے ہیں:خبردار!نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے۔

حوالہ۳: ''صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام،خزائن ج۵ص ۳۴۶)

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگرچہ صدہا لوگ ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعوی نبوت کیا،نہ اپنی الگ جماعت بنائی اور نہ اپنے منکرین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے متبعین خدا اور رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہوگئے اور مرزا قادیانی جیسا کوڑھ مغز آدمی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

مرزائی عذر-۲

''مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُوْلٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ مع ''من کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم انبیاء وغیرہ میں سے ہوگا،نہ کہ محض ان کے ساتھ ہوگا اور اس کی مثال قرآن کریم میں بھی موجود ہے دیکھئے فرمایا گیا:''وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ،ای من الابرار ''یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجئے۔

جواب: مرزائی عذر بچند وجوہ باطل ہے۔

الف...... پورے عرب میں کہیں بھی مع،من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممتنع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے:''ودخول من نحوجئت من معه.مع القوم ''لہٰذا معلوم ہوا کہ من کبھی بھی مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا۔ورنہ ایک ہی لفظ کا تکرار لازم آئے گا۔

ب...... جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقی ہیں اور کون سے معنی مجازی۔جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا۔یہاں پر بہرحال مع رفاقت کے

معنی میں حقیقت ہے اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ ''وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رفیقاً'' سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے۔ لہٰذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

ج...... اگر مع کا معنی من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے۔

ا...... ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرۃ:۱۵۳)'' کیا خدا اور فرشتے ایک ہو گئے۔

۲...... ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ:۴۰)'' کیا حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خدا ایک ہو گئے۔

۳...... ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرۃ:۱۵۳)''

۴...... ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ (فتح:۲۹)'' کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ میں سے ہیں؟ دیکھئے کس طرح قادیانی تنکوں کا پل بناتے ہیں اور پھر اس پر زندہ ہاتھی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

د...... اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیت مبحوث عنہا میں بھی مع، من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟

ہ...... مع، من کے معنی میں ہونے پر مرزائی جو آیات قرآنیہ تلبیس و مغالطہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع، من کے معنی میں نہیں۔ ہمارے اور مرزائیوں کے معتبر مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (جو مرزائیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں (عسل مصفی ص۱۶۴ ج۱) نے آیت: ''وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ'' کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزائیوں کے سارے کھروندے کوز میں بوس کر دیا ہے اور ان کی رکیک تاویل کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

''وفاتھم معھم ھی ان یموتوا علی مثل اعمالھم حتی یکونوا فی درجاتھم یوم القیامۃ قد یقول الرجل انا مع الشافعی فی ھذہ المسئلۃ ویرید بہ کونہ مساویا لہ فی ذالک الاعتقاد'' (تفسیر کبیر ص۱۸۱ ج۳)

ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تا کہ قیامت کے دن ان کا درجہ پا لیں۔ جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ برابر ہیں۔ نہ یہ کہ وہ درجہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گیا۔

مرزائی عذر-۳

مرزائیوں نے اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا پلندہ تیار کیا ہے اور مشہور امام لغت راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول سے ان کے بیان کردہ معنی کی تائید ہوتی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

''قال الراغب: ممن انعم علیھم من الفرق الاربع فی المنزلۃ والصواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشھید بالشھید والصالح بالصالح واجاز الراغب ان یتعلق من

النبی بقوله ومن یطع اللّٰه والرسول ای من النبیین ومن بعدهم“

(بحر المحیط للعلامہ اندلسی ص ۲۸۷ ج ۳)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ من النبیین ،انعم اللّٰه علیهم سے نہیں بلکہ ومن یطع اللّٰه سے متعلق ہے۔لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا اور یہاں ”یطع“ مضارع کا صیغہ ہے جو حال و مستقبل دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔لہٰذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں۔اگر نبوت کا دروازہ بند ہوگا تو اس آیت کے مطابق کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

ڈھول کا پول

مرزائیوں نے مذکورہ عبارت پیش کر کے انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا ہے۔یہ حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر ”البحر المحیط“ سے ماخوذ ہے۔مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے:

”وهذا وجه الذی هو عنده ظاهر فاسدمن جهة المعنی ومن جهة النحو“

(تفسیر البحر المحیط ص ۲۸۷ ج ۳ بیروت) معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی۔ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ان کی طرف قول بالا کی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینہ موجود ہیں۔دیکھئے:

پہلا قرینہ

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیقین کی تفسیر میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔جس کا نام ”الذریعه الی مکارم الشریعه“ ہے۔آیت: ”ومن یطع اللّٰه والرسول...الخ“ کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے اگر بالفرض امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مسلک ہوتا جو بحر محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور نقل کرتے۔لیکن پوری کتاب میں کہیں اشارۃً وکنایۃً بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کی عبارت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں ہوتی تو مرزائی مناظرین امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے کہ دلیل پختہ ہوتی۔لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پیٹتے رہتے ہیں۔کیونکہ اس کا اصل ماخذ کہیں ہے ہی نہیں۔

۱۷...... اگر درجے ملنے کا ذکر ہے تو بترتیب حاصل ہونے چاہئیں پہلے صدیق پھر شہید پھر صالح۔

مرزائی عذر-۴

معَ، بمعنیِٔ مِن ہے۔ابلیس کے متعلق ایک جگہ فرمایا: ”اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (الحجر)“ دوسری جگہ فرمایا: ”لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (اعراف: ۱۱)“

جواب: ابلیس نے تین گناہ کئے تھے۔(۱) تکبر کیا تھا۔اس کا ذکر سورۃ ص کے آخری رکوع میں ہے:’’کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْن‘‘ (۲) سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔اس کا بیان سورۃ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے:’’لم یکن من الساجدین‘‘(۳) اس نے جماعت ملائکہ سے مفارقت کی تھی۔اس کا بیان سورۃ حجر کے تیسرے رکوع میں ہے:’’اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ‘‘
پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور جداگانہ ہیں۔جیسا کہ ظاہر ہیں۔

مرزائی عذر-۵

’’اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا (نساء:۱۴۶)‘‘ کیا توبہ کرنے والے مومن نہیں،مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔کیا ان کو اجر عظیم عطا نہ ہوگا؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ مؤمنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا،ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مخلص مومن بن گئے۔پس ثابت ہوا کہ مع اپنے اصل معنی،مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت:’’یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ‘‘

قادیانی: ’’یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون:۵۱)‘‘ یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع کا صیغہ ہے۔پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے رسول مراد ہیں۔جن کو یہ حکم ہے کہ میرے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ورنہ کیا خدا تعالیٰ وفات شدہ رسولوں کو حکم دے رہا ہے؟ کہ اٹھو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۶۷)

تبلیغی پاکٹ کے مصنف سے زیادہ ایک مرزائی سردار عبدالرحمٰن مہر سنگھ نے کمال کیا ہے۔اس نے بھلوال ضلع سرگودھا سے ایک اشتہار نکالا ہے۔جس کے جواب کے لئے بیس ہزار انعامی چیلنج کا اعلان ہے۔اشتہار کا عنوان ہے’’پاک محمد نبیوں کا بادشاہ‘‘ اس میں اجراء نبوت کے دلائل دیتے ہوئے مندرجہ بالا آیت بھی پیش کی ہے۔جس کی تمہید اس نے اس طرح ذکر کی ہے کہ’’آنحضرت ﷺ سے پیشتر کے انبیاء کی طرز زندگی خوراک،پوشاک وغیرہ سادہ ہوا کرتی تھی۔اکثر نبی،جو،اور کھجور پر گزارہ کر لیا کرتے تھے مگر زمانہ مستقبل میں آنے والے رسولوں کو فرمایا:’’یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ‘‘ اے آنے والے رسولو! تمہارے زمانہ میں بے شمار پیسٹری اور مٹھائیاں اور نفیس اکل وشرب کی چیزیں تیار ہوں گی۔پر تم ان میں سے پاک اور صاف اور ستھری چیزیں کھایا کرنا جو کچھ تم کرو گے میں خوب جانتا ہوں۔اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ زمانہ مستقبل میں گوناگوں مٹھائیاں اور ٹوسٹ تیار ہوں گے۔یہ حکم حضور ﷺ،حضرت آدم،نوح،ابراہیم،یوسف،ادریس علیہم السلام کے لئے نہیں دیا گیا تھا کہ قبروں سے اٹھو اور نہا دھو کر پاک اور طیب چیزیں کھایا کرو۔کیونکہ وہ ہزاروں سال سے بہشت میں مزے کر رہے ہیں۔پس یہ حکم آنیوالے امتی نبیوں کے متعلق آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

(اشتہار مذکورہ ص۲)

جواب ا: سورۃ مومنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ سب سے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکران الفاظ میں فرمایا: ’’وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (مومنون:۵۰)‘‘ ﴿ہم نے مسیح علیہ السلام اوران کی والدہ کو بڑی نشانی بنایااورہم نے ان دونوں کوایک ایسی بلندزمین پرلیجاکرپناہ دی جو بوجہ غلات میوہ جات ہونے کے ٹھہرنے کے قابل اورشاداب تھی۔﴾ اس سے اگلی آیت نمبر۵۱، میں فرمایا: ’’يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً‘‘ ﴿اے میرے پیغمبرو: تم اورتمہاری امتیں نفیس چیزیں کھاؤ اورنیک عمل کرواور میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کوخوب جانتا ہوں۔﴾ اگلی آیت نمبر۵۲ میں فرمایا: ’’وَاِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (المؤمنون:۵۲)‘‘ ﴿اورہم نے ان سب سے یہی کہا یہ ہے تمہاراطریقہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (اور حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارارب ہوں۔ سوتم مجھ سے ڈرتے رہو۔﴾

ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ پاک اورنفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ ’’وَاِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً‘‘ یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا گویا انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے لئے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال وطیب اوراپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہورہا ہے۔ تواصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔ قرینہ آیت نمبر۵۴ ہے: جس میں فرقہ بازی کے ارتکاب پرتنبیہ کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تفرقہ کا شکارامت ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام۔ فافهم وكن من الشاكرين!

جواب۲: ’’عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسو ل اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ان اللّٰه طيب لايقبل الاطيباًوان اللّٰه امر المومنين لما امر به المرسلين. فقال ياايها الرسل كلو من الطيبات واعملو ا صالحاً وقال اللّٰه تعالى ياايها الذين آمنوا كلوا من الطيبات ما رزقناكم‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہےاورسوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا۔ کہ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں اورعمل صالح کرواورایسا ہی مسلمانوں کوفرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، مسند احمد ص ۳۲۸ ج ۲، ابن کثیر ص ۲۴۷ ج ۳)

اب نفس آیت کے مفہوم کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اوران کے صاحبزادے کوایک اونچے محفوظ مقام، شاداب جگہ پرپناہ دی۔ اس واقعہ کے بیان کے بعداللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (حضرت مسیح ہوں یااوررسول) ہم نے ان سب کوحکم دیا تھا کہ پاک چیزیں کھاؤ اوراچھے عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو جانتا ہوں۔ یہ سب لوگ امۃ واحدہ تھےاور میں تم سب کارب ہوں اورمجھ سے ڈرو۔ مگراس تاکید کے بعدبھی انبیاء کے متبعین نے دین الٰہی میں پھوٹ ڈال دی اورٹکڑے ٹکڑے کردیااورہرفرقہ اپنی اپنی جگہ خوش وخرم ہے کہ ہم حق پر ہیں: ’’فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُراً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (مومنون:۵۳)‘‘ آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوحکم ہے کہ: ’’فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ (مومنون:۵۴)‘‘ ان کواس مدھوشی میں چھوڑدیں وقت معین تک۔ یعنی موت تک یا قیامت تک کہ بالآخرمیرے پاس آئیں گے۔ اپنے کئے کی پائیں گے (معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعدقیامت تک نبوت نہیں) اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’انا والساعة كهاتين‘‘

غرض یہ کہ آیات اپنے مطلب کو صاف صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے فَتَقَطَّعُوْا کی آیت نے تو بالکل بات واضح کردی کہ ان امتوں کا ذکر ہے جن پہلی امتوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ گذشتہ واقعہ کی خبر وحکایت بیان کی گئی ہے نہ کہ آنے والے رسولوں کا ذکر ہے؟

جواب۳: مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی رسول یعنی اپنے آپ کو ہی صحیح مانتے ہیں۔ اسی طرح مرزا محمود اور بشیر احمد بھی آپ ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں۔ تو پھر ایک کے لئے ''یا ایہا الرسل'' جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ علاوہ ازیں اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ اور بعد والا مرزا بھی معاذ اللہ مراد ہے تو پھر بھی یہ تثنیہ کا صیغہ چاہئے تھا نہ کہ جمع کا۔ الغرض کسی بھی احتمال پر قادیانی مفہوم صحیح ثابت نہیں ہوسکتا۔

نوٹ: حضرت ابو یسار سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ''یابنی آدم'' کی بحث میں گذر چکی ہے۔ وہ اس مسئلہ پر ضرور دیکھ لی جائے۔

آیت: ''اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَداً''

قادیانی: ''وَاَنَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا (جن:۷)'' ﴿پہلے بھی کہتے تھے اللہ کسی کو مبعوث نہ کریگا۔ اب بھی کہتے ہیں یہ پرانی بات ہے نئی بات نہیں۔﴾

جواب۱: اس میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کا انکار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا نہ کریگا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے: ''زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَرَبِّی لَتُبْعَثُنَّ (تغابن:۷)'' تو ان کا انکار بعث بعد الموت سے ہے۔

جواب۲: قادیانی تحریف بھی بفرض محال تسلیم کر لیجائے تو بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ قول کفار ہے یہ کافر جنوں کا ظن تھا۔ جو غلط ہے۔ یہ خدائی فیصلہ نہیں۔ خدائی فیصلہ اب ختم نبوت کا ہے۔ کافر جنات کے قول غلط سے استدلال کر کے قادیانی کافر کی جھوٹی اور غلط نبوت کو ثابت کرنا۔ خدا تعالیٰ مرزائیوں کو مبارک کرے۔

جواب۳: جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس وقت نبوت جاری تھی۔ اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والے کافر تھے۔ اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والے کافر ہوں گے۔

آیت: ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعه:۳)''

قادیانی: ''طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت: ''ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعة:۲،۳)'' کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کر دیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

جواب ا: مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے: ’’خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے۔ ایک دوسرے کی بھی تربیت کریگا جو انہی میں سے ہو جاویں گے۔‘‘

گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے: ’’هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ‘‘ یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص ۲۰۸، ۲۰۹)

ماحصل عبارت کا یہ ہے کہ بہ اقرار مرزا قادیانی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخرین منھم میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ بلکہ وہ آیت کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے پہلے لوگوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام اپنے ذمہ رکھا تھا ویسے ہی بعد کے لوگوں کی تعلیم وتربیت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فرمائیں گے۔ نہ یہ کہ کوئی اور نبی آئے گا جو قادیان سے پیدا ہو کر ان کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کا نبی بنے گا۔

جواب ۲: بیضاوی شریف میں ہے ’’و آخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاء وا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع‘‘ آخرین کا عطف اُمِّیِّیْن یا یُعَلِّمُهُمْ کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ودعوت صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہیں: ’’انا نبی من ادرک حیاً ومَنْ یُوْلَدُ بعدِی‘‘ صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق ہوں۔

جواب ۳: ’’القرآنُ یُفَسِّرُ بعضه بعضاً‘‘ کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعاء فرمائی تھی۔ ’’رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ (بقرة: ۱۲۹)‘‘

اب زیر بحث آیت: ’’هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعه: ۲، ۳)‘‘ میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے۔ کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان امیوں میں مبعوث فرمایا لیکن صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں ان کے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں ہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہادی برحق ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (اعراف: ۱۵۸)‘‘ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا: ’’انی ارسلتُ اِلی الخلقِ کافةً‘‘ لہٰذا مرزا قادیانی دجال قادیان اور اس کے چیلوں کا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں قرار دینا۔ یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے۔ پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث الیہم موجود وغائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

جواب۴: رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے ”فی الامیین“ مقدم ہے۔ اس لئے ”فی الامیین“ کی رعایت ”وآخرین منھم“ میں بھی کرنی پڑے گی۔ پھر اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ ”امیین“ میں اور رسول بھی آئیں گے۔ کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”فی الامیّن ای فی العرب لان اکثرھم لا یکتبون ولا یقرؤن“ اور لفظ منھم کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ جبکہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کے لئے سوائے دجل وکذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جواب۵: قرآن مجید کی اس آیت میں ”بعث“ کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر ”بعث“ مضارع کے معنوں میں لینا پڑیگا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

جواب۶: اب آیئے دیکھیئے کہ مفسرین حضرات جو قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

”قال المفسرون ھم الاعاجم یعنون بہ غیر العرب ای طائفۃ کانت قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وجماعۃ وقال مقاتل یعنی التابعین من ھذہ الامۃ الذین یلحقون باوائلھم وفی الجملۃ معنی جمیع الاقوال فیہ کل من دخل فی الاسلام بعد النبی ﷺ الی یوم القیامۃ فالمراد بالامیین العرب وبالآخرین سواھم من الامم“ (تفسیر کبیر ج۴ص۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت مفسرین کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد عجمی ہیں یعنی آپ ﷺ عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے وہ سب مراد ہیں۔

”وھم الذین جاؤا بعد الصحابۃ الی یوم الدین“ (تفسیر ابوسعود) آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد قیامت تک آئیں گے (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں) **”ھم الذین یا تون من بعدھم الی یوم القیامۃ“** (کشاف ص۱۸۵ ج۳)

جواب۷: (بخاری شریف ص۷۲۷ ج۲، مسلم شریف ص۳۱۲ ج۲، ترمذی شریف ص۱۶۷ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۶) پر ہے:

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً عند النبی فانْزِلَتْ علیہ سورۃُ الجمعۃِ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قال قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَا رسولَ اللّٰہِ فلم یُرَاجِعْہُ حتی سَئِلَ ثلاثاً وفینا سلمان الفارسی وضعَ رسولُ اللّٰہ ﷺ یَدَہُ عَلٰی سلمانَ ثم قال لوکان الایمانُ عند الثریا لَنَالَہُ رِجَالٌ او رَجُلٌ مِنْ ھٰؤلاءِ“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر باش تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ ”وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ“ تو میں نے عرض کی، کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ حتی کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم میں بیٹھے

ہوئے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر چلا گیا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پا لیں گے۔ (رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت نے رجال کو متعین کر دیا)

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دیگی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، فقہا، مفسرین، مجددین، صوفیا، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منھم سے وہ مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے در اقدس کے دریوزہ گر ہیں۔ حاضر و غائب امیین و آخرین سبھی کے لئے آپ ﷺ کا در اقدس کھلا ہے آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپ ﷺ کی نبوت عامہ و تامہ و کافۃ ہے۔ موجود و غائب عرب و عجم سبھی کے لئے آپ ﷺ معلم و مزکی ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپ ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ یقیناً نئے نبی کی بشارت کا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت: ’’وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ‘‘

قادیانی: کبھی کبھی آیت: ’’وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۰)‘‘ اور آیت: ’’وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ (احزاب: ۷)‘‘ سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب انبیاء سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی ایک رسول کے آنے کا واقعہ پیش کر کے اس کی تصدیق کرنے کا اور اس رسول کو ماننے کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ وہ رسول کون ہوگا جو سب انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہے۔ نعوذ باللہ!

جواب ۱: ہر دو آیات میں جس چیز کا خدا تعالیٰ انبیاء سے وعدہ لے رہے ہیں وہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ پہلی آیت لیں تو ایک بہت عظیم الشان نبی کی تصدیق کا وعدہ لیا جا رہا ہے جو آیت بتلا رہی ہے کہ وہ نبی اعلیٰ منصب رکھتا ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام سے تاکیدی طور پر اس پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہے ہیں اور جس کی امداد کے لئے سخت تاکید فرمائی جا رہی ہے۔ وہ تو آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی جیسے دجال کو اس میثاق و وعدہ کا مصداق ٹھہرانا جس قدر بعید از عقل و نقل ہے اس قدر دنیا میں اور کوئی ظلم ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر خود مرزا قادیانی بھی اس ’’ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ‘‘ سے مراد آنحضرت ﷺ کو سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

’’اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی...... اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

جب مرزا قادیانی نے اس کا مصداق رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کو قرار دیا اور مرزائیوں کی لن ترانی کو مرزا نے در خود اعتنا نہیں سمجھا تو پھر ہم مرزائیوں کو کیوں گھاس ڈالیں؟

دوسری آیت میں تبلیغ و اشاعت احکامات الٰہیہ پر وعدہ لئے جانے کا تذکرہ ہے۔

جواب۲: ’’ثم جآءکم‘‘ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کا تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لانے کو ثم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ جو لغت عرب میں تراخی کے لئے آتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ ’’جاء نی القوم ثم عمر‘‘ تو لغت عرب میں اس کا یہی مفہوم و معنی سمجھا جاتا ہے کہ پہلے تمام قوم آ گئی پھر کچھ تراخی یعنی مہلت کے بعد سب کے آخر میں عمر آیا۔ ’’لھذا ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ‘‘ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہوئی اور قادیانیت کے لئے نشتر جان!

جواب۳: تمام مفسرین کرام نے ’’ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ‘‘ سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کو لیا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر اور جامع البیان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اس کی تفسیر یہ منقول ہے۔

’’مابعث اللّٰہ نبیاً من الانبیاء الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث اللّٰہ محمداوھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ و آصرہ ان یاخذ المیثاق علی امۃ لئن بعث محمد وھم احیاء لیؤمنن بہ ولینصرنہ‘‘ (ابن کثیر ص ۱۷۷، جامع البیان ص ۵۵)

اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر تمہاری زندگی میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تو ان پر ضرور ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر اس نبی کو (جسے مبعوث کیا) حکم دیا کہ آپ اپنی امت سے پختہ عہد لیں کہ اگر اس امت کے ہوتے ہوئے وہ نبی (آخرالزماں) تشریف لائیں تو وہ امت ضرور ان پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کرے۔

رسول کا لفظ نکرہ تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تخصیص کر کے اس سے انکار کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔

جواب۴: ’’رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً. ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً. لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ. قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْراً رَسُوْلاً‘‘

ان آیات میں بھی رسول نکرہ ہے۔ اگر ان کی تخصیص کر کے ان کا مصداق محمد عربی ﷺ کو لیا جاتا ہے تو ’’جاء کم رسول‘‘ میں کیوں نہیں لیا جاتا؟

آیت: ’’وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ‘‘

قادیانی: اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: ’’وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (بقرہ:۴)‘‘ یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے حضور ﷺ کے بعد وحی کا ثبوت ملتا ہے

جواب۱: اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ صراحۃً فرمایا گیا: ’’وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ (عنکبوت:۶۴)‘‘ ’’آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے‘‘: ’’خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ (حج)‘‘ دنیا و آخرت میں خائب و خاسر: ’’اَلْاٰخِرَۃُ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ‘‘ الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (تفسیر ابن جریر ص ۸۱ جلد اوّل، درمنثور جلد اوّل ص ۲۷) پر ہے: ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہ (وبالآخرۃ) ای بالبعث والقیامۃ والجنۃ والنار والحساب والمیزان‘‘

۲-تفسیر مرزا قادیانی

طالب نجات وہ ہے جو خاتم النّبیین پیغمبر آخرالزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے ’’وبالآخرۃھم یوقنون ‘‘ اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو۔

(الحکم نمبر۳۴،۳۵، ج ۸، ۱۰،۱۷ اکتوبر۱۹۰۴ء،خزینۃ العرفان ص ۸۷ ج ۱، الحکم نمبر ۲ ج ۱۰، مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵، کالم ۳،۲)

اس میں مرزا قادیانی نے ’’بالآخرۃ ھم یو قنون ‘‘ کا ترجمہ ،اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں کیا ہے اور پھر لکھتا ہے: قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان:

’’اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ بدر مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء)

لہٰذا مرزائیوں کا ’’وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ‘‘ کا معنی آخری وحی کرنا تحریف وزندقہ ہے۔

۳...... قادیانی علم ومعرفت سے معریٰ ہوتے ہیں کیونکہ خود مرزا قادیانی بھی جاہل محض تھا اسے بھی تذکیر وتانیث واحد وجمع کی کوئی تمیز نہ تھی۔ایسے ہی یہاں بھی ہے کہ ’’الآخرۃ‘‘ تو صیغہ مونث ہے جبکہ لفظ وحی مذکر ہے۔اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے ’’اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ (عنکبوت:۶۴)‘‘ دیکھئے دارالآخرۃ مونث واقع ہوئی ہے۔’’لھی‘‘ کی مونث ضمیر آئی ہے۔اور لفظ وحی کے لئے ’’وحی، یو حی ‘‘مذکر کا صیغہ مستعمل ہے تو پھر کوئی سر پھرا الآخرۃ کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟ اسی طرح دوسرے کئی مقامات پر الآخرۃ کا لفظ قیامت کے لئے آیا ہے۔دیکھئے یہاں صرف قیامت ہی کا تذکرہ ہے۔ جس کے لئے ہی ترکیب لائی گئی ہے۔قادیانی عقل ودانش اور علم وتمیز سے بالکل معریٰ ہوتے ہیں۔وہ اغراض فاسدہ کے حصول کے لئے اندھے بہرے ہوکر ہر قسم کی تحریف وتاویل اور جہالت وحماقت کا ارتکاب کرگزرتے ہیں۔

آیت: ’’وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ‘‘

قادیانی: ’’وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ (عنکبوت:۲۷)‘‘ یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت ہے۔

جواب ۱: اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

جواب ۲: قرآن مجید میں دوسرے مقام پر سیدنا نوح علیہ السّلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام دونوں کے متعلق ہے۔ ’’وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ‘‘ تو کیا سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں اب بھی قادیانی نبوت کو جاری مانیں گے۔حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

جواب ۳: ’’وجعلنا‘‘ کا فاعل باری تعالیٰ ہیں تو گویا نبوت وہبی ہوئی حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں۔تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد ومستدلات کے خلاف ہے۔

آیت:’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ‘‘

قادیانی: ’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (روم:۴۱)‘‘اس تحریف میں متعدد آیات پیش کرتے ہیں۔خلاصہ جن کا یہ ہے کہ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے۔

جواب ا: پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص قوموں کے لئے تھیں ۔ چنانچہ حالات کے موافق احکامات نازل ہوتے رہے۔مگر اسلام کامل واکمل ہے۔محمد ﷺ کی بعثت سے دین کمال کو پہنچ گیا۔قرآن نے ہدایت ورشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کر دیا اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔باقی رہا اصلاح وتبلیغ کا کام تو یہ کام صالحین امت اور علماء دین کے سپرد ہے:’’وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۰۴)‘‘ اور’’العلماء ورثة الانبياء (الحديث)‘‘اس پر شاہد ہیں۔

جواب:۲ خود مرزا نے بھی لکھا ہے کہ:’’اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لاالٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔‘‘ (نور الحق،خزائن ج۹ص۳۳۹)

الحاصل مرزا قادیانی کے زیر نظر یہی آیت ہے مگر پھر بھی مرزا قادیانی اسی آیت کے ماتحت نبوت کی عدم ضرورت کو بیان کر رہا ہے۔اور ختم نبوت کا قائل ہے۔مرزائیہ قادیانی طائفہ اس سے نفی ختم نبوت کرنا چاہتا ہے مگر ان کا پیر ومرشد ختم نبوت کو ثابت کر رہا ہے۔قادیانی بتائیں کہ سچا کون اور جھوٹا کون؟

آیت:’’وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ‘‘

قادیانی: ’’وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلاً (بنی اسرائیل:۱۵)‘‘جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے۔یعنی بموجب قرآن،نزول آفات سماوی وارضی سے پہلے حجت پوری کرنے کے لئے رسول کا آنا ضروری ہے۔موجودہ عذابات اس ضرورت پر گواہ ہیں۔

جواب ا: آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بے خبری اور لاعلمی میں ہلاک نہیں کرتے۔اللہ تعالیٰ کے رسول آ کر حجت پوری کرتے ہیں تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں۔مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔چونکہ آنحضرت ﷺ تمام جہان اور سب وقتوں،اور سب امتوں کے لئے ایک ہی نبی ہیں۔اس لئے یہ تمام عذابات اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کا باعث ہے۔نیز جو عذابات مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے دنیا میں آئے وہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے آئے؟اگر وہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو اس زمانہ کے عذابات کو کیوں نہ آپ ﷺ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیا جائے؟کیا اللہ نے کوئی حد مقرر کی ہے؟کہ تیرہ سو سال تک تو جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔پھر بعد میں کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے ہوگا اور اگر موجودہ عذابات مرزا

قادیانی کے انکار کی وجہ سے آرہے ہیں، تو اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئے گا۔ ثابت ہوا کہ عذابات آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کافۃ للناس کے لئے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے آنے سے حجت پوری ہوگئی ہے۔

جواب۲: اسی آیت کو مرزا قادیانی اپنے زیر نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کا قائل ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب صرف خلیفے آئیں گے۔ (ملاحظہ ہو شہادت القرآن، خزائن ج۶ ص۳۵۲) اور اس کی امت اجرائے نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔ **فیا للعجب!**

جواب۳: عموماً دنیا میں مصائب تو آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروی ہوگا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی، رسول، ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ:

۱...... آنحضرت ﷺ کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

۲...... حضرت فاروق اعظم کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس سے ہزاروں صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

۳...... ۸۰ھ میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور اسکندریہ کے منارے گر گئے۔

(تاریخ الخلفاء ص۱۵۸)

۴...... ۴۲۵ھ میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے۔ (تاریخ الخلفاص ۱۸۶) یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوئے؟

۵...... اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کونسا رسول تھا؟

۶...... انگلستان کا خطرناک طاعون ۱۳۴۸ء میں کس رسول کے باعث آیا؟

۷...... چنگیز وہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے۔

۸...... پہلی جنگ عظیم، زلزلہ بہار، اور دوسری جنگ عظیم، زلزلہ کوئٹہ، جاپان، اٹلی، کے وقت کونسا رسول تھا؟

۹...... اور اب جبکہ مرزا کو بھی مرے ہوئے سو سال سے زائد ہو گئے پھر بھی تباہیاں آرہی ہیں تو اس وقت کونسا رسول ہے؟ معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا استدلال محض ایک بکواس ہے اور بس!

جواب۴: (الف) اگر تیرہ سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک ﷺ کی تکذیب کے باعث تھا تو آئندہ قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ کیوں نہ آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث قرار دیئے جائیں؟

(ب) یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ ختم ہوگیا۔ کیا مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں گے؟

(ج) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مرزا کے کامل اتباع سے بھی نعمت نبوت مل سکتی ہے (اربعین نمبر۱، خزائن ص۳۴۶ ج۱۷) مگر مرزائی مرزا کے بعد اور کسی نبی کا وجود ہی نہیں مانتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ عذاب کی علت کس کو قرار دیا جائے؟

جواب۵: مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، مرزا

سلطان محمدؒ ساکن پٹی۔ (مرزا کا رقیب اور بقول حضرت مولانا چنیوٹی مرزائیوں کی آسمانی ماں کو لے بھاگنے والا، محمدی بیگم کا خاوند) مولانا صوفی عبدالحق غزنویؒ، جو متنبی قادیان کے اشد ترین مخالف تھے۔ حیرت ہے کہ مرزا کی تکذیب کے باعث ان لوگوں پر عذاب نہ آیا بلکہ یورپ کی اقوام پر عذاب آیا جنہیں مرزا قادیانی کی خبر تک نہ تھی۔ ''تلک اذیً قسمة ضیزی''

۶...... ''وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً'' سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آ سکتا ہے تو ''وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلاَّ خَلاَ فِیْھَا نَذِیْرٌ'' کا تقاضہ اور سنت الٰہی یہی ہونی چاہئے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی کہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہے تو پھر کل عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث آئے گا۔

۷...... عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار وجوہات عذاب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے۔ زنا سے عذاب آتا ہے۔ جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے۔ جس کے مرتکب خود مرزا قادیانی اور مرزائی ہیں۔

آیت: ''ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِعْمَةً اَنْعَمَھَا (انفال ۵۳)''

قادیانی: یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے تو اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدل لے۔ اگر اس امت پر خدا نے نبوت کی نعمت بند کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ امت بدکار ہو گئی ہے۔

جواب: اس آیت میں نعمت نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر دنیوی نعمت کا ذکر ہے۔ جو آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی اور بعد میں بھی فرعون وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو کئی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر تباہی ڈالی۔ کہاں نبوت اور کہاں دنیا کی نعمتیں خوشحالی وحکومت وغیرہ۔

نبوت ایک نعمت ہے قادیانی مغالطہ

قادیانی: نبوت بھی ایک نعمت ہے۔ امت محمدیہ ﷺ اس سے کیوں محروم ہو گئی ہے؟

جواب ا: نبوت تشریعی اور نزول کتاب بھی اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نئی کتاب یا کوئی نئی شریعت نازل ہو سکتی ہے؟ نہیں تو پھر وہی اعتراض لازم آیا کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت سے محروم کر دی گئی، کیونکہ جس طرح انبیاء علیہم السلام آتے رہے اس طرح شریعت بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے۔

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

الغرض نزول کتاب، و نبوت تشریعی بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ جب یہ نعمت بوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو اس کے ختم ہونے کی صورت میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہوتی ہے۔ مگر غیر وقت میں نعمت نہیں ہوتی۔ جیسے بارش اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے مگر یہی بارش دوسرے وقت زحمت و عذاب ہو جاتی ہے۔

جواب۲: ہم تواس کے قائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کمال کے ساتھ انسانوں کے پاس پہنچادی گئی۔ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس ہے۔جس طرح سورج نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اس طرح آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعدکسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں شجرۂ طیبہ(اسلام) کے متعلق ہے کہ:''تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ (ابراھیم:۲۵)''شجرہ اسلام قیامت تک ثمر بار اور فیضان رساں رہے گا۔اس کا فیضان قیامت تک منقطع نہیں ہوسکتا۔قادیانی اگر خودکواس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں توان کی یہ بدفہمی ہے اس کی اصلاح کرلیں۔

نیز اگر نبوت نعمت ہی ہے تو مرزا کے بعد بھی اس نعمت کے مظاہر وجود پذیر ہونے چاہئے،وہ کیونکر بند ہوگئے؟

آیت:''وَاِذِابْتَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ''

قادیانی: ''وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّه' بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَایَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ(بقرہ:۱۲۴)''

اور جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کورب اس کے نے،ساتھ کئی باتوں کے۔پس پورا کیا ان کو۔کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کوواسطے لوگوں کے امام اور میری اولاد سے،کہا نہ پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:(۱)اوّل یہ کہ عہد نبوت نسل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ضرور پورا ہوگا۔(۲)دوم یہ کہ جب نسل ابراہیمی ظالم ہوجائے گی توان سے نبوت چھین لی جائے گی۔کیونکہ امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں۔لہٰذا یہ امت ظالم ہوگئی اور اگر ظالم نہیں توامت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔

جواب۱: آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جوظالم ہواس کو یہ نعمت نہ ملے مگر ہر غیر ظالم کے لئے نبوت جاری نہیں۔ہاں اگر نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوتی تو پھر غیر ظالموں کومل سکتی تھی۔مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے''ماکان محمد اباا حدمن رجالکم الی قوله وخاتم النبیین''مرزا قادیانی نے خود آیت ختم نبوت کا ترجمہ کیا ہے:

''محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔یہ آیت بھی صاف دلالت کررہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' (ازالہ اوہام،خزائن ج۳ص ۴۳۱)

جواب۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی جوقبول ہوگئی۔مگر دکھاؤ کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایسی دعا مانگی ہے۔بلکہ آپ ﷺ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا:''ان النبوة والرسالة قدانقطعت فلارسول بعدی ولا نبی''(ترمذی شریف ص۵۱ ج۲ باب ذھبت النبوة) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

جواب۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں صاحب کتاب نبی بھی ہوئے ہیں۔لہٰذا تمہارے قاعدے کے مطابق کوئی نبی صاحب کتاب بھی ضرور آنا چاہئے۔حالانکہ تم اس کے خود قائل نہیں۔جس دلیل سے صاحب کتاب نبی آنے کی ممانعت ہے وہی دلیل مطلقاً کسی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

جواب۴: اگر کہو کہ وہ جسے نبوت نہ ملے ظالم ہوتا ہے توصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام امت محمدیہ ﷺ اب تک ظالم ٹھہرتی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد تمام قادیانی امت بھی ظالم ٹھہرتی ہے۔

جواب ۵: مذکورہ آیت تو یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہ دنیا میں امام بنائے جاتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام اس امامت کے منصب سے پہلے بھی نبی بن چکے تھے۔ یہ امامت کس نوعیت کی تھی؟ لکھا ہے کہ: ”خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے دنیا کی ساری قومیں برأت پائیں گی۔“ (پیدائش آیت: ۱۷، ۱۸ باب ۲۲)

پھر فرمایا: ”میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔“

(پیدائش آیت: ۷، ۸ باب ۷)

تو الحاصل آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی ذریۃ طیبہ کو دنیا میں سرفراز کرنے کا عہد تھا۔ جس کا اظہار ”سورۃ حدید“ کے آخر میں واضح کر دیا کہ ہم نے آپ کی اولاد میں کتاب اور نبوت کو مرتکز کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا جنہوں نے اس سلسلۂ انبیاء کے آخری فرد کامل کا اعلان کر دیا۔ اس فرد کامل نے تشریف لا کر سلسلۂ نبوت کا کلی اختتام وانقطاع کا اعلان فرما کر حقیقت واضح کر دی۔

آیت: ”لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ“

قادیانی: ” وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ (النور: ۵۵)“ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفے یعنی غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

جواب ۱: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عنایت کریگا نہ یہ کہ نبی خلیفہ ہوں گے ورنہ دوسری آیت کا کیا جواب ہے؟ کہ: ” عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّھۡلِکَ عَدُوَّکُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (الاعراف: ۱۲۹)“ قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کا بادشاہ بنادے۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب کو غیر تشریعی نبی بنادے گا۔ ”جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡمَآ اٰتٰکُمۡ (انعام: ۱۶۵)“ وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو دنیا میں جانشین بنایا اور بعض کے بعض پر درجات بلند کئے۔ تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں آزمائش کرے۔

اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیر تشریعی نبی بنائے۔ تفسیر ”معالم التنزیل“ میں لیستخلفنھم کا معنی لکھتے ہیں: ”ای لَیُورِثَنھم ارضَ الکفارِ مِنَ العربِ والعجم فجعلھم ملوکاً سادتھا وسکانھا“ یعنی مسلمانوں کو کافروں (عرب ہوں یا عجمی) کی زمین کا وارث بنائے گا اور ان کو بادشاہ اور فرمانروا اور وہاں کا باشندہ بنادے گا۔ نہ یہ مطلب ہے کہ غیر تشریعی نبی بنادے گا۔ نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دال ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ اب بند ہے۔ آگے خلفاء ہی ہوں گے۔ پھر یہ کہ وعدہ خلافت بھی اس سے ہے جو مومن بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی کرنے والا ہو۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے؟ اگر تھے تو نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ کیا اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب۲: مرزائیو! اپنے پیر و مرشد کی خبر لو کہ وہ اس آیت میں خلفاء سے کیا مراد لیتا ہے؟ چنانچہ خود مرزا نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراد لئے ہیں جن کے مصداق خلفاء راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیت کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

۱...... ’’نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔‘‘ (شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۵۵)

۲...... ’’خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے۔‘‘ (شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۳۹)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ بلکہ انبیاء کے بجائے مجدد اور روحانی خلیفے یعنی وارثان محمد ﷺ آتے رہیں گے۔

۳...... ’’قرآن کریم نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔‘‘

(شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۳۹،۳۴۰)

مگر افسوس مرزا صاحب نے بہت جلد قرآن کی اس تعلیم کو بھلا دیا اور خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کے جانشین تھے، لیکن نبی نہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی امت میں خلفا ہی آیا کریں گے نبی ہرگز نہیں آئیں گے۔

جواب۳: (الف) ’’وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (النور:۵۵)‘‘ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تخصیص ہے۔ موعودلہم صحابہ ہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

(ب) استخلاف فی الارض سے مراد زمین کی حکومت اور سلطنت ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت شریف میں: ’’وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ (الاعراف:۱۲۹)‘‘ مرزا حکمران تو کجا غلام ابن غلام تھا۔ پھر اس کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت سے کیا واسطہ۔

(ج) آیت میں وعدہ ہے کہ تمکین دین ہوگی۔ جب کہ لعین قادیان انگریزی عدالتوں کی زندگی بھر خاک چھانتا رہا۔

(د) آیت بتا رہی ہے کہ خوف کے بعد امن ہوگا۔ مرزا کے امن کا یہ حال تھا کہ بوجہ خوف اپنی حفاظت کے لئے حفاظتی کتا رکھتا تھا اور محض خوف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔ ملاحظہ فرمائیے حوالہ۔

’’ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازہ پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔‘‘ (سیرت المہدی ج۳ص ۲۹۸)

(ہ) آیت میں ہے: ’’لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا (النور:۵۵)‘‘ مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ آخری درجہ کا مشرک تھا۔ کیونکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر پچاس سال سے زائد عرصہ قائم رہا۔ پھر خود ہی اس کو شرک قرار دیا۔ تو

بقول خود پچاس سال سے زائد عرصہ تک مشرک رہا۔علاوہ ازیں مرزا کو الہام ہوا''انت منی بمنزلۃ ولدی'' (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ص۸۹) اور یہ جملہ خالص کفریہ ہے۔

جواب۴: مرزا نے ''سرالخلافۃ'' نامی کتاب میں یہ آیت اور دیگر چند آیات لکھ کر ان آیات کے متعلق لکھا ہے: ''فالحاصل ان هذه الآیات کلها مخبر عن خلافة الصدیق ولیس له محمل آخر'' یہ آیات صدیق اکبر کی خلافت پر دال ہیں ان کا کوئی دوسرا محمل نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا کے فیصلہ کے مطابق اس آیت سے اجرائے نبوت پر استدلال بے سود اور باطل ہے۔

آیت: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ''

قادیانی: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (مائدہ:۳)'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگ منصب نبوت پر فائز ہوا کریں گے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں نعمت تامہ دیدی ہے، تو سب سے اعلیٰ نعمت تو نبوت کی نعمت ہے وہ ضرور ہمیں ملنی چاہئے۔

جواب: اپنے گھر کی خبر لو! تمہارا پیر و مرشد اس آیت کو ختم نبوت کے لئے پیش کر رہا ہے اور تم اس سے نفی ختم نبوت کو ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔ معلوم نہیں الٹی سمجھ کس کی ہے؟ ملاحظہ ہو: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ '' میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔
(تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص۱۷۴)

آیت: ''یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ''

قادیانی: ''یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (ہود:۱۷)'' اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جب اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا گواہ آجائے گا۔ اس جگہ خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ہی ذکر ہے۔
(مرزائی تفسیر کبیر ج۳ص۱۶۶، بشیرالدین محمود)

جواب۱: قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ''ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے۔'' یہ گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو پھر ان کے بعد ان کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آئے۔ پھر اس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہیئے۔ پس اس سے تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے۔

جواب۲: پھر سوچو کہ کیا مسلمان کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے کہ جب تک مرزا قادیانی نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت مشکوک اور مشتبہ ہے اور مرزا کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور فرض کریں کہ اگر مرزا نہ آتا اور گواہی نہ دیتا تو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی شکی اور فرضی رہتی؟ نعوذباللہ من هذه الخرافات! یہ کس قدر لغو اور بیہودہ خیال ہے اور ہزار افسوس ہے ان قادیانیوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ جب مرزا نے نبی بن کر گواہی دی تو ثابت ہوئی۔

جواب۳: دراصل اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مومن کے ہاتھ میں صرف ایک بینہ یعنی کتاب یا روشنی ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک کامل نمونہ بھی موجود ہے جو اس بینہ پر عمل کرکے اس کے راستہ کو بالکل صاف کردیتا ہے اور مومن کے اندر بھی اس کتاب پر عمل کرنے کی طاقت پیدا کردیتا ہے اور اسی طرح کتابوں کا نازل کرنا اور انبیاء کو ان کتابوں کی عملی تعلیم کا نمونہ بنانا یہ اللہ تعالی کی قدیم سے سنت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر آتا ہے وہ سب اپنی امتوں سے یہی خطاب کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک بینہ پر ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کی وحی اس کے حق میں بینہ ہی ہے۔ مگر اس میں ایک دوسری غرض یہ بھی ہے کہ یہ بینہ یعنی قرآن ایسی صاف ہے کہ اس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور پہلی امتوں میں بھی ہے۔

جواب۴: اس آیت شریفہ میں ''یتلوہ شاھد منہ'' سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقامات پر آپ ﷺ کے مشاہد ہونے کا ذکر ہے۔ ''وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (نساء: ۴۱) ویکون الرسول علیکم شهیداً (بقرہ: ۱۴۳)'' معلوم ہوا کہ آیت ''یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ'' میں آپ ﷺ ہی کی ذات مراد ہے یعنی سرور کائنات ﷺ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ کیونکہ اگر اس سے مراد مرزا ہے۔ معاذ اللہ! تو سوال یہ ہے کہ کیا مرزا غلام احمد تک قرآن نہیں پڑھا گیا؟

جواب۵: اگر شاہد سے مراد مرزا ہے اور یہ قرآن کی آیت کا مصداق ہے تو کیا چودہ سو سال میں اہم امر جو مدار ایمان تھا اس کا کہیں کسی زمانہ میں تذکرہ ملتا ہے جبکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔

''مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین خ ص ۶۲ ج ۲۰)

اس کا تذکرہ نہ ملنا بقول اس کے واضح دلیل ہے اس بات کی کہ اس آیت کا مصداق مرزا ہرگز ہرگز نہیں۔

آیت: ''حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ''

قادیانی: ''مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ (آل عمران: ۱۷۹)''

خدا تعالی ہر مومن کو اطلاع غیب نہیں دیتے بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا۔

(مرزائی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

جواب۱: آیت مذکورہ بالا میں ''بھیجے گا'' کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس آیت میں یہ لفظ قطعاً نہیں۔ البتہ اطلاع علی الغیب کی خبر ہے جو غیر نبی کو بھی تمہارے نزدیک ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا نے لکھا ہے۔

''یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالی امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص ۲۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی کو بھی مرزائیوں کے نزدیک اطلاع علی الغیب ہوتی رہتی ہے اور اسی کتاب کے ص۸۰ پر مرزا نے لکھا ہے کہ ’’وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے۔‘‘

نیز رسلاً میں عموم ہے اور قادیانیوں کا دعویٰ خاص ہے دعویٰ کے مطابق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی دلیل باطل ٹھہری۔ اور یـجتبی میں اللہ فاعل ہے جس سے مستقل نبی کا چننا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ قادیانی لوگ مستقل نبی آنے کے قائل نہیں۔

جواب۲: حکیم نورالدین نے یہی آیت مرزا کے مرنے پر پڑھ کر بیان کیا کہ یہ مومنوں کا امتحان اور جانچنا ہے اور دوسرے امتیاز بین المخلصین والمنافقین ہے۔ لہٰذا اس آیت سے صرف ابتلا مراد ہے جیسا کہ مرزا کی موت پر تم کو آزمائش میں ڈالا گیا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت جون، جولائی ۱۹۰۸ء ص۲۲۵ ج۷)

حکیم نورالدین نے اس آیت کو کسی نبی کے آنے پر نہیں پڑھا تھا کہ اجرائے نبوت ثابت ہو بلکہ مرزائیوں کے جھوٹے نبی کے جانے پر پڑھا تھا۔ مرزائی خلیفہ نے بھی ثابت کر دیا کہ اسے اجرائے نبوت کی دلیل بنانا حماقت ہے۔

جواب۳: ’’حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ‘‘ میں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ تمیز پہلے ہو چکی تھی یہ بھی غلط ہے کیونکہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو نزول کے اعتبار سے آخری ہے: ’’وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُھُمْ نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ سَنُعَذِّبُھُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ (توبہ: ۱۰۱)‘‘ (آل عمران:۱۱۹) میں ہے: ’’وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ‘‘ تو یہ تمیز مومنوں اور منافقوں میں ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں بتائے گا اور تمیز ہوگی۔

جواب۴: اجتباء کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں ہے۔ آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے: ’’اور اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر (اے گروہ کفار ومنافقین) تم ہو (بلکہ خدا انہیں اس حالت سے بلند کرنا چاہتا ہے) یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ (اور مومنین سے ہر قسم کی ایمانی اور عملی کمزوریاں دور کر دے) اور اللہ تعالیٰ ایسا بھی نہیں کہ تم کو (اپنی ہدایت وقوانین کے) غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس مرتبہ پر) فضیلت بخشتا ہے۔ (جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا) سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملے گا۔‘‘

گویا اس آیت میں رسولوں کے سلسلہ جاری رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جواب۵: سوال کرنے والوں نے کہا تھا کہ ہمیں فرداً فرداً غیب پر کیوں اطلاع نہیں دی جاتی؟ جواب میں فرمایا: یہ رسول کا کام ہے۔ آئندہ بعثت رسل کے متعلق نہ کسی نے سوال کیا نہ جواب دیا گیا۔

جواب۶: یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئے گا یہ مطلب رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبیث وطیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے: ’’یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:۱۵۷) جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (بنی اسرائیل: ۸۱)‘‘ حق آ گیا اور باطل ہلاک ہو گیا۔ بیشک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ پس حق وباطل میں حضور ﷺ کے ذریعہ امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مدعیان ایمان کو اسی طرح (منافق ومخلص مومن ملے جلے) رہنے دے حتی کہ وہ بد باطن منافق اور مخلص مومن کے درمیان بالکل تمیز قائم کر دیگا۔ چنانچہ تمیز کلی طور پر غزوۂ تبوک تک مکمل ہوگئی۔ مخلص مومن لوگ باقی رہ گئے اور منافق چھٹ گئے۔ حتیٰ کہ منافقین کے نام لے لے کر مسجد نبوی سے اٹھا دیا گیا تھا۔

آیت: ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ''

قادیانی: ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ'' اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں۔ قرآن مجید میں ہے: ''یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکاً (مائدہ: ۲۰)'' موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ تو ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۶۶،۴۶۷ آخری ایڈیشن)

جواب ۱: اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب: ۲۱)''

جواب ۲: اگر انبیا کی پیروی سے آدمی نبی بن سکتا ہے تو کیا خدا کی پیروی سے خدا بن جائے گا؟ جیسا کہ خدا کا فرمان ہے: ''اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْہُ (انعام: ۱۵۳)'' اور کیا گورنر کے راستہ پر چلنے والا گورنر بن سکتا ہے؟ یا چپڑاسی کے راستہ پر چلنے والا چپڑاسی بن جاتا ہے؟

جواب ۳: نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی۔ اگر نبوت دعاؤں سے ملے تو نبوت کسبی ہو جائے گی۔ حالانکہ نبوت وہبی ہے۔ ''اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (انعام: ۱۲۴)''

جواب ۴: حضور ﷺ نے بھی یہ دعا مانگی تھی حالانکہ آپ ﷺ اس سے پہلے نبی بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کا ہر نماز میں ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' کے الفاظ سے دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے حصول نبوت مراد نہیں۔

جواب ۵: تیرہ سو برس میں اگر کوئی نبی نہ بنا تو کیا کسی کی بھی دعا قبول نہ ہوئی؟ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ خیر امت نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ اس کو کہلانے کا حق ہے۔

جواب ۶: ''اھدنا'' صیغہ جمع کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی بنائے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی بھی دعا قبول نہ کی۔ کیونکہ اگر دعا قبول ہوئی ہوتی تو مرزا قادیانی کے سب پیروکاروں کو نبی ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا، اور اگر سب نبی ہی بن جائیں تو سوال یہ ہے کہ پھر امتی کہاں سے آتے؟ کیا مرزائیوں میں سے کوئی

نبوت چھوڑ کر امتی بننے کے لئے تیار ہے؟

جواب ۷: یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے۔ تو کیا وہ بھی منصب نبوت پر فائز ہو سکتی ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ دعا انھیں کیوں سکھائی گئی ہے؟ اور اگر ہاں میں ہے تو یہ تمہارے خلاف ہے۔

جواب ۸: نبوت اور بادشاہت دونوں خدا کی نعمت ہیں جیسا کہ مرزائی سوال میں بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ ان کے قول کے مطابق مرزا نبی تو بنا مگر بادشاہ نہ بنا تو کیا آدھی دعا قبول ہوئی؟

جواب ۹: شریعت اور کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت بلکہ نعمت عظمیٰ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ (بقرة: ۲۳۱)'' تو پھر قادیانیوں کے ہاں اس پر پابندی کیوں ہے؟ اگر دعا سے نبوت لینی ہے تو پھر نعمت تامہ یعنی تشریعی نبوت لینی چاہیے تا کہ مکمل نعمت حاصل ہو۔ حالانکہ مرزائی اس کے قائل نہیں۔

جواب ۱۰: مرزا قادیانی اس آیت کے تحت لکھتا ہے: ''پس اِس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا اُن کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔'' (شہادت القرآن، خزائن ج۶ ص ۳۵۲)

اس آیت سے مراد مرزا قادیانی وہ ظلی نبی لیتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں چلے آتے ہیں۔ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ مگر مرزا کی امت، حضور پاک ﷺ کے بعد اور مرزا سے پہلے کسی کو بھی نبی تسلیم نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ مرزا کچھ کہتا ہے اور اس کی امت کچھ کہتی ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ وہ درست کہتے ہیں یا انکا متنبّی مرزا؟

جواب ۱۱: نعمت سے مراد نبوت کا ملنا نہیں۔ کیونکہ یہ نعمت حضرت مریم علیہا السلام پر بھی نازل ہوئی: ''اُذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ (المائدہ: ۱۱۰)'' اے عیسی میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔ ایسا ہی زید ابن حارثہؓ پر انعام ہوا: ''اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (الاحزاب: ۳۷)'' اسی طرح سب مسلمانوں پر انعام الٰہی ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا (آل عمران: ۱۰۳)'' ان سب مقامات پر نعمت ملنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس سے نبوت لازم نہیں آتی اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی نعمت سے مراد نبوت ملنا لازم نہیں۔

جواب ۱۲: اس دعا میں منعم علیہم گروہ کی طرح استقامت کی راہ پر گامزن رہنے کی تمنا ہے۔ کیونکہ جو ممکن انعامات ہیں اسی راہ پر ملیں گے مثلاً ہر قسم کے انوار و برکات اور محبت و یقین کامل اور تائیدات سماویہ اور قبولیت اور معرفت تامہ، عزیمت واستقامت کے انعام، جو امت محمدیہ کے لئے مقرر ہیں۔

جواب ۱۳: اگر نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو غلام احمد قادیانی نبی بن جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتا تھا۔ کیا اسے اپنی نبوت پر یقین نہ تھا؟

جواب ۱۴: مرزا قادیانی نے لکھا: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ (تحفہ گولڑویہ، خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۸)

مسیح موعود کی پھر تو خر دجال (مرزا قادیانی) نے خود لگائی ہے لیکن ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' کا معنیٰ مرزا کی راہ طلب کرنا نہ کہ مرزا (مسیح موعود) بننا۔ پس مرزا کے اس اقرار سے مرزائیوں کی دلیل کا مرزائیوں کے دلوں کی طرح خانہ خراب ہو گیا۔ اس آیت میں منعم علیہم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستے پر چلنے کی دعاء سکھلائی گئی ہے۔ انبیاء کا راستہ شریعت و مذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو: ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ'' کی بجائے: ''اَعْطِنَا مَا انعمت علیھم'' ہوتا۔

جواب ۱۵: ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' یہ دعاء نبی کریم ﷺ نے بھی مانگی بلکہ یہ دعاء مانگنا آپ ﷺ نے امت کو سکھلایا۔ لیکن یہ دعا آپ ﷺ نے اس وقت مانگی جب آپ ﷺ نبی منتخب ہو چکے تھے۔ قرآن مجید آپ ﷺ پر اترنا شروع ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دعا سے نبی نہیں بنے تو پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا؟ مزید یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ چودہ سو سال میں کسی ایک کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو وہ کون ہے جو اس دعا سے نبی بنا؟ اور اگر قبول نہ ہوئی تو پھر یہ امت خیر امت کہاں ہوئی؟ اور اگر مرزائی کہیں کہ صرف مرزا کی دعا قبول ہوئی۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مرزا کے حق میں قبول ہوئی تو مکمل کیوں نہ قبول ہوئی تیسرا حصہ کیوں قبول ہوئی؟ کیونکہ بادشاہت اور نبوت مستقلہ بھی نعمت ہیں یہ دونوں نعمتیں مرزا کو کیوں نہ ملیں؟ مرزا میں وہ کون سی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے مرزا کو ان نعمتوں سے محروم رکھا گیا؟

قابل غور ٹھوکر اور گرو، چیلا ''مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے گرو مسٹر محمد علی لاہوری نے اپنی نام نہاد تفسیر ''بیان القرآن'' (ص ۵ ج ۱) میں لکھا ہے۔

یہاں (منعم علیہم میں) نبی کا لفظ آ جانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے اس لئے کہ نبوت محض محبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اوّل میں سے ہے۔''

محمد علی لاہوری کا کہنا کہ: ''بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی، یہ اصولی غلطی ہے، یہ ٹھوکر کسی اور کو آج تک کبھی نہیں لگی یہ تو صرف اور صرف محمد علی کے چیف گرو مرزا قادیانی کو لگی ہے۔ اس اصولی غلطی اور ٹھوکر کا مرتکب صرف اور صرف مرزا ہے۔''

چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

''افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت ﷺ کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت ﷺ کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اِس اُمت کو یہ دُعا سکھلاتا ہے: ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ'' پس اگر یہ اُمت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اِن کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔'' (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴)

دعا سکھانے کا فلسفہ تو محمد علی اپنے گرو جی سے سیکھیں۔ ہاں ہمیں یہ ضرور بتانا ہے کہ متضاد باتوں کو گرو اور چیلہ دونوں، ٹھوکر قرار دے رہے ہیں۔ اب کون سچا ہے؟ یہ فیصلہ قارئین خود کرلیں!

آیت: ''اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ''

قادیانی: ''اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ (حج:۷۵)'' ''یصطفی'' مضارع ہے جو حال اور استقبال اور استمرار کے لئے ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔ یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع ہے۔ واحد پر جمع کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

جواب ۱: اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہوسکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا حکم انبیاء علیہم السلام پر لاتے ہیں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے جو انسانوں میں کلام الٰہی کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس سنت قدیم کی رو سے اب بھی یہ رسول بھیجا ہے اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔

جواب ۲: یہ کسی جاہل کا ہی عقیدہ ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدد کے لئے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ''هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (الحدید: ۹)'' یہاں بھی مضارع ہے۔ کیا اس سے بھی لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک کے لئے قرآن نازل ہوتا رہے؟

مرزا جی کا الہام

''یریدون ان یروا طمثک'' یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وُہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) یہاں بھی ''یریدون'' اور ''یروا'' مضارع ہے کیا مرزا کا حیض قیامت تک چلتا رہے گا؟ اور بابو الٰہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

درحقیقت اس آیت میں ''یصطفی'' زمانہ استقبال کے لئے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ (بقرة:۸۷)'' اس کے یہ معنی نہیں کہ اے یہودیو! حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کروگے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی یا جیسے ''اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ (البقرة:۱۲۷)'' میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ (دیکھو تفسیر بیضاوی)

جواب ۳: فرمایا: ''اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ (حج:۷۵)'' فرشتوں میں سے یا انسانوں میں سے رسول ہوں گے۔ مرزا قادیانی نہ تو فرشتے ہیں نہ انسان ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ''کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں'' مرزا جی تو کسی حالت میں نبی نہیں بنتے۔ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: ''ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔''

(نور القرآن ۲، خزائن ج ۹ ص ۴۴۴)

جواب ۴: آیت بالا کا قادیانی ترجمہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: ''اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ'' کا مطلب یہ ہے کہ عندالضرورت خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا۔ (مرزائی تبلیغی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ: ''عند الضرورت'' آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''اب رسولوں کی ضرورت نہیں وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸)

اور اسی طرح (ازالہ اوہام، خزائن خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) میں بھی لکھا ہے کہ ''وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے۔''

جواب ۵: بایں وجہ استدلال مرزائیہ باطل ہے کہ لفظ ''رسلا'' کے اندر عموم ہے جس میں نبی اور رسول و مجدد و محدث سب شامل ہیں۔ جیسا کہ مرزا نے (آئینہ کمالات ص ۳۲۲، خزائن ج ۵ ص ۳۲۲) پر لکھا ہے: ''رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔''

ایسے ہی (ایام الصلح ص ۱۹۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۹ حاشیہ) پر لکھا ہے کہ: ''رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔'' اسی طرح (شہادت القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۳) پر ہے: ''رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔''

سو ظاہر ہے کہ مرزائیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ دلیل میں عموم ہے لہٰذا تقریب تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے تو دلیل، دلیل نہ ٹھہری۔

جواب ۶: نیز چننے والے نبیوں کے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ ''اصطفٰی'' فعل خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے جیسا کہ آل عمران آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ قرآن ہیں: ''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰیٓ اٰدَمَ وَنُوْحاً وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ'' اس آیت میں مستقل نبیوں کا ہونا مسلم ہے تو اس طرح کا چننا اور اللہ تعالیٰ کا چننا تو مرزائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

جواب ۷: نبیوں کا انتخاب خدا تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جس طرح اس نے ایک وقت تک کتابیں بھیجیں اسی طرح رسول بھیجے۔ اب اگر وہ کتابیں نہ بھیجے یا رسول نہ بھیجے اور نبوت ختم کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ سیاق کلام بتاتا ہے کہ آیت میں ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو انسانوں کو الوہیت کا مقام دیتے ہیں۔ فرمایا معزز ترین گروہ تو انبیاء و رسل کا ہے۔ مگر وہ بھی الوہیت کے اہل نہیں یا بطور اصول فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور ملائکہ کو رسالت کا منصب تو دیتا ہے مگر خدائی نہیں دیتا۔ تم کیوں ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہو؟ سیاق کلام کے ساتھ مذکورہ ترجمہ پر غور کر لیا جائے تو قادیانی استدلال باطل ہو جائے گا۔: ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ...... تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (الحج: ۷۳، ۷۶)'' اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے۔ اللہ

فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا اصطفاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جائیں گے۔﴾

جواب ۸: اگر اس طرح استمرار تجددی مراد لینا جائز ہے تو ذیل کی آیات میں کیسے استمرار لیا جائے گا:

۱...... ’’کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (شوریٰ:۳)‘‘ ﴿اللہ جو عزیز وحکیم ہے اسی طرح تیری طرف اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے وحی کرتا ہے۔﴾

۲...... ’’اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (نساء:۵۸)‘‘ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔

۳...... ’’یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ:۴۴)‘‘ اسی کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے فیصلہ کرتے تھے۔

اب کیا آنحضرت ﷺ کی طرف وحی آئندہ بھی نازل ہوگی؟ کیا امانات کے متعلق آئندہ بھی احکام نازل ہوں گے؟ کیا تورات کے مطابق آئندہ بھی فیصلہ کیا کریں گے؟

جواب ۹: استمرار تجددی کے لئے اصول حسب ذیل ہے: ’’وقد تفید الاستمرار التجددی بالقرائن اذا کان الفعل مضارعا (قواعد اللغۃ العربیہ)‘‘ یعنی استمرار تجددی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے اور بعد خاتم النّبیین ارسال رسل کے لئے تو کوئی قرینہ نہیں۔ البتہ اس کے خلاف تمام قرآن مجید قرینہ ہے۔

جواب ۱۰: ضرورت نبوت کے مقتضی کون کون سے اسباب ہیں؟

۱...... جبکہ کتاب اللہ اصلاً مفقود ہو جائے۔

۲...... جبکہ کتاب اللہ محرف ومبدل ہو جائے۔

۳...... جبکہ احکام الٰہی میں سے کوئی حکم بوجہ مختص بالقوم ہونے یا مختص بالزمان ہونے سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی نیا حکم آنا ہو۔

۴...... جبکہ شریعت میں ابھی تکمیل کی ضرورت ہو۔

۵...... جبکہ الگ الگ امتوں اور الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ساری دنیا کے لئے ابھی ایک نبی نہ آیا ہو۔

۶...... جبکہ اس کتاب کے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کا وعدہ الٰہی نہ ہو۔

۷...... جبکہ اس نبی کا فیض روحانی بند ہو جائے اور اس دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

قارئین پر واضح ہو چکا ہوگا کہ اجرائے نبوت کے مذکورہ تقاضوں میں سے کوئی بھی ایسا تقاضہ باقی نہیں رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہو۔ لہٰذا ختم نبوت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

جواب ۱۱: اگر رسل جمع ہے تو ملائکہ بھی جمع ہے۔ کیا بہت سے فرشتے وحی لایا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

الف...... ’’رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنۃ اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔‘‘ (ازالہ، خزائن ج۳ ص۴۱۵)

ب...... ’’کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کیئے ہوں۔‘‘ (ازالہ،خزائن ج۳ص ۳۸۷)

پس جب پیغام رساں فرشتہ کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر حضرت نبی کریم ﷺ (واحد) پر اس کا اطلاق کیوں ناجائز ہے؟

آیت:’’فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا‘‘

قادیانی: اس آیت:’’فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا (جن:۲۶)‘‘ کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب پر اظہار غیب ہوا یعنی آپ کو پیش گوئیاں دی گئیں۔لہٰذا وہ نبی ہیں اور نبوت جاری ہے۔

جواب۱: خود مرزا صاحب نے اس آیت کا جو معنی ومفہوم بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:’’ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (جن:۲۶)‘‘ یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ (ایام الصلح،خزائن ج۱۴ص ۴۱۹)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:’’فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ‘‘ رسول کا لفظ عام ہے۔جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام،خزائن ج۵ص ۳۲۲)

پھر ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ‘‘ اور آیت:’’وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ‘‘ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ،خزائن ج۱۷ص ۱۷۴)

معلوم ہوا کہ مرزائی تحریروں کی روشنی میں بھی اور’’لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات‘‘ جیسی احادیث کی روشنی میں زیر بحث آیت کا صرف یہی مفہوم ہے کہ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ کے مطابق امت محمدیہ ﷺ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ،مجدد ومحدث،غوث وقطب وابدال پیدا ہوتے رہیں گے۔جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پائیں گے۔یہ لوگ اگرچہ نبی اور رسول نہ ہونگے اللہ تعالیٰ ان سے وہی کام لے گا جو انبیاء سے لیا کرتا تھا۔جن میں سے ایک اظہار واطلاع غیب بھی ہے۔

جواب۲: مرزا قادیانی نے یوں تو بہت سی پیشگوئیوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔مگر خود ان پیشگوئیوں کا نہ مطلب سمجھ سکے نہ مصداق۔کاش!قادیانی حضرات مرزا جی کی ان پیشگوئیوں پر ہی سرسری نظر ڈال لیں جن کو انھوں نے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا ہے تو ان کے دعوے کی حقیقت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔مرزا کی پیشگوئیوں کا حال تو نجومیوں سے بھی برا ہے۔ان میں دس جھوٹ تو ایک سچ ہوتا ہے۔مگر مرزا میں تو جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔

جواب۳: غیب سے مراد صرف پیش گوئیاں ہی نہیں ماضی حال اور مستقبل کی ہر چیز جو محسوسات سے غائب ہو’’غیب‘‘ ہے۔ذرا’’یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ‘‘ پر غور کیا جائے۔حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا ’’تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا

(ھود: ۴۹) ’’کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جن سے تو اور تیری قوم دونوں بے خبر تھے۔ لہٰذا غیب کو پیش گوئیوں میں مخصوص کرنا غلط ہے۔

کائنات کے متعلق علم کس قدر ہی کیوں نہ بڑھ جائے ایک حصہ غیب کا ضرور رہتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا ’’عَالِمُ الْغَیْبِ وِالشَّھَادَۃِ (حشر: ۲۲)‘‘ خدا غیب کو بھی جانتا ہے اور موجود کو بھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی غائب نہیں البتہ تمہارے لئے ایک حصہ غیب کا ہے اور دوسرا موجود کا ہم غیب کے ایک حصہ کا علم حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے موجود بنتا چلا جاتا ہے۔ مگر غیب کی بعض قسمیں ایسی ہیں جن پر ہم اپنی کوشش سے غالب نہیں آسکتے۔ مثلاً خدا کی ذات وصفات، احکام وشرائع اور مابعد الموت۔ یہ صرف نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جاتا ہے اور اسی کے توسط سے انسان کو ملتا ہے۔ پیش گوئیوں والا غیب تو اولیاء اور محدثین کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر حقیقی غیب صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس قسم کا ہر غیب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو دیا جاچکا ہے۔ اس لئے مزید کسی نبوت کی گنجائش نہیں۔

جواب۴: اے کاش! اس اعتراض سے قبل قادیانی کچھ خوف خدا کرتے۔ کیا ان کو نہیں معلوم کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے اس کو غیب کی خبریں دے کر رسالت عطا کردیتا ہے۔ مغیبات کی خبریں دے کر رسول بنانا آیت کا مفہوم نہیں بلکہ رسول بنا کر مغیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد ومقصد ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاویؒ اس آیت کے معنی بیان کرتے ہیں ’’ولکن اللّٰہ یجتبی الرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنالیتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے مغیبات کی خبریں دیتا ہے۔

غرض رسول کو غیب کی خبریں دیجاتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو غیب کی خبر دے وہ رسول ہوجائے۔ ورنہ تو خود مرزا کو بھی تسلیم ہے کہ فاسق فاجر، فاحشہ عورتیں بھی سچے خواب کے ذریعہ، نجومی کاہن اپنے اٹکل پچو سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ کیا وہ رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ غرض آیت سے اتنا ثابت ہے کہ رسول کو غیب کی خبر دیجاتی ہے۔ یہ نہیں جو غیب کی خبر دیدے وہ رسول ثابت ہوجائے۔

جواب۵: ’’وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (ال عمران: ۱۷۹)‘‘ دوسری آیت شریفہ میں ہے ’’فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ‘‘ دونوں آیتوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعہ سے دیتا ہے۔ اس صورت میں ’’من رسلہ‘‘ میں لفظ من تبعیضیہ ہوگا اور اگر من بیانیہ لیں تو غیب سے مراد وحی (وحی رسالت) لینی پڑے گی۔ پھر آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر سوائے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض کہ اللہ جسے رسول بناتا ہے تو ان کو وحی رسالت، غیب کی خبریں عنایت کرتا ہے۔ اس آیت سے قادیانی استدلال قادیانی دعوی کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کہ ان کے دعوی کے مطابق اب خدا کی عنایت سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اطاعت سے بنتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر اس آیت میں قادیانیوں کا تحریف شدہ مفہوم (معاذ اللہ) مان بھی لیں تب بھی یہ دلیل قادیانی دعوی کے مطابق نہیں۔

آیت: ’’یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ‘‘

قادیانی: ’’یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ (مومن:۱۵)‘‘ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی آتے رہیں گے۔

جواب۱: آیت مذکورہ میں روح کے معنی نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں آیا ہے کہ ’’لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا‘‘ یعنی مومنوں کے لئے مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یا فرمایا: ’’لم یبق من النبوت الا المبشرات‘‘ کہ خدا کا کلام مبشرات کے رنگ میں امت محمدیہ ﷺ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت گزشتہ چودہ سو سال میں ہزار ہا اولیاء امت اور علماء حق کو انوار نبوت ملے اور آثار نبوت بھی انکے اندر موجزن تھے مگر وہ نبی نہ تھے۔

جواب۲: روح کا لفظ محض کلام کے معنی میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر نبی سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح ’’رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء‘‘ سے ظاہر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

آیت: ’’وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ‘‘

قادیانی: ’’وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا (احزاب:۵۳)‘‘ اور نہ نکاح کرو اس نبی ﷺ کی بیویوں سے اس کی وفات کے بعد کبھی بھی۔ قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز استدلال اس آیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا ہے تو کوئی نبی نہ آئے گا۔ نہ اس کی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی۔ اور نہ ان کے نکاح کا سوال ہی زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن مجید سے نکال دیا جائے تو کونسا نقص لازم آتا ہے ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ کیونکہ رسول اللہ کا لفظ نکرہ ہے جس میں ہر رسول داخل ہے۔

جواب۱: رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے ’’لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب:۲۱)‘‘ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اسوۂ حسنہ ہے۔ ’’قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (احزاب:۲۲)‘‘ مومنوں نے کہا یہی ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ دیا تھا: ’’وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب:۴۰)‘‘ مگر اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔ ’’اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (احزاب:۲۹)‘‘ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہتی ہو۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب حدیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں ’’قال رسول اللہ ﷺ‘‘ کیا کوئی بندہ جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ نکرہ ہے تو اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ معاذ اللہ!

جواب۲: نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اضافت معنوی نکرہ کو معرفہ بنا دیتی ہے۔ جیسے عندہ زید، لفظ رسول، اللہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہو گیا۔ فرمایا: ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ (فتح:۲۹)‘‘

جواب۳: یہ کہنا کہ اب نبی نہ آئے گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ آدم علیہ السلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔

یا یہ کہے کہ: ’’فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا (احزاب:۳۷)‘‘ سے ظاہر ہے کہ آئندہ رسول بھی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کیا کریں گے۔ ورنہ اس آیت کو نکال دیا جائے۔

جواب۴: قرآن مجید میں اس آیت کے باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرہ میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا اور قرآن نے سورۃ نور میں بیواؤں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔

قرآن نے صریح حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے۔ وہ آخری امہات المؤمنین ہیں اور آپ ﷺ بوجہ خاتم النّبیین ہونے کے آخری ’’باپ‘‘ ہیں اگر یہ حکم مذکور نہ ہوتا تو اس فضیلت کے حصول کے لئے کوشش کرتے۔ اس امت میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا اور ازواج مطہرات کی پوزیشن بجائے امت کی معلمات دین ہونے کی معمولی حیثیت بھی نہ رہتی۔ اس لئے اس تاریخی حکم کا تاقیامت باقی رکھنا ضروری تھا تاکہ معلوم ہو کہ یہ خواتین مقدسہ آخری مائیں ہیں اور حضور اقدس ﷺ آخری باپ ہیں۔

جواب۵: یہ آیت مبارکہ حضور ﷺ کی شان وفضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو۔ وہ حضور ﷺ کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔ اس لئے ملعون کافر جہنمی ہے۔ وہ یہود کا مثیل ہے کل ایسے خبیث کہیں گے کہ قرآن مجید سے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصص نکال دینے چاہئیں۔ کیونکہ وہ انبیاء گزر چکے ہیں۔ جیسا کہ لعین قادیانی نے کہا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین اردو، خزائن ج۱۸ص۲۴۰، دافع البلاء)

جو ایسی بیہودہ تحریف کرے اس کے متعلق لعین قادیانی نے کہا: ’’تحریف، تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے۔‘‘ (اتمام الحجت، خزائن ج۸ص۲۹۱)

آیت: ’’اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ‘‘

قادیانی: ’’اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (اعراف:۵۶)‘‘ نبوت بھی ایک رحمت ہے وہ بھی نیکوں کو ملنی چاہیے۔

جواب۱: اس آیت میں جملہ رحمتیں مراد نہیں اور نہ ہر رحمت ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ دولت، سلطنت، بارش وغیرہ سب رحمت ہیں جبکہ اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام دولت اور سلطنت وغیرہ کی رحمتوں سے خالی تھے تو کیا وہ نبی نہ تھے؟ معلوم ہوا کہ بہت ساری رحمتوں کی طرح نبوت بھی ایک رحمت ہے جو باری تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ جب چاہیں اور جس کو چاہیں دیں اور جس پر جس نعمت کی چاہیں بندش فرما دیں۔

جواب۲: ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء:۱۰۷)''اس امت کے لئے دنیامیں سب سے بڑی رحمت حضور پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جوشخص اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور رحمت، نبوت کو تلاش کرتا ہے یا جاری کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت محمد عربی ﷺ سے منہ موڑتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب اور کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا ہے ''انا حضکم من الانبیاء وانتم حضی من الامم''نبیوں میں سے میں محمد ﷺ، تمہارے حصہ میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصہ میں آئے ہو۔ معلوم ہوا کہ جوشخص کسی اور نبی کی تلاش میں ہے وہ حضور ﷺ کی امت میں نہیں رہے گا گویا وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت سے محروم ہوجائے گا اور جب کہ مرزا نے خود ہی لکھا ہے:''فلا حاجۃ لنا الی نبی بعد محمد ''(حمامۃ البشری،خزائن ج۷ص۲۴۴) تو مرزائیوں کو نیا نبی اور وہ بھی مرزا جیسا کوڑھ مغز نبی ڈھونڈنے کی ضرورت کیا ہے۔

جواب۳: حضور ﷺ کے بعد جوشخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ اپنی وحی کی اتباع کا پابند ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع سے محروم ہوکر خدا کی سب سے بڑی رحمت سے محروم ہوجائے گا۔اس محروم القسمت بدبخت کے لئے جو حضور ﷺ کی اتباع سے منہ موڑتا ہے مرزائی لوگ قرآن میں تحریف کرکے اس کی نبوت کے لئے دلائل تلاش کرتے ہیں۔ فیاللعجب!

جواب۴: پھر جناب اگر نبوت رحمت ہے تو سب سے بڑی رحمت نبوت تشریعیہ ہے تو مرزائی اس کو بند کیوں مانتے ہیں؟

جواب۵: آیت:''اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (اعراف:۵۶)''کے ساتھ ملحقہ اگلی آیت''ھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ (اعراف:۵۷)''میں بارش کو رحمت کہا گیا ہے۔مگر پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ اگر بارش والی رحمت ضرورت سے بڑھ جائے تو رحمت کے بجائے زحمت یعنی عذاب بن جاتی ہے۔ لیجئے جناب! اس آیت شریفہ سے ہی قادیانی لغویات کا بھرپور ابطال نکل آیا۔ بارش رحمت ہے مگر جو ضرورت سے زیادہ بارش مانگے وہ عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت رحمت ہے اس رحمت کے ہوتے ہوئے اگر اور نبوت کی رحمت کو کوئی مانگتا ہے تو وہ بھی عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔

آیت:''وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَھُمْ اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ''

قادیانی: ''وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَھُمْ اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ (صٰفٰت:۷۲)''ان سے پہلے بھی بہت سے لوگوں میں گمراہ ہوئے اور یقیناً ہم نے ان کے اندر ڈرانے والے بھیجے۔جیسے پہلی گمراہیوں کے وقت نبی آتے رہے ویسے ہی اب بھی گمراہی کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نبی مبعوث ہوا۔ معاذاللہ!

جواب۱: پہلے لوگوں میں گمراہی اس لئے پھیلی کہ ان کے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔اس میں ترمیم واضافہ کردیا گیا۔ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمدللہ محفوظ ہیں:''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر:۹)''اس لئے حضور ﷺ کی امت، سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہوسکتی۔حضور

پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ''لا تجتمع امتی علی الضلالة (مشکوٰۃ) ''اور پھر امت محمدیہ کے علماء وہی کام انجام دیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل دیتے تھے۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو لعین قادیان مرزا نے بھی اپنی کتاب (شہادت القرآن خ ص ۳۲۳ ج ۶) پر تسلیم کیا ہے کہ اصلاح وتبلیغ کا کام یہ صالحین امت وعلماء دین کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۰۴)''

جواب۲: اب خود مرزا کے مسلمات پر غور کیجئے۔

الف...... ''خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بھی پیشینگوئی کر کے آپ فرمادیا یعنی شرک اور مخلوق پرستی نہ کوئی اپنی نئی شاخ نکلے گی نہ پہلے حالت پر عود کرے گی۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۰۲)

ب...... ''اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (یعنی حضور ﷺ سے قبل کا) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰه الا اللّٰه کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔'' (نور القرآن، خزائن ج ۹ ص ۳۳۹)

آیت: ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ''

قادیانی: ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اسْمُهٗ أَحْمَدُ (صف: ۶)'' کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب۱: (الف) چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے مراد رحمت دوعالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

(ب) پھر یہ بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے من بعدی کے ساتھ دی تھی تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو اس کا آپ ﷺ مصداق ہوئے نہ کہ مرزا کانا۔

(ج) آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ اور احمد ﷺ تھا۔ جیسا کے مشہور احادیث صحیحہ ومتواترہ میں وارد ہے۔ تفصیلات کے لئے کنز العمال، مدارج النبوت وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور مرزا کا نام محمد یا احمد نہیں بلکہ غلام احمد یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے اس کے لئے مرزائی کتب، کتاب البریہ، تذکرہ، ازالہ اوہام وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(د) آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''انا بشارة عیسیٰ ''اور قرآن مجید میں آپ ﷺ ہی کی نسبت بشارت عیسیٰ وارد ہے۔ نہ کہ مرزا جیسے افیونی کے لئے۔

جواب۲: مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا تو وہ غلام احمد تھا۔ مرزا بھی ساری زندگی یہی لکھتا رہا، بکتا رہا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ تو غلام احمد، اسمہ احمد کا مصداق کیسے ہو گیا؟

ایک دفعہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات کہہ دی آپ نے فی البدیہہ فرمایا غلام احمد سے مراد، احمد ہے تو عطاء اللہ سے مراد صرف اللہ ہو سکتا ہے۔ غلام احمد کو احمد مانتے ہو تو پھر عطاء

اللہ کو اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر اللہ مانو گے! تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر جوابی سے قادیانی یہ جاوہ جا!

جواب۳: اگر احمد سے مراد مرزا قادیانی ہے تو پھر یہ مسیح موعود یا مہدی کیسے ہوا؟ اس لئے کہ مسیح موعود اور مہدی میں سے کسی کا نام احمد نہیں۔

احادیث میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

حدیث: ''لو عاش ابراھیم''

قادیانی: ''لو عاش (ابراھیم) لکان صدیقاً نبیاً'' اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب۱: یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجه ،باب ماجاء فی الصلوٰة علی ابن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاته) میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لما مات ابراهیم ابن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صلیٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان له مرضعاً فی الجنة ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ولو عاش لاعتقت اخواله القبط وما استرق قبطی (ابن ماجه ص۱۰۸)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی خالہ زاد آزاد کردیتا۔

۱...... اس روایت پر شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''انجاح الحاجه علی ابن ماجه'' میں کلام کیا ہے: ''وقد تکلم بعض الناس فی صحة هٰذا الحدیث کما ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضة الاحباب (انجاح ص۱۰۸)''

اس حدیث کے صحت میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے جیسا کہ ''روضة الاحباب'' میں محدث سید جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۲...... ''قال ابن عبد البرؒ لا ادری ما معنی هٰذا القول لان اولاد نوح ما کانوا انبیاء (انجاح ص۱۰۸)''

شیخ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس قول کے کیا معنی ہیں مجھے نہیں معلوم۔ کیونکہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے۔

۳...... ''قال الشیخ دهلوی رحمۃ اللہ علیہ وهٰذه جرأة عظیمة ......لم یصح (انجاح ص۱۰۸)'' شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے...... جو صحیح نہیں۔

۴...... روی ابن ماجه بسندفیه ابو شیبة ابراهیم بن عثمان العبسی قاضی واسط وهو متروک الحدیث

۵...... علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ:''ابو شیبة ابراهیم بن عثمان العبسی هو متروک الحدیث''
(تقریب التهذیب ص۲۵)

۶...... ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے مترجم علامہ امیر علی نے (تقصیب التقریب میں ترمذی جلد اص ۱۹۹، کتاب الجنائز) کے حوالہ سے ابوشیبہ ابراہیم کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ (تقریب ص۲۵)

۷...... (تذکرۃ الموضوعات ص ۲۴۳) پر ابوشیبہ ابراہیم ابن عثمان کو متروک کہا ہے اور لکھا ہے کہ شیبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔

۸...... ''قال النووی فی تهذیبه هذا الحدیث باطل وجسارة علی الکلام المغیبات وفجازفة وهجوم علی عظیم'' (موضوعات کبیر ص۵۸)

امام نووی نے تہذیب الاسماء میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ غیب کی باتوں پر جسارت ہے بڑی بے تکی بات ہے۔

۹...... (مدارج النبوت ج۲ص ۶۷۷) پر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح کو نہیں پہنچتی۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم ابن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

۱۰...... حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، حضرت امام یحییٰؒ، حضرت امام داؤدؒ وغیرہ محدثین کی آراء یہ ہیں کہ ابوشیبہ ابرہیم ابن عثمان، ثقہ نہیں۔ حضرت امام ترمذیؒ کی رائے یہ ہے کہ منکر الحدیث ہے۔ حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں وہ متروک الحدیث ہے۔ حضرت امام جوز جانیؒ فرماتے ہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں، وہ ضعیف الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب ج اص ۱۴۵،۱۴۴)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابرامت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کی ایسی ضعیف روایت کو لیکر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگرچہ صحیح کیوں نہ ہو) بھی معتبر نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔ یہاں تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہوگی۔

جواب۲: اور پھر قادیانی دیانت کا دیوالیہ پن ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت سے قبل حضرت ابن ابی اوفیؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں اس کو نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔ اے کاش! قادیانی پہلے اس روایت کو پڑھ لیتے۔ جو یہ ہے:''قال قلت لعبد الله ابن ابی اوفیٰ رائیت ابراهیم بن رسول اللهﷺ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمدﷺ نبی لعاش ابنه ابراهیم ولکن لا نبی بعده'' (ابن ماجہ ص۱۰۸)

اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبداللہ ابن ابی اوفیؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضورﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔ تو آپﷺ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے۔ لیکن آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے باب ''من سمی باسماء الانبیاء'' میں اسے مکمل نقل فرمایا ہے۔ (بخاری ج۲ ص۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت ہے جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) پر ''بخاری شریف'' کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

اب ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر آپ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور جوانی کی عمر کو پہنچتے تو دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی بنتے، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی تھا۔ دوسرے یہ کہ نبی نہ بنتے، تو پھر یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی بنے۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نبی بنے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کیوں نبی نہیں؟ گویا اللہ رب العزت کی حکمت بالغہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال ہی اس لئے کردیا کہ نہ آپ کی ختم نبوت پر حرف آئے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی اعتراض آئے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم کا انتقال ہی ختم نبوت کی وجہ سے ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔

لیجئے! ایک اور روایت انہیں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ملاحظہ فرمایئے:

''حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفیٰ یقول لو کان بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی مامات ابنہ ابراھیم'' (مسند احمد ص۳۵۳ ج۴)

ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے تھے کہ اگر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔

حضرت انس سے سدی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا ''ماملاء مھدہ ولوبقی لکان نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء (تاریخ الکبیر لابن عساکر ص۲۹۴ ج۱)'' وہ تو گہوارہ کو بھی نہ بھر سکے (یعنی بچپن میں ہی انتقال کر گئے) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

''قال ابن عباس یرید لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابناً یکون بعدہ نبیا وروی عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللّٰہ تعالی لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولداً ذکراً یصیر رجلاً (معالم التنزیل ص۱۷۸ ج۳)''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاحبزادہ ہوتا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوتا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند کرنے کا فیصلہ فرمادیا تو آپ کو بیٹا نہیں دیا جو جوانی کو پہنچے۔

اس روایت نے واضح کر دیا کہ ابراہیم ﷛ کی وفات ہی اس لئے ہوئی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بننا تھا۔اب ان صحیح روایات کے ہوتے ہوئے جو بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد میں موجود ہیں، ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا ہونا اور مردود ہونا قطعی طور پر ظاہر ہے۔اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدہ کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے:''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (بقرۃ:۷)''

قادیانی: اس روایت کی شہاب علی البیضاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

جواب: شہاب علی البیضاوی یا حضرت ملا علی قاری ﷬ کی تصحیح ائمہ حدیث ابن حجر عسقلانی ﷬، حافظ ابن عبدالبر ﷬ اور امام نووی ﷬ کے مقابلہ میں کوئی تقدیم نہیں رکھتی ۔یہ تمام ائمہ حدیث اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتے ہیں اور پھر موضوعات میں حضرت ملا علی قاری ﷬ نے بھی ان ائمہ کی اس حدیث کے بارے میں جرح کو نقل کیا ہے۔اس لئے شہاب علی البیضاوی ہوں یا حضرت ملا علی القاری ﷬ ان دونوں کی تصحیح وتعدیل پر حافظ ابن عبدالبر ﷬ اور امام نووی ﷬ کی جرح مقدم ہوگی اور پھر جبکہ جرح بھی ائمہ حدیث کی ہو جن کی ثقاہت پر حضرت ملا علی قاریؒ بھی سر دھنتے ہوں۔

(الحاوی للفتاوی ص۹۹ ج۲) پر حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷛ سے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''**توفی وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ولکنہ لانبی بعدہ**''حضرت ابراہیم بچپن میں فوت ہوگئے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بننا مقدر (جائز) ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن (زندہ اس لئے نہیں رہے کہ) آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بننا تھا) اور (الحاوی للفتاوی ص۹۹ ج۲) پر ایک اور روایت حضرت انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے کہ:''**ولو بقی لکان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء**'' اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ اس لئے نہیں رہے کہ آنحضرت ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

الحاوی کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطی ﷬ ہیں۔جن کو قادیانی نویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور جن کے متعلق مرزا لکھا ہے کہ:''انھوں نے حالت بیداری میں ۷۵ مرتبہ رحمت دوعالم ﷺ سے حدیثوں کی صحت کرائی تھی۔''

(ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۱۷۷)

غرض علامہ جلال الدین سیوطی ﷬ نے ان تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد انکا جو جواب تحریر کیا ہے۔اے کاش! قادیانیوں کے لئے ہدایت کا باعث بن جائے۔جو یہ ہے۔

''حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ ہر چند کہ یہ تین صحابہ سے مروی ہے (لیکن غلط ہے) اس لئے کہ صحابہ کرام ﷡ سے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے ایسی بات کہی ہو۔علامہ جلال الدین ﷬ فرماتے ہیں (اگر یہ صحیح ہوتی بھی) تو یہ قضیہ شرطیہ ہے اس کا وقوع لازم نہیں۔

(الحاوی للفتاوی ص۱۰۰ ج۲)

جواب۳: اگر یہ روایت کہیں سند سے مذکور بھی ہوتی تو بھی واحد ہونے کی وجہ سے اور احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل توجیہ یا قابل رد تھی ۔جیسا کہ''مدارج النبوت'' میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ﷬ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اگر رحمت دوعالم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور ابراہیم زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت تھی۔ (ص۷۹، طبع دہلی)

مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے تو صلاحیت ہونے کے باوجود بھی نبی نہیں بن سکتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق معروف روایت ہے ''لو کان بعدی نبی لکان عمر ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں بالقوۃ نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی مگر آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے باعث بالفعل نبی نہیں بن سکے۔

جواب۴: اس میں حرف ''لو'' قابل توجہ ہے۔ ''لو'' عربی میں محال کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ''لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّااللّٰہُ لَفَسَدَتَا (انبیاء:۲۲)'' میں تعلیق محال ہے، اسی طرح اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے ''لو عاش ابراھیم'' بعد تقدیر موت کے، حیات ابراہیم محال ہے۔ لہٰذا ان کا نبی ہونا بھی محال ہوا۔ کیوں کہ معلق علی المحال بھی محال ہی ہوتا ہے۔ پس اگر اسکی سند صحیح بھی ہو تب بھی یہ ممتنع الوقوع ہے۔

حدیث: ''ولا تقولو الا نبی بعدہ''

قادیانی: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ (مجمع البحار ص ۸۵، در منثور ج۵ ص ۲۰۴)'' اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری ہے۔

جواب ا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس قول کی نسبت اصطلاحات واصول محدثین کی روشنی میں باطل ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی ایسی متصل سند موجود نہیں جو علت قادحہ سے محفوظ ہو۔ ایک غیر مستند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب۲: رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول صریحاً اس فرمان نبوی کے خلاف ہے۔ اس تعارض میں یقیناً قول نبی ﷺ کو ترجیح دیجائے گی۔ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بنیادی اصول کو اس طرح بیان فرمایا ہے: ''ولا حجۃ فی قول الصحابی فی معارضۃ المرفوع (اعلاء السنن ج ۱ ص ۴۲۸)'' پھر حدیث: ''لا نبی بعدی'' متعدد صحیح اسناد سے مذکور ہے۔ جبکہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند ہی نہیں تو صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے حجت ہو سکتا ہے؟

جواب۳: خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے مروی ہے: ''لم یبق من النبوۃ شیئی الا المبشرات (کنز العمال ج۸ ص ۳۳)'' تو اس واضح فرمان کے بعد اس غیر مستند قول کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب۴: قادیانی دجل وفریب ملاحظہ ہو کہ مجمع البحار سے نقل کرتے وقت قادیانی صرف آدھی بات نقل کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ اگر پوری بات نقل کریں تو دنیا ان کے استدلال پر تھو، تھو، کرے گی۔ غور فرمایئے اسی سے آگے روایت میں یہ جملہ بھی ہے ''ھٰذا ناظر الی نزول عیسی علیہ السلام'' (تکملہ مجمع البحار ص۸۵) اب اگر ان کا، یا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قول ''حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء'' وغیرہ جیسے آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔ کہ یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ ہاں! خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ ''وعیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبلہ'' وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

جواب۵: اس قول میں بعدہ خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا افعال خاصہ سے محذوف ہے۔ اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا: ’’لا نبی مبعوث بعدہ ‘‘ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی ہوگا۔ لانبی خارج بعدہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ معنی غلط ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں معنوں کے اعتبار سے ’’لا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘ میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی ہوگا: ’’لانبی حی بعدہ ‘‘ اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ’’لا تقولوا لا نبی بعدہ‘‘ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

جواب۶: مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔‘‘

(آریہ دھرم، در حاشیہ خزائن ج۱۰ ص۶۰)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب غیر مستند قول غیر صحیحین سے قابل قبول کیوں ہوگا؟ نیز مرزا نے اپنی تصنیف (کتاب البریہ، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷) پر تحریر کیا ہے کہ حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا‘‘ تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟

جواب۷: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اگر صحیح ہوتا، تو بھی مرزائیت کے منہ پر یہ ایک زوردار جوتا تھا۔ اس لئے کہ (بخاری شریف کتاب العلم ج۱ ص۲۴) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم تازہ تازہ ایمان لائی ہے ورنہ میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر دو دروازے کر دیتا۔ (ایک مشرقی جانب اور دوسرا مغربی جانب) ایک سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل جاتے۔ اس حدیث کو لانے کے لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے: ’’باب من ترک بعض الاختیار مخافۃ ان یقصر فھم بعض الناس فیقعوا فی اشد منہ ‘‘ کہ جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ قاصر الفہم لوگ خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے تو امر مختار کے اظہار کو ترک کر دے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری میں موجود ہے۔ کوئی شخص ’’لا نبی بعدی ‘‘ کی روایت سے قادیانی دجالوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی آمد کا انکار نہ کر دے، اس لئے امر مختار ’’لانبی بعدی ‘‘ کو آپ نے ترک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی شاہد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب وہ روایت ہے جو (در منثور ج۵ ص۲۰۴) پر ہے کہ کسی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ’’خاتم الانبیاء لا نبی بعدی ‘‘ کہا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ‘‘

جواب ۸: اب قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور قول مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما دونوں کی مکمل عبارتیں مع ترجمہ وتشریح ملاحظہ فرمائیے۔

’’وفی حدیث عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یؤمن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر وعن عائشةؓ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه‘‘ (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ وہ نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے۔ پس اس حال کو دیکھ کر اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص ان کی نبوت پر ایمان لائے گا اور اس بات کا یقین کرے گا کہ بلاشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بشر ہیں خدا نہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے رہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ منقول ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ان کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر رکھ کر تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا ’’لا نبی بعدی‘‘ کے منافی نہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے متبع ہوں گے اور لا نبی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ناسخ ہو۔‘‘

اور اسی قسم کا قول حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

’’عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرة بن شعبةؓ صلی الله علی النبی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده فقال المغیرة بن شعبه حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعده‘‘ (تفسیر در منثور ص ۲۰۴ ج ۵)

’’شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالی رحمت نازل کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم الانبیاء ہے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا اور ایک آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔‘‘

پس جس طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ مگر محض عقیدہ نزول عیسی ابن مریم علیہما السلام کی حفاظت کے لئے لا نبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النّبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا۔ ورنہ حاشا وکلاء، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک مجہول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صریح روایتوں کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کے خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے، وہ تو قبول ہے اور جو آیت اور حدیث خواہ کتنی صریح اور صاف کیوں نہ ہو وہ نامقبول ہے: ’’اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمْ

اسۡتَكۡبَرۡتُمۡ (بقرة:۸۷) ‘‘اور یہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ دونوں کے اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے مسئلہ کے پیش نظر ہیں۔ ان کے مطمح نظر کو، قادیانی، نظرانداز کردیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس یہودیانہ قادیانی تحریف کے مدنظر کیا سچ فرمایا: ’’اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ (بقرة:۸۵)‘‘

مرزائی مفسر کی شہادت

محمد علی لاہوری بیان القرآن میں لکھتا ہیں: ’’اور ایک قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں ’’قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده‘‘ خاتم النّبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النّبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ہوتے، مگر وہ معنی دوبطن قائل ہے اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النّبیین کے معنی لا نبی بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہیں۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النّبیین کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا: ’’خاتم الانبیاء ولا نبی بعده‘‘ تو آپ نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النّبیین واضح ہے تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں؟ اور اتنی حدیثوں کا مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول جو شرعاً حجت نہیں۔‘‘

(مرزائی تفسیر بیان القرآن ج۲ص۱۱۰۳،۱۱۰۴)

قادیانی سوال

اگر اس قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند نہیں تو کیا ہوا۔ تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب: یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام ’’تعلیق التعلیق‘‘ ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کی اسناد کو موصول کیا ہے۔

حدیث: ’’مسجدی آخر المساجد‘‘

قادیانی: حضور ﷺ نے فرمایا ’’مسجدی آخر المساجد‘‘ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں تو آپ ﷺ کے آخر النّبیین کا بھی یہی مطلب ہوگا اور آپ ﷺ کے بعد نبی بن سکتے ہیں۔

جواب: یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے اس لیے کہ جہاں ’’مسجدی آخر المساجد‘‘ کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں وہاں روایات میں ’’آخر مساجد الانبیاء‘‘ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی مساجد میں سے

آخری مسجد، مسجد نبوی ﷺ ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ ’’الترغیب والترهیب‘‘ میں ’’آخر مساجد الانبیاء‘‘ کے الفاظ صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ نیز کنز العمال میں بھی (ص۲۵۶ ج۶) ’’باب فضل الحرمین‘‘ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ ’’عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء‘‘

حدیث: ’’انک خاتم المهاجرین‘‘

قادیانی: حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة‘‘ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب: قادیانی اس روایت میں دجل وفریب سے کام لیتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے چند ہی میل کا سفر کئے تھے کہ دیکھا حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے دس ہزار قدسیوں کا لشکر لیکر مکہ شریف فتح کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے افسوس ظاہر فرمایا کہ میں ہجرت کی فضیلت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تسلی اور حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ سے واقعی ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ ہجرت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں ایسا فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دار الاسلام رہے گا۔ تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا فرمانا کہ اے چچا تم آخری مہاجر ہو، تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’لا هجرة بعد الفتح‘‘ (بخاری ص۴۳۳ ج۱) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’هاجر قبل الفتح بقلیل وشهد الفتح‘‘ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔ (اصابہ ص۲۷۱ ج۲)

معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو اجرائے نبوت کے لئے بطور تشبیہ استعمال کرنا قادیانیوں کی جہالت کا شاہکار ہے۔

حدیث: ’’ابو بکر خیر الناس بعدی‘‘

قادیانی: ’’ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبیاً‘‘ ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب ۱: ’’الناس‘‘ سے مراد عام لوگ ہیں، نبی نہیں۔ اگر ’’الناس‘‘ سے مراد نبی ہو تو آپ کو خیر الناس کا لقب نہیں ملے گا۔ اس کی تائید واقعات عالم کے علاوہ، دو روایتیں بھی کرتی ہیں جو آپ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ گویا آسان لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب۲: یہ روایت (کنز العمال ج۱۲ص۱۶۱،مطبوعہ دکن) کی ہے۔اس کے آگے ہی لکھا ہے:''**ھٰذا الحدیث احد ما انکر** ''یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے۔معلوم ہوا کہ ایسی منکر روایت سے عقیدہ کے لئے استدلال قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب۳: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''**ما صحب النبیین والمرسلین ولا صاحب یٰسین افضل من ابی بکر** ''رحمت دو عالم ﷺ سمیت تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کے صحابہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

(کنز العمال ص۱۵۹ج۱۲روایت نمبر۸۰۴)

''حاکم''میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (کنز العمال میں ص۱۸۰ج۱۲) پر روایت کے یہ الفاظ ہیں:''**ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السمٰوات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین**'' زمینوں وآسمانوں کے تمام اوّلین وآخرین سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی سب سے ابوبکر وعمر افضل ہیں۔ (کنز العمال ص۱۸۰ج۱۲)

ان تمام روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاء کے علاوہ باقی سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔

حدیث:''انا مقفی''

قادیانی: حضور ﷺ فرماتے ہیں:''**انا مقفی** ''یعنی آپ ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے آپ ﷺ ان کے مقفی یعنی مطاع ہوں گے۔

جواب: ''**وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ** (بقرۃ:۸۷)''آیت کریمہ دلالت کررہی ہے کہ یہاں''**الذی قفی بہ**''سب کے آخر میں آنے والے کا معنی دیتا ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے''**انا محمد واحمد والمقفی قال النووی المقفی العاقب** ''امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:''**مقفی** ''کے معنی آخر میں آنے والے کے ہیں لہٰذا آخر میں آنے والے کسی نبی کے مطاع،کا معنی قادیانی تحریف ہے۔

حدیث:''اذا ھلکَ کِسریٰ''

قادیانی: ''**لانبی بعدی** ''میں''**لا نفی** ''کمال کے لئے ہے۔یعنی کامل تشریعی نبی آپ ﷺ کے بعد نہ ہوں گے بلکہ غیر تشریعی ہوں گے۔جیسے کہ:''**اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ**''ہے۔

جواب۱: ''**لانبی بعدی** ''میں لانفی جنس کا ہے۔جیسے''**ذالِکَ الکِتابُ لا رَیْبَ فِیْہِ** ''اور''**لاالٰہ الا اللّٰہ**''میں جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے:''حدیث **لا نبی بعدی** میں لانفی عام ہے۔''

(ایام الصلح،خزائن ج۱۴ص۳۹۳)

جہاں تک''**اذا ھلک کسری** ''کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسریٰ وقیصر کسی خاص آدمی کے نام نہیں بلکہ جاہلیت میں فارس وروم کے بادشاہوں کے لقب تھے جب قریش مسلمان ہوگئے اور انھیں خوف ہوا کہ اب

ہمارا داخلہ شام وعراق میں بند ہو جائے گا تو حضور ﷺ نے مومنین کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کردی جائیں گی۔ جب مملکت فارس اسلام کے قبضہ میں آجائے گا تو کسریٰ کا لقب جاتا رہے گا اور مملکت روم کے آجانے سے لقب قیصر بھی جاتا رہے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیشینگوئی حرف بحرف سچی ہوئی اور ایسا ہوا کہ کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہوگیا۔ اور قیصر نے ملک شام چھوڑ کر اور وہاں سے بھاگ کر اور جگہ پناہ لی۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (شرح مسلم ص۳۹۶ ج۲) میں لکھا ہے: ”**قال الشافعی وسائر العلماء معناہ لا یکون کسریٰ بالعراق وقیصر بالشام کما کان فی زمانہ ﷺ فاعلمنا بانقطاع ملکھما فی ھذین الاقلیمین**“

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علما نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ، عراق میں اور قیصر، شام میں باقی نہ رہے گا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ پس حضور ﷺ نے ان کے انقطاع سلطنت کی خبر دی کہ دونوں اقلیموں میں ان کی سلطنت باقی نہ رہے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا یہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر ہی مستعمل ہے۔ اس میں مرزائی وسوسہ کا شائبہ ہی نہیں۔

جواب۲: حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”**اماتری انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی**“ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے علی تو میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا؟ مگر گھٹیا نبی ہوگا؟ (معاذ اللہ)

جواب۳: آنحضرت ﷺ سے پہلے صاحب کتاب اور بغیر کتاب نبی آتے رہے (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) قادیانیوں کے اس فیصلے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جو خاتم النّبیین کہا گیا تو دونوں قسم کے انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہوئے۔ اب اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بغیر کتاب ہی کے سہی، نبی آجائے تو سوال یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء کیسے ہوئے؟ اور آپ ﷺ کی فضیلت ہی کیا رہی؟

جواب۴: اگر **لا نبی بعدی** میں لا نفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی آپ ﷺ جیسا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو اس لحاظ سے تو موسیٰ علیہ السلام بھی خاتم الانبیاء ہوئے۔ اس لئے کہ ان کے بعد جتنے خلفا آئے کوئی ان جیسا نہ ہوا جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے۔

اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ کو اپنی رسالت سے مشرف کر کے پھر بطور اکرام وانعام خلافت ظاہری اور باطنی کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھ دیا...... اس عرصہ میں صدہا بادشاہ اور صاحب وحی والہام شریعت موسوی میں پیدا ہوئے...... ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور بہت سے رسل اس کے پیچھے آئے۔“ (شہادت القرآن خ ص ۳۲۲ ج ۶) لیکن مرزائی اس معنی کے حساب سے حضرت موسیٰ کو خاتم الانبیا نہیں مانتے لہٰذا ان کا استدلال خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

جواب۵: مرزا نے لکھا ہے: ”حدیث **لا نبی بعدی** میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت ودلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔“ (ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳) لہٰذا مرزائیوں کو خیالات رکیکہ چھوڑ کر مرزائیت کے لغو استدلال اور مرزائیت سے توبہ کر لینا چاہئے۔

حدیث:"رویا المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ"

قادیانی: نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ جو امت محمدیہ میں باقی ہے۔ اسی جز کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور ایسے نبی آسکتے ہیں۔

جواب: اگر ایک اینٹ کو مکان، نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے ۴۶/رویں جز کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔

حدیث:"انا العاقب"

قادیانی: حدیث"انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی"میں قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی نفی راوی کا اپنا خیال ہے۔ حضور ﷺ کی زبان سے ثابت نہیں۔

جواب: یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود اس کا یہ خیال ہے ورنہ حدیث میں کوئی تفریق نہیں۔ عاقب کے یہ معنی خود رسول اللہ ﷺ نے کئے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وفی روایۃ سفیان بن عیینۃ رضی اللہ عنہ عند الترمذی وغیرہ بلفظ الذی لیس بعدی نبی" (فتح الباری ص۳۱۳ ج۱۴، ترمذی ص۱۱۱ ج۲)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذیؒ وغیرہ کے نزدیک یہ لفظ ہے۔ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمائے ہیں۔

حدیث عاقب کی تشریح از ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو:"والعاقب الذی لیس بعدہ نبی قیل ھذا قول الزھری وقال العسقلانی ظاھرہ انہ مدرج لکنہ وقع فی روایۃ سفیان بن عیینہ عند الترمذی ای فی الجامع بلفظ الذی لیس بعدی نبی" (الجمع الوسائل حصہ دوم ص۱۸۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمائے ہیں۔

مزید برآں شمائل کی شرح (جو جمع الوسائل شرح الشمائل مصری ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ پر چڑھی ہوئی ہے) کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف المناوی المصری رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں"بعدی"کو نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکور پوری نقل فرمائی ہے:"قال...... وانا الخاتم ختم اللہ بی النبوۃ وانا العاقب فلیس بعدی نبی"(کتاب الاستیعاب برحاشیہ اصابہ، مطبوعہ مصر ص۳۷ ج۱)

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم کردی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؒ بھی لکھتے ہیں:"وفی الصحیح انا العاقب الذی لیس بعدی نبی" (کتاب الشفا مطبوعہ استنبول ص۱۹۱ ج۱، ترمذی ص۱۱۱ ج۲)

’’یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

ایسا ہی ’’تفسیر خازن (سورۃ صف)‘‘ میں ہے:’’انا العاقب الذی لیس بعدی نبی‘‘ ان کتابوں (شفاء کتاب الاستیعاب، خازن، فتح الباری اور شرح الشمائل) میں لفظ بعدی موجود ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔

(ص ۱۷ ج ۷ طبع مصر ۱۳۴۹ھ)

قادیانی اعتراض

صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں۔ ان میں یوں نہیں آیا۔ لہٰذا حجت نہیں ہے۔

جواب: صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں یوں ہی موجود ہے۔ چنانچہ (ترمذی ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی اسماء النبی) میں حدیث صحیح مرقوم ہے:’’وانا العاقب الذی لیس بعدی نبی‘‘

(ترمذی مطبوعہ مصر ص ۱۳۷ ج ۲ طبع ۱۳۹۲، مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ مجیدی پریس کانپور ص ۱۱۲ ج ۲)

اعلان: ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر ’’بعدہ‘‘ غلط طبع ہوگیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کرلیں اور بجائے ’’بعدہ‘‘ کے ’’بعدی‘‘ بنالیں۔ محدثین شارحین نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی نقل کیا ہے۔

(فتح الباری پ ۱۴ ص ۳۱۳، اسی طرح زرقانی نے شرح مؤطا میں بحوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے۔ ص ۲۷۲ ج ۴ مطبوعہ مصر)

تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

’’والعاقب الذی جاء عقب الانبیاء فلیس بعدہ نبی فان العاقب ھو الاخر فھو بمنزلۃ الخاتم ولھٰذا سمی العاقب علی الاطلاق ای عقب الانبیاء جاء عقبھم (زادالمعاد ج ۱ ص ۳۴)’’

حدیث: قصر نبوت

قادیانی: اوّل! تو نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی شرائع کو کامل کردیا ہے اور شریعت کے محل کو مکمل کردیا۔ حدیث میں پہلے انبیاء کا ذکر ہے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

جواب: محل کی تو ایک مثال ہے۔ شریعت وغیرہ کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النّبیین فرمایا اور ساتھ یہ جان کر کہ آئندہ کذاب ودجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کوئی تو عذر کرے گا کہ میرا نام ’’لا‘‘ ہے اور حدیث میں ’’لانبی بعدی‘‘ آیا ہے اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ مردوں میں نبوت ختم ہے۔ میں عورت ہوں اس لئے میرا دعویٰ خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ دور محمدیہ میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شریعت خاتم النّبیین کے خلاف نہیں۔ (جیسا کہ بہائی مذہب والے کہتے ہیں) اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ شریعت والی نبوت ختم ہے۔ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ حدیث میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے

اپنے نبی کی زبان سے آیت کی وہ تفسیر کرائی جس سے تمام دجالوں کی تاویلات: ’’ھباءً منثورا‘‘ ہوجاویں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خاتم النّبیین ہونا ان معنوں سے ہے کہ جس طرح ایک محل بنایا جائے۔ جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کسر ہو۔ سو اسی طرح یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا ہے جس میں کتاب والے آئے اور بلا کتاب والے بھی۔ یہ روحانی انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک ہی نبی باقی رہ گیا۔ سو وہ نبی میں ہوں۔ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ اس مثال سے جملہ دجال وکذاب اشخاص کی تاویلات واہیہ تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتی ہیں۔ نہ تشریعی وغیر تشریعی کا عذر نہ عورت ومرد کا امتیاز۔ نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق۔ محل نبوت تمام ہوگیا۔ نبوت ختم ہوگئی اب بعد میں پیدا ہونے والے بموجب حدیث' سوائے دجال وکذاب کے اور کسی خطاب کے حقدار نہیں۔

قادیانی اعتراض:۱

بعض روایات میں لفظ ’’من قبلی ‘‘ موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کی مثال نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء کی مثال ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قسم کے پہلے نبی آیا کرتے تھے۔ اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ: ’’من قبلی‘‘ ظاہر کرتا ہے۔

جواب: چونکہ سب انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس لئے ’’من قبلی ‘‘ بولا گیا ہے۔ نیز جملہ: ’’ختم بی البنیان وختم بی الرسل ‘‘ جریان نبوت کی فقط نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث : ’’من قبلی ‘‘ کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے۔ اور جملہ ’’ختم بی الرسل ‘‘ اور ’’انا اللبنة وانا خاتم النبیین ‘‘ اور ’’فجئت انا و اتممت تلک اللبنة ‘‘ اس کی پوری تشریح کر رہے ہیں کہ شرعی یا غیر شرعی نبوت کی ہر قسم کی آخری اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا اور ہر قسم کی نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے آنے سے وہ کمی پوری ہوگئی جو ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اب کسی قسم کے نبی پیدا نہیں ہوں گے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلاواسطہ نبی ہوتے تھے اور اب آنحضرت ﷺ کی وساطت سے ہوا کریں گے؟ اور خدا تعالیٰ کی سنت کی تبدیلی اور استثناء کس حرف سے معلوم ہوا؟

مرزا نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور جامع الکمالات بھی ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت رابر وشد اختتام

(درثمین فارسی ص۱۱۴' سراج منیر ص۹۳ خ ص۹۵ ج۱۲)

ہر نبوت ختم کا کیا معنی؟ اب مرزائی مرزا قادیانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟ دیدہ باید!

قادیانی اعتراض:۲

جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟

جواب: مثلاً کہا جاتا ہے کہ خاتم اولاد (سب سے آخر میں پیدا ہونے والا) اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو

چکا ہے اور سب مر گئے ہیں۔اسی طرح خاتم النّبیین سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ہے؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ عہدۂ نبوت نہیں دیا جائے گا۔اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کے بعد عہدۂ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ آپ ﷺ سے پہلے مل چکا ہے۔اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں۔پھر معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے؟

قادیانی اعتراض:۳

نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔

جواب: اگر کوئی شخص یہ کہے' فلاں شخص شیر ہے۔تو کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جانور ہے۔جنگلوں میں رہتا ہے۔اس کی دم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا ہے۔کیا خوب یہ مبلغ علم وفہم؟ نبی ﷺ نے ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔اور اس میں توہین کہاں آ گئی؟ اگر یہ توہین ہے تو پھر مرزا صاحب بھی اس توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔یعنی یہی مثال مرزا نے دی ہے کہ:''جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں؟'' (سرمہ چشم آریہ مصنفہ مرزا ص ۱۹۸ حاشیہ خ ص ۱۹۸ ج ۲)

اس توہین کا جو جواب مرزائی دیں وہی میری جانب سے تصور کر لیں۔

حدیث:''ثلاثون کذابون''

قادیانی: تیس دجال کی تعیین بتاتی ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے۔

جواب: تیس کی تعیین اس لئے ہے کہ کذاب ودجال صرف تیس ہی ہوں گے۔چنانچہ حدیث کے الفاظ:''**لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون کلھم یزعم انه رسول الله** (ابوداؤد)''(قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال وکذاب پیدا نہ ہولیں) صاف دال ہے کہ قیامت تک تیس ہی ایسے ہونے والے ہیں ان سے زیادہ نہیں۔خود مرزا قادیانی بھی مانتا ہے کہ یہ قیامت تک کی شرط ہے۔

''آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے۔''

(ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہوں گے سو اس کے جواب میں وہی الفاظ کافی ہیں جو آپ ﷺ نے دجالوں کی تردید میں ساتھ ہی اس حدیث میں فرمائے ہیں:''**لا نبی بعدی**'' میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

قادیانی: یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔جیسا کہ'' اکمال الاکمال'' میں لکھا ہے۔

جواب: حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔''اکمال الاکمال'' والے کا ذاتی خیال ہے۔جو سند نہیں۔بعض دفعہ ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے۔اسی طرح انہوں نے اپنے خیال کے مطابق تعداد پوری سمجھ لی۔حالانکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس تعداد میں کسر باقی ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری شرح صحیح بخاری'' میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا:

”ولیس المراد بالحدیث من ادعیٰ النبوة مطلقاًفانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم ینشألهم ذلک عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة (فتح الباری ص۲۵۵ ج۶)“
اور ہر مدعی نبوت مطلقا اس حدیث سے مراد نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون یا سوداء سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہوجائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہوجائیں۔

مزید ارباب

اور ملاحظہ ہو ایک طرف تو بحوالہ اکمال الاکمال آج سے چار سو برس قبل تیس دجال کی تعداد ختم لکھی ہے۔ مگر آگے چل کر بحوالہ حجج الکرامہ مصنفہ مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ لکھا ہے کہ:
آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہوکر ستائیس کی تعداد مکمل ہوچکی ہے۔“ (ص۵۴۰) گویا اکمال الاکمال والے کا خیال غلط تھا۔ اس کے ساڑھے تین سو برس بعد تک بھی صرف ستائیس دجال وکذاب ہوئے ہیں۔ بہت خوب۔ حدیث میں تیس کی خبر ہے۔ جس میں بقول نواب صاحب رحمہ اللہ مسلمہ شمار ۲۷ ہوچکے ہیں۔ اب ان میں ایک متنبیّ مرزا قادیانی کو ملائیں تو بھی ابھی دو کی کسر باقی ہے۔
یہاں تک تو مرزائی وکیل نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی مانتے ہوئے جواب دیئے۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جواب دفع الوقتی اور بددیانتی کی کھینچ تان ہے جسے کوئی دانا قبول نہیں کرسکتا۔ اس لئے آگے چل کر عجیب دجالانہ صفائی کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ آہ! صحاح ستہ خاص کر صحاح میں بھی سب کی سردار کتاب بخاری ومسلم کی حدیث اور ضعیف؟ اور پھر جرات یہ کہ حجج الکرامہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں حدیث تیس دجال والی کو ضعیف لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حجج الکرامہ کی جو عبارت درج کی ہے اگرچہ ساری نہیں درج کی گئی تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے۔ ملاحظہ ہو! لکھا ہے:
”در حدیث ابن عمر سی کذاب در روایتی عبداللہ بن عمر نزد طبرانی است برپا نمیشود ساعت تا آنکه بیرون آیند هفتاد کذاب، ونحوه عند ابی یعلی من حدیث انس رضی اللہ عنہ، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ گفتہ کہ سند ایں ہر دو حدیث ضعیف است“
ناظرین کرام! حجج الکرامہ کی عبارت میں تین روایتوں کا ذکر ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی تیس دجال والی (یہ صحیح مسلم بخاری وترمذی وغیرہ کی ہے بادنیٰ تغیر) دوسری روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو طبرانی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی اور تیسری روایت انس رضی اللہ عنہ والی جو ابویعلی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی حافظ صاحب رحمہ اللہ نے پچھلی دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لاکر نہ صرف اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کررہا ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ پر افتراء کرکے اپنی مرزائیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اب آیئے!
میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اصل کتاب جس کا حوالہ دیا گیا پیش کروں: ”وفی روایة عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عند الطبرانی لاتقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذابا وسندها ضعیف وعند ابی یعلی من حدیث انس رضی اللہ عنہ نحوه وسنده ضعیف ایضا“ (فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی ص۵۶۴ جزء۲۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے اوراس کی سند ضعیف ہے اور ابویعلی کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اوراس کی بھی سند ضعیف ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ستر دجال والی روایت کو جو دوطریق سے مروی ہے، ضعیف لکھا ہے۔نہ کہ تیس دجال والی روایت کو[1]۔

حدیث بنی اسرائیل

قادیانی: حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے بعد خلفا ہوں گے۔اس حدیث میں ''سیکون'' کا لفظ وارد ہے جس کے معنی ہیں عنقریب میرے بعد خلفا ہوں گے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی۔ جو بادشاہ خلیفہ ہوگا نبی نہ ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ خلیفہ نہ ہوگا۔

جواب: کیا کہنے اس یہودیانہ تحریف کے۔حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نبی ہوتے تھے جب ایک فوت ہوتا تھا تو دوسرا اس کا قائم مقام بادشاہ بن جاتا تھا۔اب اس تقریر سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بادشاہ ہوں گے جو آپ کے جانشین ہوکر نبی کہلائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اس لئے میرے بعد میرے جانشین صرف خلفا ہوں گے جو عنقریب عنان خلافت سنبھالیں گے۔ پھر بکثرت ہوں گے۔اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا: ''**تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ......ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ما شاء اللہ ثم تکون ملکاً عاضاًفیکون ماشاء اللہ ......ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ**'' (رواہ احمد والبیہقی مشکوٰۃ کتاب الفتن)

رہے گی میری نبوت تمہارے اندر جب تک خدا چاہے۔ پھر ہوگی خلافت، منہاج نبوت پر۔اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ پھر خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔یعنی امام مہدی کے زمانہ میں۔یعنی جس طریقہ پر امور سیاسیہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چلایا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق آخری زمانہ میں امام مہدی چلائے گا۔

ایک اور روایت بیہقی میں ہے کہ اس کے بعد فساد پھیل جائے گا ''**حتی یلقوا اللہ**'' یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔(مشکوٰۃ کتاب الفتن) حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے لئے سوائے درجہ ولایت وخلافت کے نبوت کا اجرا نہیں ہوگا۔

بطرز دیگر ''س'' تحقیق وقوع کے لئے ہے جیسے: ''**سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** (آل عمران: ۱۸۱) ''یعنی جس چیز کا وہ بخل کرتے تھے وہ قیامت کے دن ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ثابت یہ ہوا کہ نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اس انقطاع کے بعد ایک چیز یقیناً باقی ہے اور وہ خلافت ہے۔

---

[1] اسی عبارت کو علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی ہر دو روایات جو طبرانی اور ابویعلی نے روایت کی ہیں وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (عینی ص ۳۹۸ ج ۱۱)

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ ﷺ کے بعد فوراً خلافت کا منہاج نبوت پر ہونا مذکور ہے اور اس سے مراد بالخصوص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔ ان زمانوں میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق عمل ہوتا رہا اور یہ امر مسلم ہے کہ یہ چاروں حضرات نبی نہ تھے اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعوی کیا۔ پس یہ حدیث اجرائے نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

حدیث:''لو لم ابعث لبعثت یا عمر''

قادیانی: حدیث میں ہے:''لو لم ابعث لبعثت یا عمر ''یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر رضی اللہ عنہ تو مبعوث ہوتا۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی نہ بن سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا امکان ہے۔

جواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں حدیث''لو کان بعدی نبی لکان عمر ''کے تحت لکھا ہے''وفی بعض طرق ھذا الحدیث لو لم ابعث لبعثت یا عمر ''(ص۵۲۹ ج۵) لیکن ملا صاحب نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا پتہ دیا ہے نہ الفاظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ حافظ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے''کنوز الحقائق ''میں اس کے ہم معنی روایت دو طریق سے نقل کی ہے۔ ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ یوں ہیں:''لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم ''(ص۱۵۱ ج۲) دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں''لو لم ابعث لبعث عمر ''(بحوالہ مذکورہ) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً اسی روایت کو بالمعنی نقل کر دیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ہر دو روایت باطل اور جھوٹی ہیں اور موضوع ہیں۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی وضاع ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے۔ چنانچہ سلسلۂ اسناد ملاحظہ ہو۔

۱...... ''حدثنا علی بن الحسین بن قدیر المصری حدثنا زکریا بن یحیٰ الوقار حدثنا بشیر بن بکر عن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الغسانی عن ضمرۃ عن غفیف بن الحارث عن بلال بن رباح قال قال النبی ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر''

۲...... ''حدثنا عمر بن الحسن بن نصر الحلبی حدثنا مصعب بن سعید ابو خیثمۃ حدثنا عبد اللہ بن واقد الحرانی حدثنا حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو بن مشرح بن ھاعان عن عقبۃ بن عامر قال قال ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم''

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد فرمایا ہے:''زکریا کذاب یضع، وابن واقد الحرانی متروک''

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکور اپنی کتاب میں درج کی ہے نقل کیا ہے: ''قال ابن عدی، یضع الحدیث وقال صالح کان من الکذا بین الکبار ''یعنی پہلی سند کا راوی زکریا، حدیثیں بناتا تھا۔ زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔ دوسری سند کا راوی ابن واقد حرانی متروک ہے۔ جیسا کہ ابن جوزی اور ابن جوزجانی نے کہا ہے۔ بلکہ میزان میں یعقوب بن اسماعیل کا قول ابن واقد حرانی کے بارے میں 'یکذب' بھی موجود ہے۔ یعنی یہ بھی جھوٹا ہے چنانچہ اس نے ترمذی وغیرہ کی سند رجال، اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔

کنوز الحقائق کی دوسری حدیث بحوالہ فردوس دیلمی منقول ہے اس کی سند یوں ہے۔

”قال الدیلمی انبأنا ابی انبأنا عبد الملک بن عبد الغفار انبأنا عبد اللہ بن عیسیٰ بن ھارون انبأنا عیسیٰ بن مروان حدثنا الحسین بن عبد الرحمٰن بن حمران حدثنا اسحٰق بن نجیح الملطی عن عطاء بن میسرۃ الخراسانی عن ابی ھریرۃ ﷛ عن النبی ﷺ انہ قال: لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم“

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں بھی اسحٰق ملطی وضاع وکذاب ہے۔ علامہ ذہبی ؒ میزان میں لکھتے ہیں: **”قال احمد ھو من اکذب الناس وقال یحیٰ معروف للکذب ووضع الحدیث“** یعنی اسحٰق بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثوں کو بنانے میں مشہور ہے۔ دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔ تہذیب میں سعید بن مسیّب ؒ کا قول منقول ہے **”کذب عطاء“** امام بخاری ؒ نے بھی ”تاریخ صغیر“ میں سعید کا قول ”کذب“ نقل کیا ہے۔ (ص۱۵۷) یعنی عطاء جھوٹا ہے۔ خود امام ترمذی فرماتے ہیں **”عامۃ احادیثہ مقلوبۃ“** یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی غلط ہوتی ہیں۔ امام بیہقی ؒ نے اسے کثیر الغلط کہا ہے۔ (زیلعی) حاصل کلام یہ ہے کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس دیلمی کی تمام روایات کا یہی حاصل ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”احادیث یہ کہ نام ونشاں آنہا کہ درقرون سابقہ معلوم نہ بود ایں احادیث نا قابل اعتماد اند“ پھر ان کے نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی اور فردوس دیلمی کا نام بھی گنا ہے۔ (ص۸۷۷) اور بستان المحدثین میں دیلمی کی کتاب الفردوس کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ درسقیم وصحیح احادیث تمیز نمی کند لہٰذا دریں کتاب موضوعات واہیات ہم مدرج اند (ص۶۲) یہی حال فردوس دیلمی کی اس روایت کا بھی ہے جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے صفحہ نمبر ۵۱۸ میں کنوز الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **”ابوبکر افضل ھٰذہ الامۃ الا ان یکون نبیا“** اور اس سے انکار نبوت کی دلیل پکڑی ہے۔ حالانکہ یہ روایت باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے حافظ مناوی نے کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ **ولعل فیہ کفایۃ**

حدیث: ”لو کان بعدی نبی لکان عمر“

__قادیانی:__ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ لہٰذا حجت نہیں۔

__جواب:__ کیا ہر غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ مطلقاً غرابت صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ جب تک کہ کوئی اور سبب نہ پایا جائے۔ چنانچہ خود مرزا نے بھی اس کو (ازالہ اوہام، خزائن ج۳ص ۲۱۹) پر نقل کیا ہے۔ اگر حدیث غیر معتبر ہوتی تو مرزا صاحب اس کو ازالہ اوہام میں ہرگز درج نہ کرتے۔ کیوں کہ انکا دعوی ہے کہ: ”لوگ آنحضرت ﷺ کی حدیثیں زید وعمر سے ڈھونڈتے ہیں اور میں بلا انتظار آپ ﷺ کے منہ سے سنتا ہوں۔“ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ص ۲۵)

حدیث:''لا نبی بعدی''

قادیانی: حدیث''لا نبی بعدی''میں لفظ بعدی بھی مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے:''فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَاللّٰہِ وَآیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ (جاثیہ:۶)''اللہ اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔اللہ کے بعد سے کیا مقصد ہے؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد؟ یا اللہ کی غیر حاضری میں؟ ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں پس بعد اللہ کا مطلب ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر۔پس یہی معنی''لا نبی بعدی''کے۔یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:''**فاولتھا کذابین لیخرجان بعدی احدھما العنسی والآخر مسیلمۃ** (بخاری ص۶۲۸ ج۲)''یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں، میں نے سونے کے کنگن جو دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑا دیا تو اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔یہاں بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات نہیں بلکہ مخالفت ہے۔کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت ﷺ کے بالمقابل کھڑے ہوگئے تھے۔

جواب: بعد کا ترجمہ''مخالفت''خلاف عربیت ہے لغت عربی کی کسی کتاب میں بعد کے معنی مغائرت ومخالفت کے نہیں لکھے ہیں۔نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔حدیث''لانبی بعدی''کے معنی دوسری حدیثیں خود واضح کرتی ہیں۔''**لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات** (مشکوۃ ص ۳۸۶)''یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔صحیح مسلم میں ہے''**انی آخر الانبیاء** (ص ۴۴۶)''پس اگر کوئی نیا ہی نبی گو موافق سہی آجائے تو آپ ﷺ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔ابوداؤد اور ترمذی میں ہے''**انا خاتم النبیین لانبی بعدی** (مشکوۃ ص۴۶۵)''یہاں لانبی بعدی کے ساتھ وصف خاتم النّبیین بھی مذکور ہے جو بعدہ کے معنی''مخالفت''کے لینے کی تردید کرتا ہے۔کیونکہ نئے موافق نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔مسند احمد اور ترمذی میں ہے:''**ان الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نُبُوَّۃَ** (ابن کثیر ص ۸۹ ج۸)''یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید''انقطعت''سے ہو رہی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (موافق ومخالف) ہر قسم کی نبوت ورسالت بند ہوگئی ہے۔پس میری رسالت ونبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہوگا اور نہ نبی۔

اب سورۃ جاثیہ کی آیت مذکور کی تحقیق سنئے۔قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔عربی زبان جاننے کے لئے بہت سے فنون جو قرآن کے خادم ہیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔منجملہ ان کے ایک فن علم معانی کا ہے۔اس علم میں ایک باب ایجاز کا ہے۔جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا ہے۔اس کی دوسری قسم ایجاز حذف کا ہے۔جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔آیت مذکورہ اسی قبیل سے ہے اور''**بعد اللہ**''میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔چنانچہ تفسیر معالم وخازن میں ہے:''**ای بعد کتاب اللہ**''اور تفسیر جلالین وبیضاوی وکشاف وسراج المنیر وابوالسعود وفتح الباری وابن جریر میں ہے:''**ای بعد حدیث اللہ وھو القرآن**''اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔سورۃ اعراف ومرسلات

آیت نمبر۵۰ میں ہے:''فبای حدیث بعده یومنون ''بعدہ کی ضمیر مجرد اور راجع ہے حدیث کی طرف۔یعنی کس بات پر اس بات کے بعد ایمان لائیں گے؟۔اسی طرح نبی ﷺ کی دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاز حذف ہے۔ایک دعا میں وارد ہے:''انت الآخر فلیس بعدک شیءٌ (مسلم ص۳۴۸ ج۲) ای بعد اخریتک (مرقاۃ ص۱۰۸ ج۳) فلا شیء بعده (مسلم ص۳۵۰ ج۲) ای امره بالفناء ''اسی طرح حدیث''لانبوۃ بعدی (مسلم ص۲۷۸ ج۲)'' کے معنی میں لانبوة بعد نبوتی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں ہے۔

مرزائیوں کی دوسری دلیل (اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب) کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی ایجاز محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی:''یخرجان بعد نبوتی (فتح الباری انصاری پ۲۸ ص۵۰۷)''مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے مل چکی ہے۔اس مل جانے کے بعد ان دونوں کا ظہور ہوگا۔چنانچہ مسیلمہ اور اسود عنسی کا ظہور آپ ﷺ کے نبی بن چکنے کے بعد ہوا ہے نہ قبل۔اس محذوف پر قرینہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں''الکذابین الذین انا بینهما (بخاری ص۶۲۸ ج۲)'' وہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں۔ اسی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث:''یخرجان بعدی'' کے متصل ہی انا بینهما کی روایت ذکر کی ہے۔دیکھو کتاب (المغازی بخاری ص۶۲۸ ج۲) اصل بات یہ کہ جب کوئی شخص اپنی بات منوانے پر تل جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ بات بنتی ہے یا نہیں۔قرآن کی مخالفت ہو یا حدیث کی مخالفت اور عربی زبان کی مخالفت، اسے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔مرزا قادیانی اور اس کی''امت'' کا یہی حال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت عرب میں لفظ بعد بمعنیٰ مخالفت نہیں آیا۔ وهو المراد! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت میں بھی لفظ بعد وارد ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے مخالف تھے۔اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ان کو یہ جواب دینا کہ کو تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی۔مگر میرے مخالف بن کر تم نبی نہیں ہو سکتے کیا یہی مطلب ہے۔کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبوت کا عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

ناظرین کرام! غور فرمایئے حضور ﷺ جنگ کو تشریف لے جارہے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا ملال ہے کہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ عنہ میں تجھے کسی مغائرت کے سبب نہیں چھوڑ کر جارہا ہوں بلکہ اپنے بعد اپنا جانشین بنا کر جارہا ہوں۔جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا جانشین اور خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام کو بنا کر گئے تھے۔فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔امر مقدر یوں ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نیز صحیح مسلم غزوۂ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں لانبی بعدی کی بجائے لا نبوة بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔اُس سے صاف واضح ہے کہ''لانبی بعدی''اور''لا نبوة بعدی'' دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

حدیث:''الخلافة فیکم و النبوة''

قادیانی: (حجج الکرامہ ص۱۹۷) پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا:''الخلافة فیکم والنبوة''اس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں نبوت بھی جاری ہے۔

جواب ا: اصل میں یہ ایک روایت نہیں بلکہ تین روایتیں ہیں جو (مسند احمد ص۲۸۳ ج۱۲) پر موجود ہیں۔ان کو سامنے رکھیں تو قادیانی دجل تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آئے گا۔روایت نمبر۱۶۷۳حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔کہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''الخلافة فیکم والنبوة'' روایت نمبر۱۶۷۴ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:''فیکم النبوة والخلافة'' اور روایت نمبر۱۶۷۸حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:''لی النبوة ولکم الخلافة'' ان تینوں روایتوں کو سامنے رکھیں تو مسئلہ حل ہوجاتا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان مبارک کا منشاء یہ تھا کہ نبوت وخلافت قریش میں ہے۔یعنی میں نبی (قریشی) ہوں۔تم (قریش) میں خلافت ہوگی۔

جواب۲: جہاں تک حجج الکرامۃ کی روایت ہے اس کے ساتھ ہی حجج الکرامۃ میں لکھا ہے''اخرجه البزار در سندش محمد عامری ضعیف است'' قادیانی علم کلام کا معیار دیکھئے کہ عقائد کے لئے ضعیف روایت کو سہارا بنایا جارہا ہے۔ڈوبتے کو تنکے کا سہارا!

جواب۳: یہ روایت جہاں سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔درایت کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔اس لئے کہ آج تک بنو عباس میں کوئی نبی نہ ہوا۔

جواب۴: اگر یہ روایت صحیح بھی مان لی جائے تو پھر بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں۔کیونکہ آں دجال مرزا قادیانی تو مغل کا بچہ تھا۔ان کا اس روایت سے بھلا کیا تعلق۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی اور قادیانی مغالطہ

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان پر وحی نازل ہوگی یا نہیں؟ اگر وحی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد وحی ہوسکتی ہے۔پس مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہوا،اور اگر وحی نہ ہوگی تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبوت چھن گئی؟

جواب ا: انقطاع وحی سے مراد انقطاع وحی نبوت ہے۔باقی کشف،الہام،رؤیا تو امت میں جاری ہے اور خود قرآن گواہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دکھانے اور کسی مخفی امر پر مطلع کرنے کے لئے وحی نبوت کے علاوہ اور بھی راستے ہیں۔جیسے فرمایا گیا:''وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی، یا وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ'' شہد کی مکھی یا ام موسی کو جو رہنمائی ہوئی قرآن نے اسے وحی سے تعبیر کیا ہے۔حالانکہ وہ لوگ نبی نہیں تھے۔معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوگی وہ وحی نبوت نہ ہوگی۔لہٰذا ان کی طرف وحی کا ہونا امت کے عقیدہ انقطاع وحی نبوت کے منافی نہ ہوگا۔

جواب۲: وحی شریعت،لازم نبوت ہے۔مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وقت اور ہر آن اس پر وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی اور اگر وحی نازل نہ ہو تو وہ نبوت سے معزول ہوجائے۔اس قادیانی فلسفہ سے تو معاذ اللہ حضور ﷺ بھی کبھی نبوت کے عہدہ پر بحال اور کبھی اس سے معزول ہوتے رہے ہوں گے؟ کیونکہ ابتدا میں تو برابر تین سال تک اور واقعہ افک میں ایک ماہ تک برابر وحی کا آنا موقوف رہا۔تو کیا معاذ اللہ حضور ﷺ ان ایام میں نبوت سے

معزول سمجھے جائیں گے؟ (معاذ اللہ) بے شک عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے لیکن اب ان پر وحی نبوت کا آنا لازم نہیں۔ کیونکہ بحکم خداوندی دین کامل ہو چکا ہے اور اب وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ اس لئے نبی ہونے کے باوجود ان کو وحی نبوت نہ ہوگی۔

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی ہے۔ حضور ﷺ نے مسلم شریف کی روایت کے مطابق تین مرتبہ فرمایا کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا ان کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب ا: عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور مرزا قادیانی کے دعوی نبوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان دونوں باتوں کو آپس میں خلط ملط کرنا انصاف کا خون کرنا ہے خاتم النّبیین کا تقاضہ اور مفہوم و معنی یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی شخص اب نئے طور پر نبی نہیں بنایا جائے گا۔ نئے سرے سے کسی کو اب نبوت و رسالت نہیں ملے گی۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضور ﷺ سے پہلے کے نبی و رسول ہیں۔ ان کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ لہٰذا ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کشاف، تفسیر ابو سعود، روح المعانی، مدارک، اور شرح مواہب زرقانی میں ہے: ''**معنی کونه آخر الانبیاء ای لا ینبأ احدبعده وعیسیٰ ممن نبی قبله** ''یعنی آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو منصب نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے عطا کیا جا چکا ہے۔'' اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا۔

اب مرزا قادیانی کے کیس پر غور کریں کہ اس نے چودھویں صدی میں نبوت کا دعوی کیا تو اس کا دعوئ نبوت، رحمت دو عالم ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے بعد ہے۔ لہٰذا یہ نہ صرف غلط بلکہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوئ نبوت کرنا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ جو شخص میرے بعد دعوئے نبوت کرے گا دجال، کذاب ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الفتن) یہ دعوی دجل و کذب پر مبنی ہے۔ یہ ہر دو علیحدہ علیحدہ امر ہیں ان کو باہمی خلط ملط نہیں کیا جا سکتا۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی یا رسول متعین کر کے مبعوث نہ کیا جائے گا اور کوئی بھی فرد آ کر حسب سابق یہ نہیں کہے گا کہ: ''**اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ** '' یا خدا اسے کہے ''**اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ**'' چنانچہ جب مسیح آئیں گے تو آ کر کوئی دعوی یا اعلان نہیں کریں گے۔ بلکہ جب آپ نازل ہوں گے تو آپ کو پہچان لیا جائے گا۔ نہ کوئی اعلان و اظہار، نہ کوئی دعوی و بیان، نہ مباحثہ، نہ کوئی دلیل و حجت کچھ نہیں ہوگا۔ بخلاف قادیانی کے کہ یہاں سب کچھ ہوا۔ مرزا نے کہا مجھ پر وحی ہوئی، مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا **انا ارسلنا احمد الی قومه** (تذکرہ ص ۳۴۵) تو یہ سراسر دجل، کذب اور ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب ۲: مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو والدین کے لئے خاتم الاولاد کہا ہے۔ (تریاق القلوب، خزائن ج ۱۵

ص ۴۷۹) مرزا نے جب اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ پہلے بھائی کا زندہ ہونا مرزا کے خاتم الاولاد کے خلاف نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بھی رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

جواب۳: خاتم النّبیین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کا شمار اب بند ہو گیا ہے اور کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جس کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہو آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی انبیاء کا شمار زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری نمبر زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا نمبر ٹھہرا۔ فرض کرو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے ایک لاکھ ایک کم چوبیس ہزار انبیاء ہو چکے تھے تو آپ ﷺ کے آنے سے پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی گنتی پوری ہوگئی۔ اب آپ ﷺ نے آ کر انبیاء کی تعداد کو بند کر دیا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سب سے اوّل تھی۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا۔ اب کسی نئے شخص کو منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے گا۔ ورنہ انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ مثلاً پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک، نبی ہو جائیں گے اور پہلے انبیاء کی جو گنتی بند ہو چکی تھی وہ بند نہ ہوگی اور اس تعداد پر زیادتی ہو جائے گی اور یہ ختم نبوت کے منافی ہوگا۔

اب اس معنی کے بعد عرض کرونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر آنحضرت ﷺ کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہوں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النّبیین کے مفہوم میں کوئی کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح کا شمار تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب وہ دوبارہ نہیں شمار کئے جائیں گے۔ اگر بالفرض سہ بار بھی آجائیں یا چالیس سال نہیں بلکہ اس سے زیادہ سال بھی ان پر وحی ہوتی رہے بلکہ اس سے بڑھ کر بالفرض اگر تمام انبیاء سابقین بھی دوبارہ آجائیں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النّبیین کے مفہوم میں کسی قسم کی خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ ان سب انبیاء کرام کا شمار پہلے ہو چکا ہے۔ اب ان کے دوبارہ آنے سے سابقہ تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور آخر نبی اور خاتم النّبیین بھی آنحضرت ﷺ ہی رہیں گے۔ کیونکہ ظہور کے لحاظ سے اور زمانہ کے لحاظ سے آخری نمبر آنحضرت ﷺ کو ہی نبوت عطا ہوئی ہے آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہ ہوگی۔ اسی مفہوم کو ہمارے اہل اسلام علماء نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ص ۳۲ ج ۲۲) پر ہے: ”**انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحیته علیه الصلوٰۃ و السلام بها فی هٰذه النشأۃ**“ یعنی اس عالم ظہور میں آنحضرت ﷺ کے منصب نبوت سے ممتاز ہو چکنے کے بعد کسی کو وصف نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

خازن میں ہے: ”**خاتم النبیین ختم به النبوۃ بعده**“ (تفسیر خازن ص ۲۱۸ ج ۵) یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو یہ نہ ہو سکے گا۔ بلکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

”**خاتم النبیین آخرهم یعنی لا ینبأ احد بعده**“ (تفسیر مدارک ۲۱۱) مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی کو نئی نبوت حاصل نہ ہوگی کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا نمبر زمانہ اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخری نمبر ہے۔

پس حاصل جواب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے انبیاء کرام علیہم السلام کی شمار میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جو تعداد انبیاء کرام علیہم السلام کی پہلے تھی وہی باقی رہے گی۔

لیکن مرزا قادیانی یا مسیلمہ کذاب یا ان جیسے مدعیان نبوت کی نبوت کو صحیح تسلیم کرنے سے خاتم النّبیین اور ختم

نبوت کا مفہوم بالکل بگڑ جائے گا اور جو شمار انبیاء کرام کا پہلے ہو چکا ہے اس پر یقیناً اضافہ کرنا ہوگا کیونکہ مرزا اور اس کے یاران طریقت تمام مدعیان کا پہلے اعداد میں شمار نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ پہلے نمبروں پر زائد ہوں گے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء کا شمار تھا تو اب اس عدد پر ایک یا دو یا تیس چالیس کا اضافہ ہو جائے گا اور آخری نمبر پر پھر مرزا قادیانی کا ہوگا۔ وہی خاتم النّبیین ٹھہرے گا۔ (نعوذ باللہ)

اس اجمالی عرضداشت سے مرزا کے آنے سے ختم نبوت کے مفہوم کا بگڑ جانا اور حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مفہوم خاتم النّبیین میں کوئی فرق نہ پڑنا بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ **فالحمد لله علی ذالک!**

ایک ضمنی بات

ہاں ایک چیز رہ جاتی ہے کہ شاید مرزائی کہہ دے کہ مرزا قادیانی کیوں کہ ایک بروزی نبی ہے اور وہ غیر مستقل ہے اس لئے اس کے آنے سے شمار و تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ انبیاء کی تعداد میں تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل ہیں۔ چنانچہ باقرار مرزا قادیانی حضرت یوشع علیہ السلام یا حضرت مسیح علیہ السلام بروزی یا غیر تشریعی نبی اور دوسرے نبی کے متبع تھے تو ان کے آنے سے کیا اضافہ نہیں ہوا؟ اور ان کے آنے کو انبیاء کا آنا نہیں سمجھا گیا؟ یقیناً ان کو تعداد میں شمار کیا گیا اور ان کو بھی انبیاء کی گنتی میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء کا یوں ذکر فرمایا ”وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ (بقرۃ:۸۷)“ تو ان کو بھی انبیاء و رسل کی صف میں شمار کیا گیا تھا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو باقرار خود بروزی انبیاء کی آمد کو انبیاء کی آمد نہ سمجھو اور آیت: ”**وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ**“ کا انکار کر دو یا پھر تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا ایک نمبر اور بڑھ جائے گا تو آخری نبی آنحضرت ﷺ نہ رہے۔ نعوذ باللہ!

مدعیٔ نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم

قادیانی: استخارہ کرنا سنت ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق آپ استخارہ کر لیں۔

جواب: استخارہ ایسے امور میں ہوتا ہے جس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں امور مباح ہوں۔ ایسے امر میں استخارہ کرنا جس کا حلال یا حرام شریعت نے واضح کر دیا ہے جائز نہیں۔ جیسے ماں بیٹے پر حرام ہے۔ اب کوئی بیٹا یہ استخارہ نہیں کرے گا کہ ماں مجھ پر حلال ہے یا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا اسلام کے حدود کو توڑنے والا ہوگا۔ اسی طرح نماز فرض ہے۔ اب نماز کی فرضیت یا عدم فرضیت پر کوئی مسلمان استخارہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں کوئی آدمی آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے استخارہ نہیں کر سکتا۔ جو استخارہ کرے گا وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ استخارہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بن سکتا ہے۔ تبھی تو استخارہ کر رہا ہے۔ اگر اسے یقین ہو کہ کوئی نبی نہیں بن سکتا تو پھر استخارہ کیوں کرے؟ استخارہ کا دل میں خیال لانا گویا آپ ﷺ کے بعد مدعیٔ نبوت کے لئے جگہ پیدا کرنا ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کسی مدعیٔ نبوت کے لئے استخارہ کرنا کفر ہے۔

درود شریف اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: **’’اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کماصلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید .اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کمابارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمیدمجید‘‘**

حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد پر خیر و برکت نبوت ورسالت تھی۔اس قسم کی برکات اور رحمتیں آل محمد پر ہونی چاہئیں۔ورنہ لفظ کما کالانا صحیح نہ ہوگا۔

جواب ۱: درود شریف میں جس خیر وبرکت کا ذکر ہے اس سے کثرت اولاد اور بقاء نسل مراد ہے۔جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے:’’**قَالُوْا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِاللّٰہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ** (ھود:۷۳)‘‘ تفسیر عثمانی میں ہے کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ درود ابراہیمی اس آیت شریف سے اقتباس کیا گیا ہے۔اس میں حضرت سارہ علیہا السلام کواولاد کی بشارت دیتے ہے ارشادفرمایا گیا ہے،خیر وبرکت والی اولاد مراد ہے۔عطاء نبوت کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔اس لئے درود شریف میں نبوت ورسالت کی برکت مراد نہیں۔

جواب ۲: اگر’صل ‘‘یا’ بارک ‘‘ سے نبوت مراد ہے’’**صل علی محمد، بارک علی محمد**‘‘ کے معنی یہ ہوں گے محمد ﷺ کونبوت کی برکت عطا فرما۔حضور ﷺ نبی ہوتے ہوئے اپنے لئے نبوت کی دعا کر رہے ہیں اور امت بھی حضور ﷺ کے لئے عطاء نبوت کی دعا کر رہی ہے۔یہ بات نہ صرف یہ کہ بیہودہ ہے بلکہ بداہتہ غلط ہے۔

جواب ۳: ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تو مستقل وتشریعی نبی تھے۔کیا حضور ﷺ کی اولاد میں بھی تشریعی نبی ہوں گے؟ یہ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

جواب ۴: ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں مستقل نبوت کا سلسلہ چلا۔حضور ﷺ کی اولاد میں چودہ سوسال میں کوئی بھی نہ بنا اور بقول مرزائیوں کے جو بنا، تو وہ حضور ﷺ کی اولاد سے نہیں تھا اور وہ بنا بھی تو ظلی وبروزی بنا۔(چلی وموذی) جس ظلی وبروزی کا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ذکر ہی نہیں۔غرض مرزا کی تحریف کوتسلیم بھی کرلیں تو لفظ’کما‘ کا کمال یہ ہے کہ اس کے معنی مرزا پرفٹ نہیں آتے۔اس مرزائی تحریف پر سوائے’’**سبحانک ھذا بھتان عظیم**‘‘ کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

جواب ۵: حضور ﷺ کی شریعت اتنی اعلیٰ، افضل، اکمل اور اتم ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی تمام شریعتیں مل کر آپ ﷺ کی شریعت کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔آج سے چودہ سوسال قبل آپ ﷺ کو جو شریعت ملی۔اس کا مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔کیا یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کہ آپ ﷺ جیسی شریعت کے ہوتے ہوئے اس کے مقابل حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد جیسی نعمت (شریعت) مانگیں۔’’**اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ**‘‘

جواب ۶: قادیانی جاہلوں کومعلوم ہونا چاہئے کہ یہاں لفظ کما ہے جس سے قادیانی مشابہت تامہ سمجھ رہے ہیں۔حالانکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی بلکہ ایک جز میں مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو

دوسری چیز سے مشابہت دیدی جاتی ہے۔ بقائے نسل وغیرہ سے کما کی تشبیہ کا تقاضہ سوفی صد پورا ہو گیا۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ”یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنی مماثلت کی وجہ سے بلکہ ایک جز و میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔“ (ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

خلاصہ یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں وبرکتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔ وجہ یہ کہ آیت: ”لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔
(تحفہ گولڑویہ ص ۵۲، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۴)

خیر امت کا تقاضہ اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: ایک اور شبہ مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوا کرتا ہے کہ پہلے انبیاء کی شریعت کی خدمت کے لئے تو انبیاء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بھی اگر انبیاء تشریف نہ لائیں تو آپ ﷺ کی امت خیر امت اور بہترین امت نہ رہے گی۔

جواب ۱: یہ بھی ایک محض دھوکہ دہی ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ ”شہادت القرآن“ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ پہلے انبیاء کے بعد تو خدمت دین کے لئے انبیاء کرام غیر تشریعی آیا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بوجہ ختم نبوت کے انبیاء (غیر تشریعی) تو نہیں آئیں گے البتہ خلفاء آتے رہیں گے اور مجددین کا وقتاً فوقتاً دور دورہ ہوتا رہے گا، تو تمہارا مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دے چکا۔ (ملخص شہادت القرآن ص ۵۹ خزائن ص ۳۵۵ ج ۶)

جواب ۲: یہ کہ اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں علماء مجددین ہی وہ فریضہ ادا کریں جو ڈیوٹی بنی اسرائیل کے انبیاء ادا کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ کی امت خیر امت ہوگی اور اس میں امت مرحومہ کی افضلیت ثابت ہوگی کیونکہ ادنی درجہ کے لوگ اعلی درجہ والے حضرات کی ڈیوٹی ادا فرما رہے ہیں۔ سو اس میں آنحضرت ﷺ یا آپ کی امت کی کوئی ہتک نہیں بلکہ زیادہ عزت ہے۔

دعاء اور قادیانی مغالطہ

عام طور پر قادیانی کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ بھی دعا کریں ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سچا تھا یا جھوٹا۔ جو حق پر نہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

جواب ۱: مرزا قادیانی بھی اسی طرح لوگوں کو کہا کرتا تھا مگر مرزا قادیانی کا جو حشر ہوا کیا وہ آپ کو یاد نہیں؟ کہ اپنی منہ مانگی موت، وبائی ہیضہ میں مرا۔

جواب ۲: مرزا قادیانی کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہوا اور مرزا قادیانی اپنے حریف مولانا غزنوی کے دیکھتے دیکھتے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہو گیا۔ مرزا کے جھوٹ نے مرزا کو تباہ وبرباد کر دیا۔

جواب ۳: مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقابلہ میں بددعا کی کہ جھوٹا سچے کے مقابلہ میں ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ مرزا، مولانا امرتسری کی زندگی میں ہلاک ہوا، اور اپنے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ سچ ہے کہ مرزا

کذب میں سچا تھا اس لئے پہلے مر گیا۔

جواب۴: مرزا قادیانی نے اپنے ازلی ابدی رقیب، مرزا سلطان بیگ کے موت کی پیشگوئی کی مگر سلطان بیگ کے زندہ ہوتے ہوئے ہیضہ کی موت سے دوچار ہوگیا۔ کیا مرزا کے جھوٹا ہونے کے لئے ابھی مزید شہادت درکار ہے کہ دعا کی جائے۔

جواب۵: مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو مرتد قرار دیا اور فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار دکھائی اور دعا کی کہ: ''اے میرے رب سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کردے۔'' قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اللہ نے اس کی کوئی اور دعا سنی یا نہ سنی، لیکن یہ دعا ضرور سن لی اور ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ہلاک و برباد ہو کر اپنے جھوٹے ہونے کی ایسی نشانی چھوڑ گیا جو مرزائی امت کی ندامت کے لئے کافی ہے۔

جواب۶: اسی طرح ایک اور دعا کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ہماری جماعت ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے بانی رکن اور دوسرے امیر، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ جماعت قادیانی کے مشہور مناظر قاضی نذیر احمد سے آپ کی گفتگو ہوئی۔ جب قاضی نذیر قادیانی لاجواب ہوگیا اور کوئی جواب اس سے نہ بن پڑا تو خفت مٹانے اور اپنے ہمراہیوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے یہی کہا کہ آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو سچا ہوگا اس کی دعا قبول ہوجائے گی اتفاق سے قاضی ایک آنکھ سے عاری (کانے) تھے۔ ہمارے حضرت قاضی احسان احمدؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا، یا اللہ اگر مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے ہیں تو اس قاضی نذیر قادیانی کی آنکھ ٹھیک نہ ہو۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر قاضی نذیر قادیانی کو کہا کہ اب آپ دعا کریں کہا اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ اس پر قاضی نذیر کھسیانی بلی کھمبا نوچے' کا عملی مصداق بن کر رہ گیا۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النّبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد ﷺ خاتم النّبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ص ۲۰۹ ج ۱۸)

مرزا قادیانی کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا۔ پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ اس نے (حقیقت الوحی ص ۱۰۰) پر خاتم النّبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے: ''آنحضرت ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنتے ہیں۔'' جس کا واضح مطلب یہ نکلا کہ کسی کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ختم نبوت کی مہر تو مزید نبی بنانے کے لئے ہے اور اس نئی تحقیق میں دعویٰ نبوت کو اس نے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا مترادف قرار دیا ہے اور مہر کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ظلی، بروزی کا دم چھلہ لگایا ہے۔ یعنی دعویٰ نبوت سے تو مہر ٹوٹ جائے گی لیکن کوئی ظل بن جائے اور تصویر ثانی بن جائے تب نہیں ٹوٹے گی۔

اب پہلے مرزا قادیانی اوراس کی امت سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں میں سے کونسی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ اگر حقیقت الوحی کے اعتبار سے معنی صحیح ہیں تو مرزا کو ظل اور بروز کا ڈھکوسلہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ اور اگر (ایک غلطی کا ازالہ) کے مطابق معنی صحیح ہیں کہ: ''خاتم النّبیین'' سے نبوت تو ختم ہو چکی ہے۔ یعنی نبوت پر اب بند کی مہر لگ گئی ہے۔ وہ کوئی مہر نہیں کہ اس سے نبی بنا کریں گے۔ ہاں! مرزا کے آنے سے اس لئے وہ مہر نہیں ٹوٹتی کہ وہ ظل اور تصویر ثانی بن کر آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں معنی صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک ضرور غلط ہوگا۔

اب ایک غلطی کے ازالہ کی غلطیاں دیکھئے۔

مرزا نے لکھا ہے کہ: ''اس کا حل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد ﷺ بن جاتا ہے۔''

جواب ۱: اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا قادیانی کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوئی؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ظلی طور پر محمد بنا یا نہیں؟ جنھوں نے آپ ﷺ کی محبت اور پیروی کے لئے اپنے ماں باپ، بھائیوں سے قتال کیا اور ایک ایک سنت پر جان دی۔ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہوا یا نہیں؟ اگر ان میں کسی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تو کیا انھوں نے اس مرزائی ڈھکوسلہ بازی کے مطابق دعوئ نبوت کیا؟

جواب ۲: مرزا نے یہ ظل و بروز کی کہانی ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ سے لیا ہے لیکن مرزائیوں کے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ مرزا نے بے سمجھے ان سے یہ عقیدہ لیا ہے۔ کیونکہ ظل اور بروز کا تو اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں یہ قطعاً غیر اسلامی عقیدہ ہے اور جن متصوفین نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے ان کا مرزائی فلسفہ سے کوئی جوڑ نہیں اور جو لوگ تناسخ اور حلول کے قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ دوسری نئی پیدائش میں آنے والا، بعینہٖ پہلی پیدائش والے شخص جیسا ہو جاتا ہے، اس کے احکام اور حقوق وہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے۔ مثلاً فرض کرلو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسری پیدائش میں آیا۔ اس کے ماں باپ نے نام عمر رکھا تو کسی مذہب وعقیدہ میں عمر کے نام سے پیدا ہونے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے۔ سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے۔ وارثوں میں تقسیم شدہ جائیداد کو اپنی ملک قرار دے دے۔

مرزا قادیانی کا فلسفہ سب سے نرالا ہے کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا۔ تناسخ کے عقیدہ کا بھی ستیاناس کر دیا کہ جس شخص کو ظل و بروز قرار دیا۔ اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے پچھلے سارے حقوق کا مالک بنا رہے۔ وہ اپنے کو رسول و نبی بھی کہے اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے اور جو نہ مانے اس کو کافر کہے۔ پہلے حق کا حوالہ دے کر اپنے گرد جمع ہونے والے ڈفالیوں کو صحابہ سے تعبیر کرے اور اپنی چڑیل بیویوں کو اسی بنیاد پر ام المؤمنین کا لقب دے۔ **فیا للعجب!**

ایں کار از تو می...... آید و مرداں چنیں کنند

جواب ۳: اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی قرآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے؟ کہیں قرآن کریم نے ظلی و بروزی نبی کا ذکر کیا ہے؟ یا کسی

حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے؟ اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعوی رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کون سی دینی روایت یا عقل وشریعت ہے؟

جواب۴: صرف یہی نہیں کہ بروز اور نبی بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث وقرآن کی نصوص خالی اور ساکت ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو آخری نبی ﷺ نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

”یا ایھا الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرویا الصالحة“ رواہ مسلم والنسائی وغیرہ عن ابن عباس ؓ ”اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث بخاری ومسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بھی روایت کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ”لم یبق من النبوة الا المبشرات“ بخاری کتاب التفسیر ومسلم ”نبوت میں سے کوئی جز باقی نہیں رہا سوائے اچھے خوابوں کے۔

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اسید ؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے۔ اور نیز امام احمد ؒ اور ابوسعید ؒ اور مردویہ ؒ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوطفیل ؓ سے بھی روایت کی ہے اور احمد ؒ اور خطیب ؒ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہ ؓ نقل کیا ہے۔ جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں: ”ذهبت النبوة وبقیت المبشرات“ نبوت تو جاتی رہی اور اچھا خواب باقی رہ گئے۔

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصۂ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی۔ البتہ اچھے خواب باقی ہیں جو کہ نبوت کا چھیالیسواں جز ہیں۔ (جیسا کہ بخاری ومسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا اور نہ جز کا وہ نام ہوتا ہے جو اس کے کل کا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صرف نمک کو پلاؤ کہا جائے کیونکہ وہ پلاؤ کا جز ہے اور ناخن کو انسان کہا جائے کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے کیونکہ وہ نماز کا جز ہے یا کلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے۔

غرض کوئی عقل مند انسان جزو اور کل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا۔ احکام کا تو کہنا کیا۔ پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ استثناء کیا گیا تو صرف چالیسویں جزو کا کیا گیا ہے۔ جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین ذرا غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی یا بروزی، عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے چھیالیسویں جزو کا استثناء فرمائیں ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثناء فرماتے۔

اور جب کہ آپ ﷺ نے استثناء میں صرف نبوت کے چھیالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ

یہ بروزی نبوت جو مرزا قادیانی نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے) تو آنحضرت ﷺ کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

جواب۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ فَخَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فوا ببیعۃ الاول فالاولُ اعطوھم حَقَّہٗ''

(بخاری ص۴۹۱ ج۱، مسلم کتاب الایمان ومسند احمد ص۲۹۷ ج۲ وابن ماجہ وابن جریر، وابن ابی شیبہ)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دی اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ ﷺ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرمادیا۔ جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضہ تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلفاء کو قرار دیا ہے۔ تو ضرور اس کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہوسکتا۔

جواب۶: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان اللّٰہ بدأ ھٰذا الامر بنبوۃ ورحمۃ وکائناً خلافۃً ورحمۃً (رواہ الطبرانی فی الکبیر) '' اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداء نبوۃ اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور رحمت ہوجانے والا ہے۔

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ نبوت رحمت ختم ہوکر خلافت رحمت باقی رہے گی۔ جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں رہے گی ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

جواب۷: آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تھوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلاتأمل یقین کرے گا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی، ظلی وغیرہ نہیں ہوسکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔ آپ ﷺ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہوجائے اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج دہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ ﷺ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔

خداوند سبحانہ اپنے رسول کی رحمت وشفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے: ''عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم '' سخت گراں ہے رسول اللہ ﷺ پر تمہاری تکلیف۔ وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہے اور مسلمانوں پر شفیق ومہربان۔

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ''لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (شعراء:۳)'' شاید آپ ﷺ اپنی جان کو ان کے پیچھے گنوادیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

پھر اس نبی امی (فداہ ابی وامی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی۔ ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل۔ کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں: ''**اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون**'' (روح المعانی ج۶ ص۱۹۸، الاحادیث المختارہ لمقدسی ج۱۰ ص۱۶، الفردوس بماثور الخطاب ج۳ ص۴۳۲) اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔ فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ ﷺ کی اس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ ﷺ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ ''**لیلھا و نھارھا سواء**'' کا مصداق ہے۔ یعنی اس کا رات اور دن برابر ہے۔

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع اور قابل تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدا کا حکم دیا۔ غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے امت کو ترغیب نہ کی ہو اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے امت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتدا کا حکم کیا اور فرمایا: ''**اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر** (بخاری)'' ان دو شخصوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین**'' ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''**انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی**'' (ترمذی ص۴۴، ج۱)

پھر آپ ﷺ نے اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی ﷺ کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا اور آپ ﷺ کی ان سنتوں کو زندہ کرے گا جن کو لوگ بھلا چکے ہوں گے۔
(رواہ ابوداؤد والحاکم)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس امت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی لفظ وصیت سے اس تاکید کو بیان فرمایا: ''**اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة ولو امر علیکم عبد حبشی مجدع الاطراف**'' (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی) میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لنگڑا لولا حاکم بنا دیا جائے۔

اب منصف ناظرین غور فرمائیں! اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا ظلی بروزی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے۔ ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز بات ہوگی کہ ایک لنگڑے غلام حبشی کی اتباع کی تو تاکید کی جائے اور ایک انوکھی اور بروزی رنگ میں پیدا ہونے والے ظلی نبی کا کوئی تذکرہ ہی نہ ہو۔ حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونے سے زیادہ سے زیادہ ایک آدمی فاسق کہلائے گا لیکن نبی کے انکار سے تو آدمی کافر ہو جائے گا تو نبی کا ذکر تو نہ ہو اور خلفاء کا ذکر ہر جگہ ہو یہ کیسا الٹا معاملہ ہوگا۔

قادیانیو! ذرا سوچو! کہ وہ نبی جس کو رؤف ورحیم اور رحمۃ للعالمین کا خطاب خدائے پاک دیتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی تو خبر دیتا ہے لیکن کسی ایک حدیث میں بھی یہ اشارہ تک نہیں دیتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ بروزی رنگ میں دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو تاکید کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ!

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ظلی اور بروزی پر ایک اہم گزارش!

پہلے ظل اور بروز سے متعلق مرزائی تحریرات ملاحظہ فرمایئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا ظل و بروز کا مرزائی فلسفہ کسی کے سمجھ میں آنے والا ہے؟

۱...... مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا گویا دوبارہ آنا ہے۔ یہ بات قرآن سے صراحۃ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ دوبارہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے۔" (اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۲۴) حالانکہ آج تک کسی مرزائی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا کہ اسے قرآن سے ثابت کر دکھائے۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ ناقل!)

۲...... پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجودِ بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے...... بروز اور اوتار ہم معنی ہیں۔" (الفضل ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۳...... میں احمدیت میں بطور بچہ کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است" (اخبار الفضل قادیان، ۱۷؍اگست 1915ء ج ۲ نمبر ۲۴)

۴...... "اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

۵...... پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

۶...... "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَه (الفتح: ۲۹) "اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

مذکورہ بالا مرزائی تحریرات، واقرارات کا واضح مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور حضور ﷺ ہر لحاظ سے ایک ہیں۔ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا دونوں جسم وروح ہر دو لحاظ سے ایک تھے۔ یا حضور ﷺ کی صرف روح مرزا قادیانی میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی صورت بداہۃ غلط ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر گنبد خضرا میں مدفون ہے اور دوسری صورت میں تناسخ کا قائل ہونا پڑے گا جو عقائد اسلام کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم شہداء کی حیات کا قائل ہے۔ انبیاء کا درجہ شہداء سے بہت بلند ہوتا ہے تو لازماً انبیا بھی حیات سے بہرہ ور ہیں تو پھر مرزا قادیانی میں انبیاء کی روح کہاں سے آ گئی تھی؟ آریائی فلسفہ سے تو بروز واوتار کا مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں لیکن اسلام کی سیدھی سادی تعلیم ان پیچیدگیوں کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

اور اگر عینیت سے مراد وحدت اوصاف وکمالات ہوں تب بھی بات نہیں بنتی اس لئے کہ:

۱...... حضور ﷺ امی تھے اور مرزا کئی کتابوں کا مصنف ہے۔

۲...... حضور ﷺ عربی تھے اور مرزا عجمی ہے۔

۳...... حضور ﷺ قریشی تھے۔ مرزا مغل کا بچہ ہے اور خود کو فارسی ہونیکا مدعی ہے۔

۴...... حضور ﷺ دنیوی لحاظ سے بے برگ و بے نوا تھے۔ جبکہ مرزا کو رئیس قادیان کہلانے کا بیحد شوق تھا اور زمین وباغات کا مالک تھا۔

۵...... حضور ﷺ نے مدنی زندگی کے دس برس میں سارا جزیرہ عرب زیر نگیں کرلیا تھا اور مرزا غلامی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جہاد وفتوحات کا قائل ہی نہ تھا۔

۶...... حضور ﷺ کے ہاں قیصر وکسریٰ کے استبداد ختم کرنے کا پروگرام تھا اور مرزا انگریز کے جابرانہ وغاصبانہ تسلط کو قائم رکھنے کے منصوبے بناتا تھا۔

۷...... حضور ﷺ کے ہاں اسلام کو آزادی کا مترادف قرار دیا گیا ہے اور مرزا کا اسلام غلامی کا مترادف ہے۔

۸...... حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی غیروں نے بھی دی۔ جب کہ مرزا کو آج تک مرزائی سچا ثابت نہ کرسکے اور نہ کرسکیں گے۔ ''هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ''

۹...... حضور ﷺ کی صاف ستھری زندگی سب پر عیاں ہے۔ جبکہ مرزائیوں کی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا جو مرزا کے گھناؤنے کیریکٹر پر بحث کرے۔

۱۰...... حضور ﷺ کی مالی معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بے مثال زندگی دنیا بھر کے لئے نمونہ ہے۔ جب کہ مرزا کی خیانت اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا آج بھی مرزائیوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا رہتا ہے۔

الغرض نہ وحدت جسم اور وحدت روح کا دعویٰ درست ہے اور نہ وحدت کمالات واوصاف کا تو پھر ہم یہ کیسے باور کرلیں کہ مرزا قادیانی عین محمد ہے یا محمد ﷺ کا بروز؟ **(معاذاللہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ)**

ختم نبوت اور بزرگان امت

قارئین محترم! قادیانی گروہ چند بزرگان دین کی کچھ عبارتوں کو غلط معانی کا جامہ پہنا کر عوام کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے کی شیطانی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس دجل کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ابتدائی چند اصولی باتیں زیر نظر رہنی چاہئیں۔

۱...... پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ قادیانی کس طرح قرآن وسنت سے کتر بیونت کر کے مطلب برآری کرتے ہیں۔ جو گروہ قرآن وسنت پر اپنے دجل کا کلہاڑا چلانے سے باز نہیں رہتا۔ اگر وہ بزرگان دین کی عبارتوں میں قطع وبرید کرے یا کسی بات کو اس کے سیاق وسباق سے ہٹا کر اپنے دجل وتلبیس کا مظاہرہ کرے تو یہ امر ان سے کوئی بعید نہیں۔

۲...... ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور پاک ﷺ سے لے کر آج تک کوئی شخص امت محمدیہ میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے یا یہ کہ آپ ﷺ کے بعد فلاں شخص نبی تھا۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو کوئی ایک مثال پیش کریں۔ ان شاء اللہ! قیامت کی صبح تک وہ ایسا نہیں کرسکتے۔

۳...... وہ توجیہات واحتمالات جو فرض محال کے درجہ میں ہوں۔ اگر، مگر، چنانچہ، چونکہ، وغیرہ کی قیدیں جن عبارات کے ساتھ لگی ہوئی ہوں ان سے کوئی بددیانت اور بدعقیدہ ہی عقائد کے باب میں استدلال کرے گا۔ ورنہ عقائد میں نص صریح اور صحیح کے علاوہ کسی کا گزر نہیں ہوتا چہ جائیکہ ان سے عقیدہ ثابت کیا جائے۔

پھر جن حضرات نے توجیہ کے یہ جملے ''اگر ہوتے تو ایسے ہوتے'' وغیرہ کہیں استعمال میں لائے ہیں تو صراحۃ وہ اس بات کے قائل ہیں۔

۱...... آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

۲...... آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا۔

۳...... آپ ﷺ کے بعد آج تک کوئی شخص نبی نہیں بنا۔

۴...... جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے کافر گردانا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مدعی نبوت کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کے اس قسم کے جملے اگر ہوتے تو ایسے ہوتے ''لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:۲۲)'' کے ہی قبیل سے ہوں گے۔ یعنی تعلیق بالمحال قرار دئیے جائیں گے۔ لیکن قادیانی دجل کو دیکھئے کہ وہ محال کو احتمال اور احتمال کو استدلال سمجھ کر بے پر کی اڑائے جاتے ہیں۔ ''وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ (بقرۃ:۹)''

۵...... جملہ اکابرین نے ختم نبوت کا یہی معنی سمجھا کہ آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو منصب نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔ اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ نہ یہ کہ پہلی سب رسالتیں ختم ہوگئیں۔ ہاں اب ان رسالتوں میں سے کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔ مفہوم ختم نبوت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی تشریف لائیں (جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے ماتحت اور مطیع ہوکر آئیں گے۔ کیونکہ یہ دور دور محمدی ہے۔ آپ ﷺ کی شان خاتمیت کے پیش نظر دو باتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو۔ دوم یہ کہ پہلوں میں سے کوئی آجائے تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہوکر، آپ ﷺ کی شریعت کا مبلغ ہوکر رہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک جاری وساری ہے اب آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن نہیں رہا۔ نبوت کی رحمت جو پہلے تغیر پذیر تھی اب پوری آن وبان، کمال وشان کے ساتھ نوع انسانی کے پاس آپ ﷺ کی شکل مبارک میں ہمیشہ موجود رہے گی۔ ہم سے کوئی نعمت چھنی نہیں گئی بلکہ امت محمدیہ ﷺ کی رحمت کے مسئلہ پر آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ایسی مالا مال کردی گئی ہے کہ اب کسی اور نبوت کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج نکلنے کے بعد چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ﷺ کی آفتاب رسالت کے ہوتے ہوئے نوع انسانی کا کوئی فرد بشر کسی اور چراغ نبوت کا محتاج نہیں۔

۶...... آنحضرت ﷺ زمانہ کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے اور اپنے مقام ومرتبہ، منصب وشان کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ پر مراتب ختم ہوگئے۔ آپ ﷺ پر تمام مراتب کی انتہا فرمادی گئی۔ اس ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے۔ ان میں تباین وتناقض نہیں اور نہ ختم نبوت مرتبی کے بیان سے ختم نبوت زمانی کی نفی لازم آتی ہے۔ قادیانی وسوسہ اندازوں نے ایک کے اقرار کو محض اپنے دجل سے دوسرے کی نفی لازم قرار دے کر اپنا غلط مقصد پورا کرنے کے لئے چور دروازہ کھول دیا اور مرزا کو اس میں داخل کرنے کے درپے ہوگئے۔

بزرگانِ اسلام میں جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت مرتبی بیان کی قادیانی وسوسہ انداز فوراً کود پڑے کہ اس سے ہماری تائید ہوگئی اور انھوں نے اُن بزرگوں کی اُن عبارات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی جن میں حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا صریح طور پر ذکر ہے۔

جبکہ وہ تمام حضرات ختم نبوت مرتبی کی طرح ختم نبوت زمانی کے بھی قائل ہیں اور اس کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ بعض بزرگ ایسے تھے جنھوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد ثانی کے ذکر میں حضور ﷺ کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کا بیان کیا تھا۔ قادیانی وسوسہ اندازوں نے اسے امت میں ایک نئے نبی کی آمد کا جواز قرار دے کر مسیح ابن مریم علیہما السلام کی بجائے مرزا قادیانی بن چراغ بی بی کو باور کرلیا۔ اِن دو باتوں (۱) ختم نبوت مرتبی (۲) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد ثانی کو خواہ مخواہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کے مقابل لا کھڑا کیا۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قادیانی جو عبارتیں پیش کرتے ہیں اگر اُن کو اس تناظر میں دیکھا جائے تو قادیانی دجل نقش بر آب، یا تارِ عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ ضروریات دین کو تأویل وتحریف کا آب ودانہ مہیا کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔

۷...... جن حضرات کی عبارتوں سے قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرنے کے لئے سعی لا حاصل کرتے ہیں ان کے پیش نظر جو امور تھے ان کی تفصیل یہ ہے۔

الف...... حضرت عیسی علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت ختم النّبیین اور حدیث ”لا نبی بعدی “ کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ”وان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل مایحکم الا بشریعة محمد ﷺ (فتوحات مکیه ج ۱ باب ۱۴ ص ۱۵) “حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اس کے مطابق فیصلہ کریں گے یعنی اپنی نبوت ورسالت کی تبلیغ کے لئے نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شریعت کے اجرا ونفاذ، خدمت وتمکین کے لئے تشریف لائیں گے۔

ب...... حدیث ”لم یبق من النبوة الا المبشرات “ میں نبوت کے ایک جز کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر ”لا نبی بعدی “ کے مخالف نظر آتی ہے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق تحریر فرمایا: ”قالت عائشة رضی اللہ عنہا اوّل ما بدی به رسول اللّٰه ﷺ من الوحی الرؤیا فکان لا یری رؤیاً الا خرجت مثل فلق الاصباح وهی التی ابقی اللّٰه علی المسلمین وهی من اجزاء النبوت لما ارتفعت النبوت بالکلیة و لهٰذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشریع فهٰذا معنی لا نبی بعده (فتوحات مکیه ج ۲ باب ۷۳، سوال ۲۵) “حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو وحی سے پہلے سچے خواب نظر آتے تھے جو چیز رات کو خواب میں دیکھتے تھے وہ خارج میں صبح روشن کی طرح ظہور پذیر ہوجاتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں میں اللہ تعالی نے باقی رکھی ہے اور یہ سچا خواب نبوت کے اجزا میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے نبوت کلی طور پر بند نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ لا نبی بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ: نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں۔ کیا ہر اچھا خواب دیکھنے والا نبی ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناخن انسان کے جسم کا جز ہے، انیٹ مکان کا جز ہے، مگر ناخن پر انسان کا اور انیٹ پر مکان کا اطلاق کوئی جاہل نہیں کرتا۔ اسی طرح اچھے خواب دیکھنے والے کو آج تک امت کے کسی فرد نے نبی قرار نہیں دیا۔

نیز نبی چاہے وہ صاحب کتاب وشریعت ہو یا نہ ہو بلکہ کسی دوسرے نبی کی کتاب وتابعداری کا اسے حکم ہو۔ غرض کسی بھی نبی کی جو وحی ہوگی وہ امر ونہی پر مبنی ہوگی۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تابع داری کریں تو یہ امر ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور اس قبیل کے دوسرے صوفیاء کے نزدیک ہر نبی کو جو بھی وحی ہو تشریعی ہوتی ہے۔ اب وہ بھی باقی نہیں رہی۔ یعنی اب کسی شخص کو انبیاء والی وحی نہ ہوگی بلکہ غیر تشریعی جس میں بجائے امر ونہی کے ایقان واطمنان کا الہام وبشارت ہو یہ اولیاء کو ہوگا۔ ان اولیاء کو وہ غیر تشریعی قرار دیتے ہیں پھر کسی بھی ولی کو وہ غیر تشریعی نبی کا نام نہیں دیتے۔ نہ ہی ان کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں۔ نہ ہی ان اولیاء کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ خدالگتی قادیانی بتائیں کہ اس غیر تشریعی نبی کے لفظ سے وہ نبوت ثابت کررہے ہیں یا صرف ولایت کو باقی تسلیم کررہے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد تشریعی نبوت بند ہے۔ یہی معنی ہے **لا نبی بعدی** کا غیر تشریعی یعنی اولیاء ہوسکتے ہیں۔ اولیاء کے نیک خوابوں کی بنیاد پر ان کو کسی نے آج تک نبی قرار دیا؟ اس کو یوں فرض کریں کہ نبی خبر دینے والے کو کہتے ہیں اگر خبر وحی سے ہو تو وہ نبی ہوگا۔ واجب الاطاعت ہوگا، اس کی وحی خطا سے پاک ہوگی، شریعت کہلائے گی، اس کا منکر کافر ہوگا اور اگر خبر اس نے الہام وغیرہ سے دی تو وہ نبی نہ ہوگا، واجب الاطاعت نہ ہوگا، اس کی خبر (الہام) خطا سے پاک نہ ہوگی۔ شریعت نہ ہوگی اس کا منکر کافر نہ ہوگا، اور نہ اس پر نبی کے لفظ کا اطلاق کیا جائے گا۔ یہ غیر تشریعی وحی (الہام) والا صرف ولی ہوگا۔ فرمایئے یہ ختم نبوت کا اعلان ہے یا انکار؟

ج...... بعض علماء وصوفیا کو وحی والہام سے نوازا جاتا ہے۔ اس سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: ”**فللاولیاء والا نبیاء ،الخبر خاصة وللانبیاء الشرائع والرسل والخبر و الحکم** (فتوحات مکیه ج۲ باب ۱۵۸ ص ۲۵۷)“ انبیاء واولیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر خاصہ (وحی والہام) کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لئے تشریعی احکام، شریعت ورسالت، خبر واحکام نازل ہوتے ہیں۔ شریعت ورسالت، خبر واحکام گویا انبیاء کا خاصہ ہے اور پھر شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جس خبر (الہام اور رہنمائی) کو اولیا کے لئے جاری مانتے ہیں اس کو تو وہ حیوانات میں بھی جاری مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”**وھذہ النبوة جاریة ساریة فی الحیوان مثل قوله تعالی واوحیٰ ربک الی النحل** (فتوحات مکیه ج۲ باب ۱۵۵ ص ۲۵۴)“ اور نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔

اب شیخ ابن عربی کی اس صراحت نے تو یہ بات واضح کردی کہ وہ جہاں پر نبوت کو اولیا کے لئے جاری مانتے

ہیں۔ان کو وحی نبوت نہیں خبر وولایت سمجھتے ہیں جو صرف رہنمائی تک محدود ہی۔احکام واخبار، امرونہی، شریعت ورسالت کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف رہنمائی ہے۔اس پر انھوں نے لفظ نبوت کا استعمال کیا۔اور گھوڑے، گدھے، بلی، چھپکلی، چمگادڑ، الّو اور شہد کی مکھی تک میں اس کو جاری مانتے ہیں۔کیا یہ نبی ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس سے وہ صرف رہنمائی مراد لے رہے ہیں کہ یہ رہنمائی وہدایت تو باری تعالی ان جانوروں کو بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا جو جو فرق بیان کرتے ہیں ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔لیکن تشریعی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی، نبی یا رسول پر نازل ہوتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے۔اس میں اوامر ونواہی ہوتے ہیں۔حضور ﷺ کے بعد کسی پر وحی تشریعی نازل نہ ہوگی۔اس لئے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔البتہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ نیز نبوت کا ایک جز قیامت تک باقی ہے، جسے مبشرات کہتے ہیں اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہو سکتی ہے۔لیکن کسی پر رسول اور نبی کا لفظ ہرگز نہیں بولا جا سکتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ’’**اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ فانہ زال التشریع المنزل من عند اللہ بالوحی بعدہ ﷺ** (فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۵۸ باب ۷۳ سوال ۲۵)‘‘

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جا سکتا۔کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشریعی صورت صرف نبی پر آتی ہے۔ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشریعی احکام لاتا ہے۔حضور ﷺ کے بعد احکام شرعیہ (اوامر ونواہی) کا نزول ممتنع اور محال ہے اس لئے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

تنقیح موضوع

لے دے کے چند عبارات ہیں جن میں تاویل وتحریف کے ہاتھ صاف کرتے ہوئے مرزائی پنڈت انھیں آنحضرت ﷺ کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔حالانکہ یہ لوگ آج تک ان عبارات میں سے ایک بھی عبارت ایسی نہیں پیش کر سکے جن میں ان کے مدعا کے مطابق حسب ذیل باتیں پائی جاتی ہوں۔

۱...... آنحضرت ﷺ کی ختم مرتبت کے بعد کسی غیر تشریعی نبی کے اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی صراحت موجود ہو۔

۲...... اس کے سیاق وسباق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ ہو۔جیسا کہ علامہ طاہر پٹنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ’’**قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ**‘‘ نقل کرنے کے بعد ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔’’**وھذا ناظر الی نزول عیسی بن مریم**‘‘ اس طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ’’موضوعات کبیر‘‘ میں اس نبی کی آمد کو جو آپ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے اسے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں کہا وہاں تشبیہ کے طور پر حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کے نام لکھ دیئے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے بعد نبی ہونا ہوتا تو انھیں نبوت حضور ﷺ سے پہلے ملی ہوتی۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام کو ملی ہوئی ہے۔کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت

نہیں ملتی ہے گو غیر تشریعی کیوں نہ ہو۔اس لئے کہ یہ یقیناً آیت خاتم النّبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔

۳...... اس میں محض اجزاء نبوت، سچے خواب وغیرہ یا بعض کمالات نبوت ملنے کا بیان نہ ہو بلکہ امت کے بعض افراد کے لئے منصب نبوت پانے کی خبر ہو۔

۴...... یہ نہ ہو کہ اس کے سیاق میں تو ختم نبوت مرتبی کا ذکر ہو اور اسے کسی نئے غیر تشریعی نبی کی نبوت سے غیر متصادم کہا گیا ہو اور اسے دعویٰ سے پیش کیا جائے کہ کسی نئے غیر تشریعی نبی کی نبوت حضور ﷺ کی ختم زمانی کے منافی نہیں۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ختم نبوت مرتبی کے سیاق میں کہی گئی ہے۔جسے قادیانی خیانت کے طور پر ختم نبوت زمانی بنا کر پیش کرتے ہیں اور مولانا کی جانب منسوب کر کے کہتے ہیں کہ اگر حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے ختم نبوت زمانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔(استغفر اللہ) یہاں ختم نبوت زمانی کا کوئی ذکر نہیں۔بات بدل کر لوگوں کو مغالطہ دینا یہی دجل کہلاتا ہے۔

ان چار شرطوں کے ساتھ آج تک مرزائی پنڈت اجراء نبوت کے ثبوت میں ایک عبارت بھی اپنے دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کر سکے۔لہٰذا اصولاً ہمارے ذمہ مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہیں کیونکہ مدعی اپنے دعوے کو صحیح صورت میں پیش نہ کر سکے اور جس کے پاس اپنے دعوی کے مطابق ایک بھی دلیل نہ ہو تو مدعا علیہ کے ذمے کوئی جواب نہیں ہوتا۔

قادیانیوں کا منہ بند

تاہم مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ دو حوالے زیر نظر رہیں۔

۱...... مرزا قادیانی لکھتا ہے:''اقوال سلف وخلف در حقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔'' (ازالہ اوہام،خزائن ج۳ص ۳۸۹)

۲...... مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود لکھتا ہے:''نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ (مرزا قادیانی) اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے ہیں۔یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی اور کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو اور یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۲۲)

لیجئے! مرزا محمود نے خود تسلیم کر لیا کہ اہل اسلام کے نزدیک صرف ایک ہی نبوت تھی یعنی تشریعی۔(غیر تشریعی ان کے ہاں صرف ولایت تھی مگر اس پر نبوت کے نام کا ان کے نزدیک بھی اطلاق درست نہ تھا۔

اس باب میں مزید تفصیلات کے لئے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''ختم نبوت اور بزرگان امت'' اور'' بقیة السلف '' حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین'' اور مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود کی کتاب ''عقیدة الا مة فی معنی ختم النبوة'' سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

مرزائی جماعت سے چند سوال؟

یہ مسئلہ فریقین میں مسلم ہے کہ تشریعی نبوت کا دعوی کفر ہے۔خود مرزا قادیانی کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریعی نبوت کا دعوی کرے......وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰،۲۳۱ ج۱)

اختلاف صرف نبوت مستقلہ کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہوگئی۔ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوالات ہیں۔

۱...... مرزا نے اوّل اپنی کتابوں میں تشریعی نبوت کے دعویٰ کو کفر قرار دیا اور پھر خود صراحۃً تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں؟ کیا مرزا اپنے اقرار سے کافر نہ ہوا؟

۲...... جب مرزا قادیانی تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کا مدعی ہے تو پھر اس کو خاتم النّبیین میں یہ تاویل کرنے اور غیر تشریعی نبی مراد لینے سے کیا فائدہ؟

۳...... نصوص قرآنیہ اور صدہا احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے؟

۴...... نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

۵...... کیا وہ معیار حضرات صحابہ میں نہ تھا؟ اور اگر تھا جیسا کہ مرزا کو اقرار ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۶...... اس چودہ سو سال کی طویل وعریض مدت میں، ائمہ حدیث وائمہ مجتہدین، اولیاء، عارفین، اقطاب وابدال، مجددین میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ گزرا جو علم وفہم ولایت ومعرفت میں مرزا کے ہم پلہ ہوتا؟ اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا کیا رسول اللہ ﷺ کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ نکلا؟

۷...... آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریعی نبوت کی مدعی تھے جیسے صالح بن ظریف اور بہاء اللہ ایرانی اور بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے۔ جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ تو ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

نوٹ: اللہ کے فضل وکرم سے عقیدہ ختم نبوت کی متعلقہ مباحث سے ہم فارغ ہوئے اور عقیدۂ ختم نبوت کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر کو جان لینے اور مرزائی امت کی بے اعتدالیوں سے واقف ہوجانے کے بعد اب لازم ہے کہ امت مرزائیہ کی ان محلاتی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا جائے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے تیار کیں اور اس مبارک منصب پر ڈاکہ زنی کی۔ لہٰذا ضروری تھا کہ ایک مستقل تصنیف میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی منقبت کو بیان کیا جائے اور ان کے متعلق مرزائی امت کے پھیلائے ہوئے شبہات ووساوس کے تارعنکبوت کو چاک کر دیا جائے تو لیجئے! اب آپ کی خدمت میں حاضر ہے، قادیانی شبہات کے جوابات کی دوسری جلد۔ امید ہے دفاع ختم نبوت میں آپ کا اور ہمارا ساتھ اس کتاب کے آغاز سے اختتام، حتیٰ کہ زندگی کے انجام تک ساتھ رہے گا۔

ہے افق سے اک سنگ آفتاب آنے کی بات
ٹوٹ کر مانند آئینہ بکھر جائے گی رات

اللہ وسایا!